عمران سیریز

چیف آف ڈیول

مظہر کلیم



عمران بڑے اطمینان سے فلیٹ کے دروازے تک پہنچا سیٹی پر ایک مقبول گانے کی دھن چھیڑے اس نے کال بیل کا بٹن دبانے کے لیے ہاتھ اٹھایا لیکن دروازہ کھلا دیکھ کر گھنٹی بجانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوا۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا ہو گا، کہ سیٹی کی آواز طویل چیخ میں بدل کر دم توڑ گئی۔

اس کی آنکھیں اور منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا جیسے ابھی کچھ دیر بعد ماہر بازی گر کی طرح وہ حلق سے لوہے کا گولا برآمد کرنے والا ہو۔

حلق سے گولا تو خیر کیا نکلتا، البتہ اس کا منہ کچھ ایسے زاویے پیش کرنے لگا کہ کوئی ماہر جیومیٹری داں انہیں دیکھتا تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا۔ انجام کار اس کے چہرے پر ازلی حماقت کے

جھنڈے لہرانے لگے۔

اگر اسے کوئی اس وقت دیکھ رہا ہوتا تو یہی توقع کرتا، کہ حضرت عمران ابھی کچھ دیر بعد دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں گے۔

اس کی آنکھیں سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ایک شخص پر جمی ہوئی تھیں۔

موصوف کا چہرہ اگرچہ رعب دار نہیں تھا، تاہم وہ اسے رعبدار بنانے کی کوشش ضرور کر رہا تھا۔۔۔ اس لئے قدرے بے رونق دکھائی دے رہا تھا۔

اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا، آنکھوں پر سیاہ چشمہ جو اس کے چہرے پر ویسا ہی لگ رہا تھا جیسے جوزف سفید کپڑوں میں ملبوس۔

سفید کلف دار کالروں میں نکٹائی اس کی گردن کو یوں جکڑے ہوئے تھی جیسے پھانسی کا پھندا پڑا ہوا ہو۔۔۔۔ ممکن ہے چشمے کے عقب میں اس کی آنکھیں اُبلی پڑی ہوں۔ لیکن چہرے سے تکلیف کا ہلکا سا شائبہ بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

اس شخص نے پیروں میں چمکدار بوٹ پہن رکھے تھے۔

غرضیکہ جسم پر آنے والی ہر چیز اس کی شخصیت کو اجاگر کر رہی تھی

اس نے ایک ٹانگ دوسری پر چڑھا رکھی تھی۔

ممکن ہے کہ وہ تپ لرزاں کا مریض رہا ہو۔ بہرحال اس کی ایک

ٹانگ میں بید مجنوں کی سی لرزش تھی۔ یہ لرزش اس کے باقی جسم پر بھی اثر انداز ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کا پھولا پھولا سا سینہ اور اکڑا ہوا جسم کانپ رہا تھا۔

ممکن ہے عمران کی طرح آپ بھی دریائے حیرت میں کودنے کا ارادہ فرما رہے ہوں۔۔۔۔ اس لئے آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ وہ شخصیت کون تھی۔!

وہ صاحب تھے عمران کے باورچی۔۔۔ سلیمان!

عمران اندر داخل ہوا اور مختلف زاویوں سے جھک جھک کر سلیمان کا جائزہ لینے لگا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن سلیمان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

وہ حسب سابق اپنی جگہ ڈٹا رہا۔

اس نے پاکیشیا ٹائمز کا تازہ ترین پرچہ ایک ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اور موصوف کا چشمہ لگائے اس پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔

وہ بار بار گردن کو یوں جنبش دے رہا تھا جیسے کوئی خاص خبر پڑھ کر متاثر ہو رہا ہو۔ اس نے ایک مرتبہ بھی سر اٹھا کر عمران کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

عمران نے بڑا سا منہ بنایا اور سر ہلاتا ہوا آہستہ آہستہ صوفے کی طرف بڑھنے لگا۔ صوفے کے قریب پہنچ کر اس نے بڑے ادب سے ہاتھ سینے پر رکھ لئے اور نہایت مؤدبانہ انداز میں گویا ہوا۔

"مم...... معاف کرنا...... ج...... جناب یوں لگتا ہے جیسے پہلے بھی میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔ زندگی کے کسی موڑ پر...... آں...... ہاں...... مثلاً جہنم کی آخری نکڑ پر آپ چھجو حلوائی کی دوکان کے تھڑے پر پاپڑ بیچ رہے تھے۔ میری یادداشت غلط تو نہیں ہیں حضور؟"

"ایں......" سلیمان اس کی آواز سنکر یوں اچھلا جیسے صوفے میں یکدم گیارہ ہزار کلوواٹ بجلی دوڑ گئی ہو۔

"مسٹر عمران آپ......؟" سلیمان نے بے نیازی سے کہا۔

"تشریف لائیے...... آپ ہی کا گھر ہے۔"

"ہائیں...... ل...... لیکن سلیمان پیارے یہ کوا۔ میرا مطلب ہے۔ کایا کیسے پلٹ گئی...... اور...... اور" عمران نے ہکلانے لگا۔

"صاحب عوامی دور ہے۔ کل تک میں آپ کا نوکر تھا، اور اب...... آپ!" سلیمان نے کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھ لیے۔

"ل...... لیکن پیارے باورچی! یہ سب کچھ ایک دم کیسے ہو گیا...... کیا دنیا بدل گئی ہے؟" عمران نے باقاعدہ کانپتے ہوئے دریافت کیا۔

"دراصل آج کل ہمارے سیاسی لیڈر اسی بات پر زور دشور سے تقریریں کر رہے ہیں کہ عوامی دور ہے ہر ادنیٰ کو اعلیٰ درجہ ملے گا...... ارے کیا آپ نے کل رات مشہور سیاسی لیڈر مسٹر بگوڑا بھائی عرف بلبلِ بغداد کی تقریر نہیں سنی...... واہ صاحب کیا بات کہی ہے۔ مسٹر بگوڑا بھائی نے...... فرماتے ہیں میرے دوستو...... میرے عزیز باورچیو، بھنگیو، موچیو اور خاکروب بھائیو...... بات دراصل یہ ہے کہ...... کہ بات کچھ بھی نہیں۔ واہ سبحان اللہ، کیا بات کہہ گئے ہیں۔ بگوڑا بھائی...... اچھا پھر فرماتے ہیں پیارے ہم نشینو! اس سے پہلے کہ میں آپ کے سامنے کچھ عرض کروں، چند باتیں کرنا چاہتا ہوں، ہو ہو ہو...... واہ...... واہ...... جزاک اللہ...... پھر کہتے ہیں بھائیو میں جانتا ہوں کہ آج کل آپ لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ آپ کے مالک آپ سے بدسلوکی کی انتہا کئے ہوئے ہیں۔ بے چارے باورچیوں ہی کو لیجئے...... مالک نے سودا سلف لینے بازار بھیجا، تو اگر غریب، مسکین، یتیم باورچی سودے میں سے کچھ پیسے بچا لیتے ہیں تو ان کے مالک نامراد، انہیں مرغا بنا دیتے ہیں۔ ڈنڈے برسانے ہیں، میں پوچھتا ہوں، میرے بھائیو۔ یہ ظلم کب تک جاری رہے گا۔ کب تک آپ لوگ مرغا بنتے رہیں گے؟ یہ ڈنڈے کب تک آپ پر برستے رہیں گے...؟ تو میرے بھائیو میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو تو میں یہ کہوں گا

بلکہ میں سب سے پہلے آپ پر ہونے والی ناانصافیوں اور ظلم و ستم کے بھاؤں کے خلاف جہاد کے لئے آواز اٹھاتا ہوں، تو میرے بھائیو تم بھی اس ظلم کے خلاف نعرہ بلند کر کے اپنے مالکوں کا ناطقہ بند کر دو۔ جلوس نکالو، سینے پہ بیج لگاؤ، اشتہار چھپواؤ، ملک کے سارے باورچی بھنگی، موچی، خاکروب ایک ہو جاؤ اور پھر اپنے گھروں پر مالکوں کو نوکر بنانے کی مہم چلاؤ اور خود مالک بن بیٹھو...... اور پھر صاحب آخر میں لنگوٹا بھائی نے بڑی قرأت سے پڑھ کر سنایا کہ ظلم رہے اور امن بھی، صاحب یقین کریں کہ سب لوگوں پر ان کی پھٹے بانس جیسی آواز سن کر ایک وجد سا طاری ہو گیا۔ اور پھر......، تمام لوگ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگے...... اور......" سلیمان نے سانس لئے بغیر اپنی نوابی کی وجوہات پر روشنی ڈالی۔

"بب...... بس...... سلیمان پیارے بس تیری ان پیاری باتوں سے میرے دل پر اتنا اثر ہوا ہے کہ بیان سے باہر ہے...... ہے سلیمان جا تو آج سے آقا ہے اور میں...... میں نوکر، تیرا باورچی۔" عمران نے لمبی لمبی سسکیاں لیں۔

"دیکھا صاحب آپ بھی متاثر ہوئے ہیں نا لنگوٹا بھائی کی تقریر سن کر......" بڑے ہی عظیم شخص ہیں بھائی لنگوٹا...... خیر بات پکی ہو گئی ہے نا؟" سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

"لگ...... کون سی پیارے سلیمان؟" عمران نے دیدے

گھمائے۔

"آپ اتنی جلدی بھول گئے۔ ارے یہی کہ آپ نوکر اور میں مالک" سلیمان نے کہا۔

"آں... ہاں...... ٹھیک ہے میرے مالک آپ التجا کریں...... نن...... نہیں...... وہ کیا ہوتی ہے جیسے ہم...... ارے ہاں۔ خوب یاد آیا درخواست...... دھت تیرے کی یہ بھی نہیں...... تم ہی بتاؤ پیارے باورچی...... اررر...... ہپ" عمران نے گالوں کو پیٹنا شروع کر دیا۔

"حکم......" سلیمان نے بھویں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں...... خوب یاد دلایا...... حکم کریں میرے مالک۔"

عمران نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے میرے لئے کافی بنا کر لاؤ۔" سلیمان کی گردن اکڑ گئی۔

"ابھی لایا میرے مالک۔" عمران نے کہا اور بڑے ادب سے سر جھکائے باورچی خانے کی طرف جانے لگا۔

"ارے سنو......!" سلیمان نے ایک شانِ بے نیازی سے آواز لگائی۔

"قف...... فرمائیے جناب۔" عمران نے عاجزی کا

اظہار کیا۔

"آئندہ سے تم مجھے صاحب کہا کرو گے اور میں تمہیں عمران باورچی کہا کروں گا" سمجھے۔۔۔۔! سلیمان نے کہا۔

"بب۔۔۔۔۔۔۔۔ بالکل سمجھ گیا جناب" عمران نے کہا۔

"اور دیکھو آج دوپہر کے لئے کیا پکا ہے ہوں؟"

"آپ کا بھیجا۔۔۔۔۔۔ صاحب!" عمران نے آہستہ سے جواب دیا"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ بڑی مفید چیز ہے۔۔۔ آئیں کیا کہا۔

سلیمان ایک دم چونک کر بولا۔

"مم۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے آج کتے کا دماغ پکے گا۔۔۔ وہ اس لئے صاحب کہ کتے کا دماغ کھانے سے آپ کا دماغ بھی کتے جیسا ہو جائے گا۔ اس سے ایک فائدہ بھی ہوگا۔ اگر کوئی مہمان خدانخواستہ آ بھی جائے تو آپ فوراً ہی "بھوں بھوں" کی گردان شروع کر دیں۔۔۔۔۔۔ مہمان فوراً ہی سر پر پاؤں بلکہ پاؤں پر سر رکھ کر بھاگے گا۔۔۔۔۔۔" عمران کی حماقتیں زور و شور سے جلوہ گر ہونے لگیں۔

"بہت اچھے۔۔۔۔۔۔ تم نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا۔۔۔ اچھا جاؤ، پہلے تم کافی بنا لاؤ" سلیمان خوش ہوتا ہوا بولا۔

"بہت اچھا صاحب" یہ کہہ کر عمران تیزی سے باورچی خانے

میں داخل ہو گیا۔ عمران کے جاتے ہی سلیمان اکڑتا ہوا دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا اور صوفے پر پڑے اخبار کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرش پر پھینک دیا اور۔۔۔۔۔۔ گنگنانے لگا۔۔۔۔۔۔ اچانک وہ گنگناتے ہوئے رک گیا اور چونک کر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھنے لگا۔

"اونہہ۔۔۔۔۔۔ بڑا فضول ملازم ہے۔ اتنی دیر کر دی کافی بنانے میں۔۔۔۔۔۔ اوہ کلب جانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔۔ پیاری کلثوم کیا سوچتی ہوگی کہ سلیمان صاحب بھی کتنے وعدہ خلاف ہیں" اس نے برا سا منہ بنا کر بڑبڑانا شروع کیا۔

"ابے او عمران۔۔۔۔ کافی جلدی لاؤ، ہمیں کلب جانا ہے" وہ عمران کے سے لہجے میں دھاڑا۔

"ابھی لایا صاحب" عمران کی مسکینی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

سلیمان بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ لیکن۔۔۔۔۔۔ حقیقتاً وہ اس وقت بہترین اداکاری کر رہا تھا۔۔۔۔ جی ہاں بات ہی کچھ ایسی عجیب سی تھی۔۔۔۔۔۔ الٹی گنگا بہہ رہی تھی۔ مالک نوکر بن گیا تھا اور۔۔۔۔۔۔ نوکر، مالک بن بیٹھا تھا۔ عمران سے اس قسم کی اوٹ پٹانگ باتوں کی توقع تو خیر ہر وقت ہی رہتی ہے۔ اس لئے کوئی حیرانگی کی بات نہیں تھی۔ وقت بے وقت اس کی حماقتیں

جاری ہی رہتی ہیں۔ سلیمان ٹہلتے ٹہلتے دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اس باورچی کے بچے سے آج دو دو ہاتھ کرنا ہی پڑیں گے۔ کم بخت ہمیشہ لیٹ کام کرتا ہے..... ارے لیکن یہ لیٹ کس بلا کا نام ہے اونہہ.... چھوڑو سلیمان پیارے کیوں سوچ کر دماغ خراب کر رہے ہو۔ ہوگا کچھ تو مطلب۔"

سلیمان بڑبڑایا اور آنکھیں موند کر صوفے سے ٹیک گیا۔

اچانک کال بیل چلائی۔ سلیمان ایک دم اچھل پڑا۔ اور چونک کر دروازے کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔ جب کہ اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔

"کم اِن" اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا۔

دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔ لیکن وہ سلیمان کو اس حالت میں دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"ارے سلیمان تم۔۔۔؟" بوکھلاہٹ میں اس کے منہ سے نکلا۔

"کیوں کیا بات ہے مس تم کو میرا یہ روپ پسند نہیں آیا؟" سلیمان نے اکڑ کر کہا۔

"کیا تم نے جوزف کی چرا کر پی رکھی ہے؟" جولیا غرائی۔

"مسٹر سلیمان پکارو مس اب میں وہ سلیمان نہیں رہا" سلیمان نے اپنی آواز کو رعب دار بنانے کی کوشش کی۔

"اوہ تم سے بھی نپٹ لوں گی۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ عمران کہاں ہے؟" جولیا نے جھلا کر کہا۔

"ابھی آتے ہیں" سلیمان نے لاپرواہی سے کہا اور فرش پر پڑے ہوئے اخبار کو اٹھا کر پڑھنے لگا۔

جولیا حیرت سے اُسے گھورتی رہی..... پھر صوفے پر بیٹھ کر معاملے کو سمجھنے میں مصروف ہو گئی۔

"باورچی..... کافی لاؤ..." سلیمان دھاڑا۔

"ایک منٹ جنا......ا......ب" عمران نے باورچی خانے سے صدا لگائی۔ جولیا فوراً حیرت سے اچھل پڑی۔

"یہ کیا چکر ہے سلیمان" جولیا نے آخر بے قرار ہو کر پوچھ ہی لیا۔

"قسمت کا چکر..... بلکہ گھن چکر" سلیمان نے درویشانہ لہجے میں جواب دیا۔

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور طیش کے عالم میں سلیمان کو گھورنے لگی۔ جی تو اس کا یہی چاہتا تھا، کہ سلیمان کو کچا ہی چبا جائے۔ لیکن سلیمان؟

وہ تو تمام باتوں سے لاپرواہ ہو کر اخبار پر جھکا ہوا تھا۔ اس پر جولیا اور بھڑک اٹھی۔ لیکن خاموش رہی۔ غصہ دبائے رکھنے کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔"

اچانک عمران کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کافی کی ٹرے تھی۔ مسکین سی صورت، کندھے پر باورچیوں کا سا تولیہ دیکھ کر کون گدھا نہ سوچتا کہ وہ واقعی خاندانی باورچی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جولیا بھی اسی قسم کے امکانات پر غور کرنے لگی۔

جولیا استعجابیہ نگاہوں سے عمران اور سلیمان کو گھور رہی تھی۔

"لیجئے صاحب .... کافی تیار ہے۔" عمران نے ٹرے میز پر رکھ کر کہا۔

سلیمان جلدی سے کافی کی طرف جھپٹا۔ جیسے بڑی مدت سے کافی کو ترس رہا ہو۔

"ارے آپ .... مس جولیا" عمران نے ایک دم چونک کر جولیا کو دیکھا۔

"عمران .... یہ سب کیا ہے۔ میں ابھی تک سمجھنے سے قاصر ہوں" جولیا نے اس کی حماقتوں کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"یہ ... یہ ... اوہو ... یہ تو میز ہے اور میز پہ ٹرے اور ٹرے پر ..."

"شٹ اپ ... بکواس نہیں" جولیا نے اپنا ہاتھ گھمایا۔

"ب ...... باپ رے" عمران خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹا اور پیچھے پڑی ہوئی کرسی سے الجھ کر الٹ گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ فرش پر آ رہا۔

"مس صاحبہ ...... آج سے میں اس گھر کا مالک ہوں۔ اور عمران صاحب میرے باورچی۔"

"کیوں صاحب ہم ٹھیک کہہ رہے ہیں نا؟" سلیمان بولا۔

"بے شک ...... بے شک .... بجا ارشاد فرمایا" عمران نے جواب دیا۔

جولیا نے بُرا سا منہ بنایا اور عمران کو گھورنے لگی۔

"مس صاحبہ آپ بھی کافی پئیں" سلیمان نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نہیں صاحب یہ تو سپیشل طور پر آپ کے لئے ہی بنائی ہے گھٹیا لوگوں کو اس میں شرکت کا حق نہیں" عمران نے فرش سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری کافی پینے نہیں آئی، سمجھے" جولیا نے چڑ کر کہا۔

"تو اور کیا مجھ سے وہ کرنے آئی ہو" عمران نے شرم سے لجا کر کہا۔

"کیا ...؟" جولیا نے بے ساختہ سوال کیا۔

"ش ش ش ...... شادی" عمران نے شرم سے دوہرے ہو کر جواب دیا۔

"شٹ اپ .... میں یہ بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتی" جولیا غرائی۔

"ارے شادی بدتمیزی ہے۔ توبہ توبہ کیسی عورتیں ہیں آجکل۔ ہم نے تو سنا تھا کہ شادی خانہ بربادی ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ شادی بدتمیزی ہے۔" لیکن ایک وقت میں دو باتیں درست نہیں ہوسکتی اسی طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں ہے نا....؟"

عمران کے چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برسنے لگے۔

"عمران ....!" جولیا بے بسی سے بولی۔

"جانِ عمران.... مہربان.... بلکہ قدر دان...." عمران نے ہانک لگائی۔

"بکے جاؤ" جولیا نے اطمینان سے کہا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"اکیلے بکنے میں مزا کم ہی آتا ہے مس ونولیا.... آؤ ہم دونوں مل کر بکیں بکنا شاید کسی نئے رقص کا نام ہے؟"

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا، اور عمران کو گھورتی رہی۔

"باپ رے اب اس طرح بھی نہ گھورو مس گھوریا.... ورنہ میرا دم نکل جائے گا اور تم بیوہ ہوجاؤ گی۔.... اور ر...." اور پھر عمران کمرے میں ناچنے لگا۔ جولیا اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ لیکن عمران اس کے ہاتھ آنے والا کہاں تھا؛ مجبوراً وہ رک گئی۔

"دیکھ لوں گی تمہیں بھی" جولیا نے ہانپتے ہوئے بے بسی سے کہا۔ اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔ عمران چیختا ہی رہ گیا۔

اسی اثنار میں سلیمان کافی ختم کرچکا تھا۔

"تم نے دیر کرادی ہے مجھے" سلیمان نے گھڑی دیکھ کر عمران کو مخاطب کیا۔

"مم...... معافی چاہتا ہوں صاحب" عمران نے کہا۔

"اچھا چلو معاف کیا.... اب ہم کلب جارہے ہیں۔ تم گھر کی حفاظت کرنا" سلیمان بولا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اچانک..... وہ چلتے چلتے رک گیا....؟

"آہ.... ہائے.... اوئی....." سلیمان نے پیٹ پکڑ لیا۔

"کک.... کیا ہوا صاحب" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"گڑبڑ....!" سلیمان نے کراہتے ہوئے کہا۔

"ہائیں گڑبڑ.... کہاں؟ کہاں؟" عمران نے اِدھر اُدھر دیدے گھمائے۔

"پیٹ میں صاحب۔ آپ نے ضرور کافی میں کچھ ملا دیا ہوگا" سلیمان روتے ہوئے بولا۔

"قسم لے لو پیارے سلیمان.... بھلا میں ایسی نامعقول حرکت کرسکتا ہوں" عمران نے اپنے گال پیٹتے ہوئے کہا۔

"آہ.... ہائے.... آئے.." سلیمان پھر کراہا.....

"آتے...... ؟ کون آئے... اماں جانے دو آنے والے تو آتے تھے اور آکر چلے بھی گئے۔" عمران نے اس کی تکلیف کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

"آئی.... اوئی..... اُف...... مم.... میں ابھی آیا" یہ کہہ کر سلیمان پیٹ پکڑے ہوئے سرپٹ لیٹرین کی طرف بھاگا۔

"اب لیٹرین کے چکر پہ چکر لگیں گے..... لوٹے پر لوٹا آئے جائے گا سلیمان پیارے۔" عمران بولا۔

"صاحب مجھے معاف کر دیں... میں تو ویسے ہی مذاق کر رہا تھا۔ آپ جیتے اور میں ہارا" سلیمان کی مریل سی آواز لیٹرین سے سنائی دی۔

"آقا کون ہے" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"آپ" سلیمان بولا۔

"غلام کون ہے" اس سے پوچھا۔

"آپ.... مم.... میرا مطلب ہے میں" سلیمان گڑبڑا گیا۔

"اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی تیرے کس بل ڈھیلے نہیں ہوئے" عمران نے غصے سے دھاڑا۔

"گئے صاحب۔ وہ تو کبھی کے رخصت ہو گئے۔ خدا کے لئے

اس گڑبڑ سے نجات دلایئے۔"

"کیوں بیٹا ساری اکڑفوں نکل گئی نا...... اب بھگت بیٹھ کے۔ بڑا آیا تھا نواب کا چچا۔" عمران بولا۔ ابے سارے سوٹ کا ستیاناس کر دیا۔"

"صاحب اس مصیبت سے چھٹکارا دلایئے... اللہ قسم آپ کے سوٹ کو ڈرائی کلین کروا دوں گا۔" سلیمان گڑگڑاتا رہا اور عمران نہ نہ کرتا رہا اور آخر کار اُسے رحم آ ہی گیا۔

"ابے باہر تو نکل"

"آپ کی پتلون بھر جائے گی باہر آنے سے" سلیمان بولا۔

"ذرا سی ہمت کر کے آ جا... میں تجھے دوائی دیتا ہوں" عمران دوسرے کمرے سے ایک شیشی نکال لایا۔

سلیمان غریب پیٹ پکڑے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے کی کیفیت قابلِ دید تھی۔ تکلیف کی شدت سے منہ سرخ ہو رہا تھا۔

"یہ لے ایک خوراک.... غٹاغٹ پی جا"

"صاحب کہیں یہ بھی...؟" سلیمان نے مشکوک نظروں سے عمران کو دیکھا۔

"ابے اب پی بھی لے" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

سلیمان نے شیشی منہ سے لگائی اور دوائی پی گیا۔

"صاحب گڑبڑ ختم نہیں ہوئی" سلیمان نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا" عمران نے اُسے تسلی دی۔

سلیمان دوبارہ لیٹرین کی طرف بھاگا۔

"معاملہ رفع دفع کر کے میرے پاس آ۔" عمران نے کہا۔

"اچھا صاحب" سلیمان لیٹرین سے بولا۔

"اب کیا حال ہے؟" اس نے پوچھا۔

"تکلیف کچھ کم تو ہے جناب۔" سلیمان نے کہا۔

عمران اپنے کمرے میں آگیا اور صوفے پر بیٹھ کر اپنے محبوب مشغلے یعنی اونگھنے میں مصروف ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد سلیمان اپنی مسکین صورت لئے کمرے میں داخل ہوا۔ قدموں کی چاپ سنکر عمران نے آنکھیں کھول دیں اور اُلوؤں کی مانند آنکھیں جھپکاتا ہوا سلیمان کو دیکھنے لگا۔ جیسے اسے شناخت کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"پیارے سلیمان اب کیسے مزاج شریف ہیں؟"

"ٹھیک ہوں صاحب۔ گڑ بڑ ختم ہوگئی ہے" سلیمان کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

"آئندہ کے لئے کیا ارادہ ہے؟" عمران کا لہجہ بدستور احمقانہ رہا۔

"نیک ہی ہیں صاحب" سلیمان نے مختصر سا جواب دیا شاید وہ عمران سے ناراض ہوگیا تھا۔

"عزیز باورچی یہ تمہارا اسٹین لیس اسٹیل جیسا منہ بگڑ کیوں گیا ہے کیا بات ہے۔ لوہار نے چوٹیں کچھ زیادہ ہی لگادی ہیں؟" عمران نے اُسے چھیڑا۔

"لوہار بھی تو آپ ہی رہے ہیں" سلیمان نے بُرا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

"ہائیں:..... یعنی میں لوہار ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ابے تجھے کس طرح جرأت ہوئی مجھے لوہار کہنے کی...... اگر ڈیڈی نے یہ بات سُن لی تو وہ تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے" عمران غصے سے دھاڑا۔

"آپ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ یہ تو سمجھا نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ الٹا مجھ پر ہی برس پڑے" سلیمان نے روہانسی آواز میں کہا۔

"ابے یہ برسنا چہ معنی دارد...... ؟" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر پوچھا۔

"برسنا کے معنی برسنا ہی ہوتا ہے" سلیمان بولا۔

"لیکن فقرہ تو تم نے شروع سے ہی غلط بولا تھا۔ برسنا تو صرف بارش کے لئے آتا ہے۔ مثلاً بارش برسی، اسی طرح اولے برسے اور...... اور بالکل اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں۔ جوتے برسے اور سلیمان کی کھوپڑی پلپلی ہوگئی" عمران نے یہ کہا اور ایک چپت سلیمان کے سر پر چپکا دی۔ سلیمان چیخ پڑا۔

"صاحب یہ کہاں کی شرافت ہے۔؟"

"شرافت واقعی نہیں سلیمان پیارے بلکہ یہ تو بڑی مزیدار سی چپت تھی۔ لیکن ہائے افسوس جوتے برسنے والی بات اب بھی پوری نہ ہو سکی۔"

سلیمان نے کوئی جواب نہ دیا اور کمرے سے جانے لگا۔

"ابے...... ابے کہاں چلا بات سن" عمران چلایا۔

"کیا بات ہے صاحب؟" سلیمان واپس پلٹا۔

"تیری قسم اے پیارے سلیمان۔ اب تیرے سر پر چپتیں نہیں بلکہ جوتے ہی ماروں گا۔ لیکن ابھی نہیں پھر کبھی۔"

"آپ کام بتائیں" سلیمان نے بڑی بیزاری کا اظہار کیا۔

"ارے ہاں یاد آیا...... کل جو میں نے تجھے وردی دی تھی تو نے وہ کہاں رکھی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ساتھ والے کمرے میں اٹیچی کیس کے اندر" سلیمان بولا۔

"نکال کر لا" عمران بولا۔

"لیکن صاحب وہ تو......" سلیمان بوکھلا گیا۔

"ابے تو نکال لا۔ اب زیادہ مت ہانک" عمران نے غصے سے کہا۔

اور سلیمان جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔ جلد ہی وہ خاکی رنگ کی وردی ہاتھ میں لئے اندر داخل ہوا۔ جس کے اوپر "ڈرائیور" کا بیج لگا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے یہاں رکھ دے اور چھٹی کر" عمران بولا۔

سلیمان نے جلدی سے وردی کو صوفے پر پٹخا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ جیسے اگر اس نے دیر کر دی تو کوئی عفریت پیچھے لگ جائے گی۔

اس کے جاتے ہی عمران نے صوفے پر پڑی ہوئی وردی اٹھائی۔ اور اپنی ٹانگوں سے لگا کر دیکھنے لگا کہ یہ فٹ ہے یا نہیں...... پھر وہ سر ہلاتا ہوا وردی کو اٹھا کر باتھ روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ نکلا تو وہ وردی اس نے پہن رکھی تھی۔ سر پر ٹوپی دیکھ کر تو یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ ٹیکسی ڈرائیور ہی ہے۔"

"چلو پیارے عمران آج اپنا یہ شوق بھی پورا کر لو" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور تھوڑی دیر یونہی کھڑا سر کھجاتا رہا اور پھر ایک دم دھاڑا۔

"سلیمان......!"

لیکن سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ عمران دوبارہ چیخنا ہی چاہتا تھا کہ کمرے میں سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"ابے میں نے تجھے آواز دی تھی تو بولا کیوں نہیں۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"میں خود جو حاضر ہو گیا ہوں صاحب" سلیمان جلدی سے بولا۔

"لیکن بولا کیوں نہیں؟" عمران کا لہجہ بدستور سخت رہا۔

"بول تو رہا ہوں۔"

عمران نے اُسے بڑی عجیب نظروں سے دیکھا۔

"کام بتایئے صاحب۔"

"آ۔۔۔۔ چھا۔۔۔۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں۔"

"اور واپسی کب تک ہوگی۔۔؟"

"ذرا دیر سے ہی آؤں گا۔"

"کھانا بھی باہر کھا لیجئے صاحب، مجھ سے نہ پک سکے گا۔"

"ہائیں۔۔۔۔۔۔ وہ کیوں۔۔۔۔؟" عمران نے حیرت سے دریافت کیا۔

"اس لیے کہ میں کب تک آپ کا انتظار کرتا رہوں گا۔ آپ تو دیر سے آئیں گے۔"

"اچھا سلیمان پیارے جیسے تیری مرضی۔" عمران نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن صاحب یہ تو بتاتے جایئے کہ آج کیا گل کھلانے کا ارادہ ہے؟" سلیمان نے اس کی وردی دیکھ کر پوچھا۔

"دیکھو کون سا گل کھلتا ہے۔" ویسے میرا خیال ہے، گوبھی کا ہی کھلے گا۔۔۔ بڑا پیارا پھول ہے۔۔۔۔۔۔ بالکل تیرے جیسا۔۔۔"

عمران نے اتنا کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

گیراج میں ایک ٹیکسی کھڑی تھی۔ عمران نے جلدی سے ٹیکسی باہر

نکالی اور پھر یہ ٹیکسی مین روڈ پر دوڑنے لگی۔

ارے صاحب۔۔۔۔۔۔! زیادہ استعجاب کی گہرائیوں کو چھونے کی کوشش مت کیجئے۔ جہاں عمران کے نام کے ساتھ لوریت آتی ہے۔ وہاں اس سے اوٹ پٹانگ حرکات کی توقع تو بہر حال ہوتی ہی ہے چنانچہ اس وقت بھی عمران نے ایک پرائیویٹ کمپنی سے ایک ٹیکسی لی تھی۔ وہ بھی کرائے پر۔۔۔۔۔۔۔ شام کو یا رات کو ٹیکسی واپس کرنے کی شرط درمیان میں حائل تھی۔۔۔ یونیفارم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی، ویسے تو یہ دنیا مشاغل سے بھری پڑی ہے لیکن احمق اعظم کے مشاغل اگر عام لوگوں کے مشاغل سے مشابہ ہوں تو اُسے احمق اعظم کون کہے۔۔۔۔۔؟

احمق اعظم کی ٹیکسی اس وقت پیلس روڈ پر بھاگی جا رہی تھی۔

اسپیڈ میٹر کی سوئی پچاس ساٹھ کے درمیان تھرتھرا رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا، کہ سامنے ایک عورت نے ٹیکسی کے لئے ہاتھ کا اشارہ کیا ہے۔"

"یا میرے مولا۔۔۔۔ تیری کیا بات ہے بسم اللہ ہی نازک اندام دوشیزہ سواری سے کی ہے۔۔۔۔۔ رحم۔۔۔۔ میرے مالک رحم۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے ٹیکسی کو اس عورت کے سامنے روک دیا۔

تیس پینتیس ۳۵ سالہ عورت تھی۔ صورت خاصی پرکشش، سر سے

پاؤں تک نیشن میں ڈوبی ہوئی۔۔۔"

"قعت۔۔۔فرمائیے مادام؟" عمران نے ٹیکسی روک کر آنکھیں جھپکائیں۔

"مجھے ڈی لکس ہوٹل جانا ہے۔" اس کی شیریں آواز عمران کی سماعت سے ٹکرائی۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔ جائیے یہی سیدھی سڑک ہی ڈی لکس ہوٹل جاتی ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

اس عورت نے گھور کر عمران کو دیکھا۔ "اُسے اس طرح دیکھتے پاکر عمران بوکھلا کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جیسے سر پر سینگ نکل آنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو۔ وہ چند لمحے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ پھر بڑی مایوسی سے اس عورت کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیا۔"

"ڈی لکس لے کر جا رہے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اپنا راستہ ناپو میں کوئی اور ٹیکسی دیکھ لوں گی۔" وہ بدستور اُسے گھور کر بولی۔

"ڈیڈی مارتے ہیں۔۔۔" عمران کرایا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟" اس نے گھور کر کہا۔ اب اس کی تیوریوں پر بل کچھ زیادہ ہی پڑ گئے تھے۔

"م۔۔۔۔ مطلب تو میں خود بھی نہیں سمجھ سکا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن جو میری کھوپڑی میں سمایا ہے اسے شاید میں کچھ بیان کر سکوں۔"

"کیا بکتے ہو۔۔؟" وہ غصے سے بولی۔

"ب۔۔۔ بات یہ ہے کہ ڈیڈی کسی غیر عورت کے ساتھ جانے سے منع کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں کسی عورت کے ساتھ فتو جانے والے کے ہوٹل میں چلا گیا تھا۔ یقین کرو مادام ڈیڈی نے جوتے مار مار کر کھوپڑی کھلا کھل۔۔۔۔ نہیں سلسلی۔۔۔۔ لعنت ارے ہاں۔۔۔ پلپلی کر دی تھی۔ خدا کی قسم اب بھی۔۔۔۔۔" عمران حماقت کے سمندر میں دور تک بہہ نکلا۔

"اوہ یوسٹ اپ۔۔۔۔" شرم آنی چاہیے تمہیں ایک لڑکی سے ایسی بے تکی بکواس کرتے ہوئے۔" وہ بپھر کر بولی۔

"شش۔۔۔ بےشرم۔۔۔ تو آتی جاتی چیز ہے ابھی آئی اور۔۔۔"

"بکواس مت کرو تم نہیں لے جانا چاہتے تو میں دوسری ٹیکسی کا انتظار کر لیتی ہوں۔" وہ گرجی۔

"ل۔۔۔۔۔ لیکن ڈیڈی۔۔۔۔" عمران ہکلا کر بولا۔

"سٹ اپ" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔

"ارے۔۔۔ ہائیں۔۔۔۔ ب۔۔۔ بیٹھو۔۔۔۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ ایک دم مذاق۔ ارے بیٹھیے مادام۔" عمران بولا۔

"تم ڈرائیور لوگ پتہ نہیں کیوں شریف لڑکیوں کو پریشان کرتے ہو۔" وہ ایک دم رک کر بولی۔۔۔ عمران کے چہرے پر اک عالم کی بے بسی اور معصومیت تھی۔"

"ہیں ..... بیٹھئے ..... بیٹھئے" عمران بولا۔ وہ گھورتے ہوئے دوڑے آئے ہو۔ ہوش میں رہ کر ٹیکسی چلایا کرو" اس نے دانت پیس
پچھلی سیٹ کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔" کر کہا۔
"چلو ... ؟" وہ غصے سے بولی۔ "کوئی بات نہیں مادام میں آپ کو واپس لئے چلتا ہوں" عمران بولا
عمران نے گھبرا کر ایک دم ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا اور کار کو واپس موڑ دیا۔ ویسے اس عورت کو اب عمران کی صحیح الدماغی
کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی مانند آگے بڑھ گئی۔ وہ اردگرد کے پر شبہ ہونے لگا تھا۔"
ماحول سے لاپرواہ اسٹیئرنگ پر جھکا ہوا تھا۔ "کہیں اب دوبارہ نہ بھول جانا" وہ بولی۔
عورت عمران کو مسلسل گھور رہی تھی۔ شاید وہ اس کے پاگل ہو "توبہ کرو مادام" عمران نے ایک ہاتھ سے اپنے گال پر ایک تھپڑ
کے امکانات پر غور کر رہی تھی۔ ... لیکن عمران .... ؟ اُسے تو اُجڑ دیا اور پھر ..... بعد میں "سی سی" کرنے لگا۔ اس کی حرکت پر وہ
تک کوئی نہ سمجھ سکا تھا۔ وہ کسی بھی وقت ... کسی کو بھی خواہ وہ عورت مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔
ہو یا عورت، چھیڑنے سے باز نہ رہتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ یہ بھی نہ سوچتا تھا کہ مقا "مل .... لیجئے ڈی کس ہوٹل آگیا ہے" عمران نے مزید حماقت
کوئی اجنبی ہے یا شناسا ...... اس کی حماقتیں تو ہر خاص و عام کئے بغیر ڈی کس ہوٹل کے سامنے ٹیکسی روک دی۔
لئے تھیں۔ اس نے تو کبھی اپنے باپ کو بھی نہ بخشا تھا پھر ... ؟ وہ عورت جلدی سے اُتری اور پرس سے نکال کر ایک چھوٹا نوٹ
اجنبی عورت کس شمار و قطار میں تھی؟" عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"ارے ارے .... کہاں جا رہے ہو ڈرائیور ڈی کس تو آگیا "شش ...... شکریہ" عمران نے جلدی سے نوٹ جھپٹ
وہ گھبرا کر بولی۔ لیا اور عورت اُسے گھورتی ہوئی ہال کی طرف بڑھ گئی لیکن عمران ... ؟
"ڈی کس .... کہاں .... ؟" عمران بُری طرح چونک پڑا۔ وہ تو کافی دیر تک نوٹ پر جھکا رہا۔ جیسے اس کے اصلی ہونے پر اُسے
"روکو .... وہ دھاڑی۔ شبہ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر ہلاتا ہوا نوٹ کو جیب میں
اور عمران نے ٹھنڈی سی سانس لے کر ٹیکسی روک دی۔" ٹھونسنے لگا۔ اور پھر سر کھجلاتا ہوا ٹیکسی کی طرف متوجہ ہوا ....
"اوہو ... بے وقوف آدمی تم مجھے ڈی کس سے ایک فرلانگ ٹیکسی کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے اس سے

گاڑی اسٹارٹ کر دی۔"

اس سے پہلے کہ وہ ٹیکسی آگے بڑھاتا، اچانک اس کی نظر ایک پر پڑی، جو ہاتھ ہلا کر اُسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ جلدی وہ شخص قریب پہنچ گیا۔ یہ ایک طویل القامت شخص ناک طوطے کی چونچ جیسی تھی، چہرے سے خشونت ٹپکتی تھی۔

"فرمایئے آپ کو کیا تکلیف ہے ؟" عمران نے دیکھ کر پو اس نے شاید عمران کی بات ہی نہ سنی تھی۔ اس لئے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"پھر .... بھائی صاحب کیا بات ہے ؟" عمران نے کر کہا۔

"البرٹ کالونی چلو۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔

چند لمحے تو عمران حیرت سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹیک آگے بڑھا دیا۔

اب ٹیکسی مین روڈ پر دوڑ رہی تھی۔

"بھائی صاحب آپ کی مونچھیں بڑی پیاری ہیں۔" عمران نے شخص کو بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ؟" اجنبی مسکرا کر بولا۔

"ہاں ..... بعض مرتبہ کتنی مشابہت ہو جاتی ہے .. بالکل وہی ساخت ..... وہی عمران نے بڑبڑانے والے میں بولا۔

"کیا .... ؟ وہ حیرت سے بولا۔

"آپ کی مونچھیں بالکل میرے مرحوم بکرے جیسی ہیں .... ہاں ..." عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"واقعی ..... ؟ اجنبی نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ہاں ...." عمران بولا۔ "اس کے ساتھ ساتھ ناک بھی ویسی ہی ہے۔"

"کیسی .... ؟ اجنبی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے پالتو طوطے جیسی۔"

"بڑے دلچسپ آدمی ہو۔" وہ ایک قہقہہ لگا کر بولا۔ "لیکن مصیبت یہ ہے کہ مجھ میں غصے نام کی کوئی چیز نہیں۔"

"بس ...... بالکل یہی عادت میرے بکرے کی تھی۔" عمران جلدی سے بوکھلا کر بولا۔

اس مرتبہ اجنبی نے خاموشی کا مظاہرہ کیا۔ البتہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بدستور قائم رہی۔ کچھ دیر بعد ٹیکسی البرٹ کالونی پہنچ گئی۔

"ارے ..... بس یہیں روک دو۔" اجنبی نے کہا، اور عمران نے ٹیکسی ایک خوبصورت سی کوٹھی کے سامنے روک دی۔ وہ شخص ٹیکسی سے اترا نہیں تھا۔ عمران اس کے اترنے کا انتظار کرتا رہا لیکن

اچانک ...... ؟

عمران نے اپنی گردن پر کسی ٹھنڈی سی چیز کا دباؤ محسوس کیا۔ وہ چیز ریوالور کے علاوہ اور کیا ہو سکتی تھی۔

"تم نیچے اترو۔" اجنبی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک...... کک...... کیا مطلب؟" عمران بڑی طرح اچھل پڑا۔

"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے مسٹر عمران۔" وہ زہر خند لہجے میں بولا۔

عمران چونک پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے میرے نام کا کیسے پتہ چلا۔

"اداکاری بیکار ہے مسٹر عمران...... چپ چاپ ٹیکسی سے اتر چلو۔" وہ دوبارہ غرایا۔

"ب بڑے بھائی ناراض کیوں ہوتے ہو...... اے...... یہ لو"

عمران مجبوراً ٹیکسی سے نکل آیا۔

"کوٹھی کی طرف چلو۔" وہ بولا۔ اس کا ریوالور بدستور عمران کو روکے ہوئے تھا۔

"ہاں...... لیکن بڑے بھائی یہ ٹیکسی......" عمران گڑبڑا گیا۔

"میں کہتا ہوں کوٹھی کی طرف چلو۔" اس نے ٹرائیگر پر انگوٹھے کا دباؤ بڑھا

"بچ...... چلتا ہوں۔" عمران بڑی طرح گھبرا کر بولا اور کوٹھی کی طرف

بڑھ گیا۔

پھر وہ دونوں چلتے ہوئے کوٹھی کے گیٹ کے قریب پہنچ گئے۔ عمران آگے...... آگے تھا اور...... وہ اجنبی بدستور ریوالور تانے ہوئے پیچھے چل رہا تھا۔

"ٹھہرو ذرا......" وہ اچانک بولا۔ اور عمران چونک کر ٹھہر گیا۔ اجنبی اس کے قریب پہنچ گیا اور اسے دیکھنے لگا اور پھر......؟ اس نے ریوالور کا دستہ عمران کے سر پر سے مارا اور عمران جھولتا ہوا اس کے ہاتھوں میں آ رہا......!

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا، جس میں ایک سرتا پا سیاہ پوش ایک کرسی پہ بیٹھا تھا۔ اس کی طرف دو انگارہ نما آنکھیں نقاب میں سے نظر آ رہی تھیں۔ آنکھوں سے بے پناہ درندگی اور وحشتگی مترشح تھی۔ سیاہ لبادے میں اس کا بھاری بھرکم گینڈے جیسا جسم دکھائی دیتا تھا، جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا، بالکل اس کے سامنے دیوار کے ساتھ چند کمپیوٹر مشینیں نصب تھیں، جن پر لگے ہوئے بوقلموں سے بلب روشن تھے۔ ان بلبوں میں کوئی تو سرخ تھا، اور کوئی نیلا، اسی طرح ان بلبوں میں سفید، ہرا، عنابی رنگوں کے بلب بھی تھے۔ جو کہ یکے بعد دیگرے اسپارکنگ پوزیشن میں آ جاتے تھے۔

سیاہ پوش کے سامنے والی میز پہ کئی نوٹ بکوں اور کتابوں کا ڈھیر دکھائی دے رہا تھا۔ سامنے ایک ڈائری کھلی رکھی تھی۔

بلبوں کی اسپارکنگ کے ساتھ نقاب پوش کا قلم ڈائری پر تیزی سے حرکت کر رہا تھا۔ تحریر انگریزی زبان کے حروف تہجی میں لکھی جا رہی تھی۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا، کہ بلبوں سے سگنل کا کام لیا جا رہا ہے اور ہر بلب کا ایک مخصوص کوڈ ہے..!

تقریباً تین منٹ تک بلبوں کی اسپارکنگ جاری رہی۔ آخرکار ایک لخت ہی یہ عمل ختم ہو گیا۔ سیاہ پوش کی نظر تیزی سے ڈائری پر لکھی ہوئی تحریر پر دوڑنے لگی۔ پیغام مکمل ہو چکا تھا اور ڈائری پہ مندرجہ ذیل مبہم سے الفاظ نظر آ رہے تھے۔

"ریڈ یلو ریڈ.......... یلو ریڈ یلو..... وائیٹ گرین ریڈ۔

ریڈ وائیٹ یلو........ یلو وائیٹ ریڈ.....!

یہ تمام اوٹ پٹانگ الفاظ پڑھ کر نقاب پوش کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔ اگلے ہی لمحے وہ دوسرے صفحے پر کچھ لکھنے لگا... اس طرح ایک واضح پیغام سامنے آ گیا۔

جلد از جلد مشن مکمل کر کے واپسی کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ سیکرٹ سروس پاکیشیا سے ہوشیار.....!

پیغام پڑھ کر نقاب پوش کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہو گیا اور چہرے پر کس قسم کے تاثرات تھے.....؟ اس کے متعلق تو کچھ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ بہر حال آنکھوں کی چمک اسی بات کی غمازی تھی کہ وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہے۔ اس خیال کی تصدیق اس

وقت ہوگئی۔ جب وہ اپنی کرسی چھوڑ کر ایک ٹرانسمیٹر نما مشین کے پاس پہنچ گئی۔ یہ مشین بھی کمپیوٹر مشینوں کے نزدیک ہی دیوار پر نصب تھی۔"

اس نے ٹرانسمیٹر نما مشین کا ایریل کھینچا اور فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے اپنا منہ جالی دار حصے کے قریب کر کے بولنا شروع کیا۔

"ہیلو۔۔۔۔ چیف کالنگ فرام زیرو پوائنٹ۔۔۔ ہیلو۔۔۔ چیف کالنگ۔"

"یس سر۔۔۔ نمبر فائیو اٹینڈنگ فرام پوائنٹ نمبر تھری۔ اوور" تھوڑی دیر بعد ایک بھاری آواز اسپیکر پر ابھری۔ بولنے والے کا لہجہ مؤدب تھا۔

"نمبر فائیو۔ وقت آگیا ہے، کہ اپنا مشن شروع کردو۔ اوور"

"یس سر ہم پوری طرح مستعد ہیں اوور" نمبر فائیو نے مستعد لہجے میں جواب دیا۔

"وہیٹس آل اپنے ساتھیوں کو لے کر آج ہی مشن پر روانہ ہو جاؤ۔ اوور"

"رائیٹ سر اوور" مختصر سا جواب ملا۔

"مشن مکمل ہوتے ہی فوراً مجھے رپورٹ دینا۔۔۔۔ اور ہاں مشن مکمل ہوتے ہی تمہیں تھری پوائنٹ چھوڑ دینا ہوگا۔ یعنی تم اور تمہارے ساتھ بلغاریہ روانہ ہو جاؤ گے۔

"رائیٹ سر اوور"

"ٹھیک ہے ابھی اور اسی وقت مشن پر روانہ ہو جاؤ۔۔ اور دیکھو۔ اس بات کا خیال رہے کہ ناکامی کا لفظ میری لغت میں موجود نہیں سمجھے۔ اوور اینڈ آل۔"

اس کا لہجہ مزید بھیانک ہو گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ آخر میں دفعتاً وہ چونک پڑا۔ دروازے کے ساتھ لگا ہوا سرخ بلب اسپارک کر رہا تھا۔ وہ فوراً ہی دروازے کی جانب بڑھا اور قریب جا کر ایک چوکور خانے میں کچھ ٹٹولنے لگا۔ فوراً ہی ری ایکشن ہوا اور دروازہ ایک جانب سرکتا چلا گیا۔ سامنے ہی ایک شخص اپنے بازوؤں میں کسی کو جکڑے کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر نقاب پوش کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی۔

"کم ان۔" وہ غرایا۔

وہ شخص اندر داخل ہو گیا۔ اور کمرے میں ایک طرف پڑی ہوئی لمبی سی میز پر بیہوش آدمی کو لٹا دیا۔

"ہوں۔۔۔۔ کیا یہی عمران ہے۔" نقاب پوش نے میز پر پڑے ہوئے بے ہوش آدمی کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس۔" دوسرے شخص نے مؤدب لہجے میں جواب دیا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ عمران ہی ہے؟" باس مشکوک لگا ہوا اپنے ماتحت کو گھورتے ہوئے غرایا۔

"یس باس۔" اس مرتبہ ماتحت کے لہجے میں ہکلاہٹ پیدا ہوگئی۔

"اس یقین کی کوئی خاص وجہ؟"

"ب.... باس عمران بڑی جدوجہد کے بعد میرے قبضے میں آیا ہے۔ اس کے انگ انگ میں بلا کی پھرتی اور نس نس میں بجلیاں پنہاں ہیں۔"

"ہوں۔" نقاب پوش غرایا اور میز کی طرف بڑھا۔ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا اور پھر...... ایک دم چونک پڑا۔"

اسے چونکتے دیکھ کر ماتحت کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے پاؤں نہایت خاموشی سے دروازے کی جانب سرک رہے تھے اور پھر....؟

"رک جاؤ..." نقاب پوش دھاڑا، اور پھر...؟ اس کے ہاتھوں میں ریوالور نظر آنے لگا۔"

اس کی دھاڑ سنکر چند ثانیوں کے لئے تو وہ شخص ٹھٹھک گیا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے قدم بھی رک گئے تھے۔ وہ دروازے کی جانب کھسکتا رہا۔"

"میں کہتا ہوں رک جاؤ... ورنہ گولی مار دوں گا۔" نقاب پوش

پھر دھاڑا۔ ٹرائیگر پر اس کی انگلی کی گرفت سخت ہوگئی۔" ماتحت کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور بڑھتا رہا.... وہ دروازے سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر پہنچ گیا تھا۔"

"رک جاؤ۔" نقاب پوش ایک مرتبہ پھر دھاڑا اور پھر...؟

"ڈز....؟ اس کے ریوالور نے ایک شعلہ اگلا اور یہ شعلہ دوسرے شخص کے سینے کی طرف بڑھا۔ لیکن ....؟ وہ شخص نہایت برق رفتاری سے فضا میں زقند لگا گیا۔ اس نے فضا ہی میں تین چار قلابازیاں لگائیں۔ اور گولی سنسناتی ہوئی اس کے پہلو سے گزر کر دیوار سے پلاسٹر میں گھس گئی۔

سیاہ پوش کی آنکھوں میں تحیر کی جھلک پیدا ہوئی۔ لیکن وہ بھی صرف ایک لمحے کے لئے۔

اگلے ہی لمحے اس نے دوسرا فائر جھونک دیا اور مقابل پہلے سے اس کے لئے تیار تھا۔ پہلے وار کو ناکام کر کے اس کی تمام تر توجہ دوبارہ نقاب پوش کے ریوالور پر جم گئی تھی۔"؟

"ڈز.....ڈز........ڈز......ڈز...."

نقاب پوش نے اپنے دونوں وار خالی دیکھ کر یکے بعد دیگرے مزید چار فائر جھونک مارے لیکن وہ شخص تو کسی ماہر بازیگر کی طرح اچھلتا ہوا اپنے آپ کو بچاتا رہا تھا۔ اس نے پے در پے کئی فضائی قلابازیاں لگائی تھیں۔..... اور آخری زقند لے کر کمرے سے باہر لے

گئی۔

دوسری طرف نقاب پوش نے اپنا خالی ریوالور زمین پر پھینکا اور تیزی سے کمرے میں لگے ہوئے ایک بلب سے اسپرنگ کو پوری قوت سے کھینچ لیا۔ . . . . . . اور پھر . . . . . . ؟ ساری عمارت سائرن کی آواز سے گونج اٹھی . . . . .

اب ان پیچیدہ کمروں میں بھگدڑ سی مچ چکی تھی ۔ "ادھر . . . . . ادھر . . . . . کئی لوگ کمروں سے نکل کر اسی شخص کے پیچھے دوڑنے لگے ۔"

اور پھر گیلری میں " ڈز . . . . ڈز . . . . . . ڈز . . . . . کی مہیب آوازیں گونجنے لگیں ۔"

وہ لوگ بدستور آگے بھاگتے ہوئے اس شخص کا تعاقب کر رہے تھے۔ لیکن اس شخص کی ٹانگوں میں نہ جانے برقی رو دوڑ رہی تھی . . . شاید اسی لیے وہ انہیں مختلف کمروں میں گھماتا پھر رہا تھا۔ اب تک ایک گولی بھی اسے چھو نہ سکی تھی . . . . وہ دوڑتے ہوئے لان تک پہنچ گئے ۔ آگے لان کے دوسری طرف کراٹے کی باڑ کے پار اونچی سی دیوار تھی۔

یہاں پہنچکر ان لوگوں کو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہونا پڑا۔ کیونکہ . . . ؟ دوسرے شخص نے کراٹے کی باڑ پھلانگی اور . . . . . ایک نہایت حیرت انگیز چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا اور پھر دوسری طرف کود گیا . . . . اس کے کودنے سے پہلے ان لوگوں نے کئی فائر بھی کیے لیکن سب بے اثر رہے ۔"

اگرچہ اس حرکت نے مفرور آدمی کو مافوق الفطرت ہستی بنا دیا تھا۔ تاہم کچھ لوگ اسے پکڑنے کے لیے دوبارہ پھاٹک کی طرف بھاگے ۔"

"بے کار ہے واپس اپنے کمروں میں چلے جاؤ۔" اچانک اسی سیاہ پوش کی آواز سنائی دی۔ جو ایک قریبی روش پہ کھڑا تھا۔

"نمبر ٹو . . . . ؟" سیاہ پوش نے کسی کو پکارا۔"

"یس باس" ان میں سے ایک اس کے قریب آکر مؤدب کھڑا ہو گیا۔

"فائرنگ کی آواز سنکر اردگرد کے لوگ ضرور جاگ گئے ہوں گے ۔" سیاہ پوش نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"یس باس" "اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کسی نے پولیس کو فون بھی کر دیا ہو ۔" اور شاید پولیس بھی آتی ہو۔"

"پھر . . . . ؟" نقاب پوش غرایا۔

"پولیس سے میں خود ہی نپٹ لوں گا۔ باس ۔"

"وہ کیسے . . . . ؟"

"ہم چند ڈاکوؤں کا تذکرہ کریں گے۔ جن کا ارادہ ہمیں لوٹنے کا تھا چونکہ مدافعت پر اتر آئے تھے۔ اس لئے فائرنگ ناگزیر تھی۔ ذاتی تحفظ کے

لئے فائرنگ کرنا جرم نہیں۔۔۔۔۔ اور پھر ہمارے پاس جعلی لائسنس بھی موجود ہیں۔۔۔۔ اس طرح پولیس مطمئن ہو جائے گی۔۔۔ نمبر ٹو نے تفصیلاً بتایا۔"

"ہوں۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پولیس کا اسی جگہ انتظار کرو۔۔۔۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ تم بذاتِ خود پولیس اسٹیشن کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تاکہ تمہارے بیان میں مزید جان پیدا ہو جائے۔"

"اوہ۔۔۔۔۔ فائن باس ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔؟
نمبر ٹو کچھ کہتے کہتے رک گیا۔"

"لیکن کیا نمبر ٹو۔۔۔ کھل کر بات کرو۔" باس غرایا۔

"باس۔۔۔ کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں، کہ کوٹھی پر حملہ کرنے والا شخص کون تھا۔۔۔؟" نمبر ٹو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"کیا تم نے اس کی صورت نہیں دیکھی؟" باس غرایا۔

"نہیں باس۔" اس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔!" باس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔"

"کوئی خاص بات جناب؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ کہ وہ کون تھا؟" باس بڑبڑایا۔"

"لیکن سب۔۔۔ باس وہ۔۔۔۔!" نمبر ٹو ہکلا کر بولا۔

"بکو مت۔۔۔۔ میں بیکار باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔۔۔۔ جو کہا جائے اس پر عمل کیا کرو۔۔۔۔۔۔ سمجھے! باس نے تادیبی لہجے میں کہا۔"

"مم۔۔۔۔ معافی باس۔۔۔۔" نمبر ٹو ہکلا کر بولا۔ شاید اُسے خیال آ گیا تھا کہ باس معمولی سی غلطی پر بھی عبرت ناک سزا دے دیتا ہے۔"

"جاؤ۔۔۔۔!" باس دھاڑا۔

نمبر ٹو مشینی انداز سے گھوما اور راہداری کے کونے میں جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔"

"نہ جانے کیوں۔۔۔۔؟ اب تک پولیس جائے واردات پر نہیں پہنچی۔ باس بڑبڑاتا ہوا اپنے مخصوص کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا اسی میز کی جانب بڑھ گیا۔ جس پر بے ہوش عمران پڑا ہوا تھا۔ کھوپڑی کے درمیان میں ایک ابھرا ہوا زخم اس بات کی دلالت کر رہا تھا، کہ ریوالور کا دستہ یا کوئی دوسری آہنی شے سر پر آزمائی گئی ہے۔"

چند لمحے تو وہ یونہی بے ہوش عمران کو گھورتا رہا۔ پھر کچھ سوچ کر ایک دم گھومتا ہوا آٹومیٹک میگنزم والی کمپیوٹر نما مشینوں کی طرف بڑھ گیا اور قریبی میز پر لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی اس حرکت کا ری ایکشن بھی ہو گیا۔ کیونکہ خفیہ دروازے پر لگا ہوا سرخ

بٹن اسپارک کرنے لگا تھا۔ یہ بٹن کسی نووارد کے آنے کی خود بخود نشاندہی کر دیتا تھا۔"

بلب کے روشن ہوتے ہی اس نے دروازے کے نزدیک پہنچ کر قریبی چوکور کی چابی کو دبا دیا...... حسب معمول دروازہ کھل گیا۔

جونہی نووارد اندر داخل ہوا، دروازہ دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آ گیا۔"

"نمبر ففٹین ......!" باس بولا۔

"یس باس۔" نووارد جسے باس نے نمبر ففٹین کے نام سے پکارا تھا مؤدبانہ لہجے میں گویا ہوا۔"

"اسے فوراً ہوش میں لاؤ۔" باس نے بے ہوش عمران کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"

نمبر ففٹین نے گردن اثبات میں ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا اور ......؟ الماری سے ایک لال رنگ کے سیال والی بوتل نکال لایا۔ اس کا ڈھکنا کھولتے ہی اس نے بوتل کا رخ بے ہوش عمران کی ناک کی جانب کر دیا۔ عمران نے ایک جھرجھری لی۔"

اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک زبردست چھینک بھی آئی۔ لیکن یہ تو پہلی چھینک ہی تھی۔ اس کے بعد اس پر چھینکوں کا گویا دورہ سا پڑ گیا۔

تھوڑی دیر یہی کیفیت رہی...... پھر اس نے پلکیں جھپکاتے

ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پاس کھڑے ہوئے سیاہ پوش باس اور نمبر ففٹین کو دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر تو وہ یونہی خاموش پڑا ہوا ان کو دیکھتا رہا۔ دفعتاً وہ چونک سا گیا۔ یہی وجہ ہی تو تھی، کہ فوراً ہی اچھل کر اٹھ بیٹھا۔"

"مم ...... مجھے کیا ہو گیا تھا باس ......!" اس کی خوابناک سی آواز گونجی ......"

لیکن ...... ؟ یہ آواز کس کی تھی ...... ؟ عمران کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی ......"

"پھر ...... ؟"

اس کی آواز سنتے ہی نمبر ففٹین بری طرح چونک پڑا۔

"یہ ...... باس یہ آواز تو سو فیصدی نمبر ون کی ہے لیکن اس کا چہرہ ......؟"

نمبر ففٹین متحیر لہجے میں بولا۔

"ہائیں ...... تو میں نمبر ون نہیں ہوں کیا؟" ہوش میں آنے والا آدمی جو کہ درحقیقت نمبر ون تھا۔ ناگواری سے بولا۔

"تم نمبر ون ہی ہو۔" باس نے غرا کر کہا۔

"پھر یہ کیا چکر ہے میرے سر میں تکلیف کیوں ہو رہی ہے؟"

"اس کا جواب تم ہی دو گے۔" باس خشک لہجے میں بولا۔"

"اوہ ...... مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے باس ...... میں

"بہت شرمندہ ہوں باس ۔ ۔ ۔ ۔ بہت شرمندہ ۔ ۔ ۔ ۔ !" نمبر ون شکست خوردہ لہجے میں بولا۔

"تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟" باس بڑی طرح غرایا۔

ایک لمحے کے لیئے تو نمبر ون سے بڑی طرح خوف زدہ ہوکر نقاب پوش کی خوفناک آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ اور پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولنے لگا۔

"آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے نمبر تھرٹین کو عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر روانہ کر دیا، اور خود ڈی لکس ہوٹل پہنچکر نمبر تھرٹین کی رپورٹ کا انتظار کرنے لگا۔ کافی دیر کے بعد اس کی کال ریسیو کی جس سے معلوم ہوا کہ وہ احمق یعنی عمران اپنے فلیٹ سے ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں نکل چکا ہے۔ میں نے نمبر تھرٹین کو حسب معمول عمران کا تعاقب کرنے کے لیئے ۔ ۔ ۔ کہا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ عمران ڈی لکس میں پہنچا ہے۔ چنانچہ میں نے موقع غنیمت جان کر اُسے کسی مناسب جگہ پر ٹریس کرنے کا ارادہ کیا۔ میں ڈی لکس سے باہر نکل آیا ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔"

"مختصر بات کرو" باس بڑی طرح غرایا۔

"ر ر ر ۔ ۔ ۔ ۔ رائیٹ سر ۔ ۔ ۔ ۔ پھر میں اس کی ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں سے آیا۔ اور باہر نکل کر اسے کور کر لیا۔ ۔ ۔ جب میں اسے

کوٹھی کے اندر لا رہا تھا۔ تو مجھے خیال آیا، کہ اسے یہیں بے ہوش کر دینا چاہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ میں نے ریوالور کے دستے سے اسے بے ہوش کر ڈالا ۔ ۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ؟ وہ کم بخت بہت زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک نکلا۔ دیکھنے میں تو وہ بے ہوش ہوکر میری بانہوں میں آ گرا ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

یہ بھی شاید اس کی چال تھی، جو اس نے دوبارہ مجھ پر ہی الٹ دی اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"اور تم خود اتنا غفیل ہوگئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں ؟" باس نے زہر خند لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔

"ہاں باس وہ مجھے ہی بے ہوش کر کے یہاں پھینک گیا" نمبر ون نے سر ڈال دیا۔

"یہی نہیں بلکہ اس نے تمہارا میک اپ بھی کر لیا۔ اور اپنا میک اپ تمہارے چہرے پر کر دیا" باس کا لہجہ بدستور کاٹ کھانے والا تھا۔

"اوہ ۔ ۔ ۔ ۔ !" نمبر ون نے بوکھلا کر چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا یہ تباہ کن سے غلطی نہیں نمبر ون سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟" باس غرایا۔

"م م ۔ ۔ ۔ ۔ میں بہت شرمندہ ہوں باس ۔ ۔ ۔ مجھے معاف کر دیں۔ آئندہ ایسا موقع نہیں آنے گا" نمبر ون سے خوفزدہ ہوکر کہنے لگا۔"

"آئندہ واقعی ایسا موقع نہیں آئے گا۔" باس معنی خیز لہجے میں بولا۔"

"باس ۔۔۔۔۔۔۔ باس ۔۔۔۔۔۔ رحم ۔۔۔۔۔!" نمبر ون نے گڑگڑایا۔۔"

"بکومت ۔۔۔۔۔ تم یقیناً سخت ترین سزا کے مستحق ہو۔۔ میرے ماتحتوں میں اگر کوئی اندازے کی بھی غلطی کر بیٹھے تو اس کا اس دنیا سے ختم ہو جاتا ہے۔"

"باس ۔۔۔۔۔۔۔ معافی ۔۔۔۔۔!" نمبر ون التجائیہ لہجے میں بولا۔"

"بس ۔۔۔۔۔۔ اب اس دنیا میں تم کو جینے کا کوئی حق نہیں۔ اس دنیا میں تو صرف کامیاب لوگوں کو ہی زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ تم جیسے سؤر کے بچوں کو نہیں۔" باس گرجا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں باس کہ ۔۔۔۔!" نمبر ون رو پڑا۔"

"شٹ اپ۔"

"نمبر ففٹین ۔۔۔۔۔" باس گرجا۔"

"یس باس ۔۔۔" وہ بولا۔

"اسے اسٹریچر پر لٹادو اور ۶-P-۸ کا انجکشن دے دو۔" باس بولا۔

نمبر ففٹین نمبر ون کی طرف بڑھ گیا۔ اور چاہا کہ اسے ہاتھوں

میں دبوچ لے کہ ۔۔۔۔۔؟

نمبر ون نے دیوانوں کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی اور پھر وہ دونوں ہی لڑکھڑاتے ہوئے فرش پر آ رہے۔ یہ حملہ نمبر ففٹین کے لئے غیر متوقع تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر محاسبہ نہ کر سکا۔

بپھرے ہوئے نمبر ون نے اس پر گھونسوں کی بوچھاڑ کر دی۔ قریب ہی باس دلچسپی سے ان کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً نمبر ففٹین نے غضب ناک ہو کر نمبر ون کو اپنے پاؤں کے ذریعے اوپر اچھال دیا۔"

نمبر ون اچھلتا ہوا ایک طرف جا پڑا۔ پھر نمبر ففٹین نے اسے اٹھنے کا موقع نہ دیا۔

اور اس پر ٹھوکروں کی بارش کر دی۔ نمبر ون بلبلا اٹھا اور آخر اس نے ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔"

نمبر ففٹین نے اسے اٹھا کر اسٹریچر پر کس دیا اور ایک شیشی الماری سے نکال لایا۔

شیشی میں موجود سرخی مائل سیال سرنج میں بھرنے لگا۔

"پہلے اسے ہوش میں لاؤ ۔۔۔۔" باس تحکمانہ لہجے میں بولا۔

نمبر ففٹین اسے ہوش میں لے آیا۔ جو کہ اب پھٹی پھٹی اور خالی

خالی نظروں سے ان دونوں کے چہروں کو دیکھ رہا تھا۔ جن کی آنکھوں سے بدستور بے رحمی اور سفاکی مترشح تھی۔

نمبر ففٹین نے وہ سیال اس کے بازو میں انجیکٹ کر دی۔۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔" نمبر ون بری طرح کسمسا اٹھا۔ لیکن بری طرح جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ حرکت بھی نہ کر سکا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار ابھر آئے۔ جن میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا۔ جبکہ نمبر ففٹین نے دوائی جسم میں داخل کر کے سوئی باہر کھینچ لی۔"

تکلیف شدت اختیار کرتی چلی گئی۔۔۔۔ اور زیادہ۔۔۔ حتیٰ کہ۔۔۔۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخنے لگا۔"

"کیا محسوس کر رہے ہو؟" باس زہریلے لہجے میں بولا۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میرا تمام جسم۔۔۔۔ ج۔۔۔۔ ج۔۔ ج۔۔۔۔ جل رہا ہے۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ آہ۔۔۔ ہائے۔"

باس کے شیطانی قہقہے گونجے۔۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اس کی چیخیں معدوم ہو گئیں۔

آہستہ آہستہ اس کے جسم کی رنگت سرخ ہونے لگی۔"

"اب اسے کھول دو۔۔۔۔۔ مگر احتیاط سے۔۔۔ کہیں اس کا

جسم سے چھوڑ جانا۔" باس بولا۔

نمبر ففٹین نے فوراً ہی اس کے جسم کو کھول دیا۔ وہ متواتر چلا رہا تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔۔۔۔۔ شاید اسی لئے باس نے اس کے چیخنے کی پرواہ نہیں کی۔"

اس کے جسم کی رنگت اب تیزی سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔ سرخ۔۔۔۔ اور سرخ، حتیٰ کہ اس کا جسم دہکتا ہوا انگارہ بن گیا وہ کمرے میں چکرانے لگا۔ دفعتاً وہ تیزی سے سیاہ پوش باس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں غیض و غضب کے لہریئے تھے۔

"خبردار۔۔۔ میرے قریب مت آنا۔۔۔" باس چیخا۔ اور پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔

نمبر ون اب بھی اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک۔۔۔؟ اس کا جسم ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور چیتھڑے فضا میں بکھر گئے۔

باس کے قہقہے ایک مرتبہ پھر گونجنے لگے۔"

"دیکھا نمبر ففٹین۔۔۔۔ نالائقوں کی سزا۔۔۔۔۔؟ اب میں عمران سے پھر نمٹوں گا۔۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔۔"

اس کے بعد۔۔۔۔۔؟

"پھر.....؟"

"باس کے قہقہے کمرے میں کافی دیر تک گونجتے ہی رہے۔"

فضا باس کی سفاکی سے لرز اٹھی تھی۔

"قہقہے.....قہقہے.....؟ فضا لرزتی رہی....."

"تو پھر آپ وہاں سے بھاگ نکلے....؟" بلیک زیرو بولا۔

"میرا خیال ہے کہ تم اب تک عقل سے پیدل ہی بھاگے جا رہے ہو۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب.....؟"

بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس وقت وہ دونوں دانش منزل میں تھے۔

"ہاں یہ احمقانہ سوال نہیں جو تم نے ابھی کیا ہے... حالانکہ تمام احمقانہ باتیں تو اللہ میاں نے میرے نام، میری ولالت..... نن.....نہیں.....ذلالت.....لعنت یہ بھی نہیں......امانت.....دیانت.....شرافت... صداقت.....لعنت.....لعنت.....وہ کیا ہوتا ہے، پیارے صفدر...ارے ہاں...وہ...وہ...

ولادت۔۔۔ہاں ولادت۔۔۔۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ اللہ میاں سے تمام احمقانہ باتیں ولادت سے بھی پہلے میرے نام رجسٹرڈ کر دی تھیں کہو تو رسید بھی دکھا دوں۔۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

"جی نہیں۔۔۔۔۔ رہنے دیجئے۔۔۔۔ ایک ہی سوال آپ سے کیا تھا۔۔۔۔ چودہ طبق روشن ہو گئے" بلیک زیرو نے ناک بھوں چڑھائی۔

"ہو گئے نا۔۔۔۔۔" عمران نے بچوں کی طرح خوش ہو کر تالیاں بجانی شروع کر دیں۔

"لیکن۔۔۔۔۔۔ آئیں یہ چودہ طبق والی بات میری عقل دانی میں نہیں آئی" وہ تالیاں بجاتے بجاتے ایک دم چونک کر رک گیا۔ اب اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"اور۔۔۔۔۔؟" یہی سنجیدگی چہرے سے کچھ اس طرح عیاں تھی کہ اگر بڑھتی جاتی تو اسی حساب سے منہ کے اسٹائل میں تبدیل ہو کر رونے کا زاویہ بن جاتا۔"

"چھوڑیئے عمران صاحب۔ آپ آگے بتایئے کیا ہوا؟" بلیک زیرو نے گھبرا کر کہا۔

عمران چند لمحے اسی پوزیشن میں کھڑا اس کا چہرہ تکتا رہا۔ لیکن اچانک ہی اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی جو کہ محض اداکاری تھی۔ دودھ کے ابال کی مانند بیٹھ گئی۔"

"امی اب پوچھو بھی کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔"

"اس کے بعد کیا ہوا تھا؟" بلیک زیرو نے جلدی سے سوال کیا۔ شاید اُسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے دیر کی تو عمران دوبارہ پٹڑی سے اتر جائے گا۔"

"کس کے آگے۔۔۔۔۔۔" عمران کی زبان سے دوبارہ پھسل گئی۔"

"وہی جو آپ ابھی بتا رہے تھے کہ۔۔۔۔۔۔" بلیک زیرو بولا۔

"اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔۔ ہاں تو پھر میں اس سیاہ نقاب پوش والے سے جان چھڑا کر باہر نکل آیا۔۔۔ لیکن باہر نکلتے ہی اس کے پالتو چمچے کڑچھے میرے پیچھے لگ گئے۔ سالوں نے مجھے دیکھ کر ہٹائیں۔۔۔۔۔۔ ہٹائیں۔۔۔۔" بلکہ ٹائیں ٹائیں" بھی کی۔ وہ تو میرے مولا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ صاف بچ نکلا اور اب تمہارے پاس ہوں۔۔۔۔۔۔ اگر نہ ہوتا تو اس وقت تم میری فاتحہ خوانی کر رہے ہوتے۔"

"آپ کے خیال میں یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔" بلیک زیرو بولا۔۔

"ٹھہرو۔۔۔۔۔۔۔ ٹھہرو مجھے ایک بات یاد کرنے دو۔" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور کنپٹی سہلانے لگا۔ یہی اس کے سوچنے کا مخصوص

انداز تھا۔

"وہ مارا . . . . ." دفعتاً وہ اچھل پڑا۔

"کیا ہوا . . . . . ؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"سوچ لیا میں نے"

"کیا سوچ لیا . . . ؟" بلیک زیرو نے استفہامیہ نگاہوں سے اُسے گھورا۔

"نقاب پوش کی آواز کے متعلق"

"کیوں اس کی آواز کو کیا ہوا؟"

"بڑی شیریں اور سُریلی آواز تھی" عمران نے منہ بنا کر جواب دیا"

"مم . . . . . میرا مطلب ہے کہ آواز کے متعلق کیا سوچا!" بلیک زیرو نے گھبرا کر کہا۔

"یہی کہ وہ آواز میں نے پہلے بھی کہیں سُنی تھی"

"تو پھر . . . . . ؟" بلیک زیرو نے بے تابی سے پوچھا۔

"پھر یہ کہ اب میں اُس آواز کو پہچان چکا ہوں"

"کس کی آواز ہے . . . ؟" بلیک زیرو نے پُر اشتیاق لہجے دریافت کیا"

"دھیرج . . . . . دھیرج پیارے صفر . . . سنو . . . آواز وائی فور کے چیف کی تھی" عمران نے لفظوں کو چبا کر انکشاف کیا

"نن . . . . . نہیں . . . . . !" بلیک زیرو بُری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں پیارے میری سماعت مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔ وہ نقاب پوش یقیناً وائی فور کا چیف ہے جس نے آج سے تقریباً تین ماہ پہلے ہمارے وطن میں قدم رکھا تھا۔ ہاں بلیک زیرو یہی وہ شخص ہے جس نے میرے پیارے وطن کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا خواب دیکھا تھا . . . . . اور آخر کار خود ہی شکست کھا گیا"

کاش میں ویسٹرن ہلز میں اسے زندہ نہ چھوڑتا . . . . خیر کوئی بات نہیں۔ اب یہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کی خواہش کرے گا لیکن ایسے کمینے اور ظالم شخص سے موت بھی ہمکنار ہونے سے کترائے گی جانتے ہو بلیک زیرو، یہ شخص کون ہے"

سنو یہ شخص مغربی جرمنی کا وہ ننگِ ملت اور بے ضمیر انسان ہے، جس نے اپنے ہی ملک کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی . . . . صرف چند سکوں کے لئے . . . . . ہاں چند سکوں کے لئے اس نے اپنا ضمیر، جذبات۔ غرضیکہ ہر چیز بیچ ڈالی . . . . اس کی سازش وہاں بھی ناکام ہو گئی۔ قریب تھا کہ اسے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے۔ کہ عین موقع پر اسی تنظیم نے جس نے اُسے جرمنی کا تختہ الٹنے کا کے لئے تیار کیا تھا۔ اُسے بچا لیا وہاں سے بچتا بچاتا یہ بلغاریہ آ گیا اور کالی تنظیم جو کہ بلغاریہ کی ہی تھی . . . . ." اس میں شامل ہو گیا۔ بلغاریہ ہی وہ ملک ہے۔ جو ہمیشہ سے دوسرے ملکوں کو

لالچی نگاہوں سے دیکھتا آیا ہے۔ کالی تنظیم میں اس نقاب پوش کی شخصیت خاصی اہم ہے۔" اسی کالی تنظیم کا نام وائی زیڈ ہے اور اس شخص کا نام ہیرونگ فیلڈ ہے۔ ہمارے ملک میں پہلی بار ناکام ہوکر اس کا دوبارہ ہمارے ملک میں داخل ہونا نہایت خطرناک ہے۔"

عمران کے چہرے سے جذباتی تاثرات عیاں تھے۔

بلیک زیرو بغور اس کی کہانی سن رہا تھا۔

"لیکن یہ تمام معلومات آپ نے کہاں سے حاصل کیں؟"

"اب یہ باتیں ڈھکی چھپی نہیں رہیں۔۔۔ دنیا بھر کو ان کا علم ہوگیا ہے۔" مغربی جرمنی نے تو اس غدارِ وطن یعنی ہیرونگ فیلڈ کو واپس مانگنے کے لئے بلغاریہ سے مطالبہ بھی کیا تھا لیکن بلغاریہ نے ٹکا سا جواب دے دیا کہ اُسے سیاسی پناہ دی گئی ہے۔۔۔۔ اب مغربی جرمنی کے تیور بھی اچھے نہیں ہیں۔"

"اور ہو آپ نے ایک بات کی طرف تو توجہ دی ہی نہیں۔" بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"کون سی بات؟"

"جس عمارت سے آپ ابھی آئے ہیں، پولیس کے ذریعے اس کی ناکہ بندی کرا دینی چاہیئے تھی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہوں۔۔۔ کیا خیال ہے تمہارا، اب وہ لوگ وہاں موجود ہوں گے۔"

عمران نے باوجود پریشانی کے مسکرا کر کہا۔

"لیکن۔۔۔ لیکن اپنے کسی ماتحت کو اس عمارت کی نگرانی روانہ کر دینا چاہیئے۔"

"ہوں۔۔۔۔۔ جیسے تمہاری مرضی کو دیکھو۔" عمران نے شانے ہلائے۔

"کیا نام بتایا تھا آپ نے کوٹھی کا؟" بلیک زیرو نے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ظفر لاج بلڈنگ البرڈ کالونی نمبر ۱۔" عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے یہ کام صفدر صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے۔"

"آں۔۔۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔" عمران نے اونگھتے ہوئے جواب دیا۔

بلیک زیرو نے صفدر کے نمبر ڈائل کئے اور ریسیور کان سے لگالیا۔

"یس۔۔۔۔ کون صاحب؟" دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"ایکسٹو۔۔۔!" بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فرمایئے جناب۔" صفدر مؤدبانہ لہجے میں بولا۔

"تمہیں البرڈ کالونی نمبر ۱ کی ظفر لاج بلڈنگ کو چیک کرنا ہے۔"

"بہتر سر... کیا ابھی روانہ ہو جاؤں۔؟"

"بالکل... بلکہ اسی وقت روانہ ہو جاؤ... کیا مجھے یہ کہنے کی ضرورت بھی ہے کہ تمہیں میک اپ میں رہنا ہوگا"

"بالکل نہیں سر... میں سمجھتا ہوں۔ کیا مجھے اندر بھی داخل ہونا ہے" صفدر نے پوچھا۔

"یہ تو حالات پر منحصر ہے... اور ہاں تم یہ رپورٹ مجھے جلد از جلد دو گے"

"بہتر جناب۔ میں آپ کو رپورٹ آدھ گھنٹے تک د... دوں گا"

"وش یو گڈ لک بوائے" بلیک زیرو نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"آپ کے لئے کافی بنا لاؤں۔؟"

"اگر جلدی بن سکتی ہے تو بنا لاؤ" عمران نے جواب دیا وہ بھی اونگھ رہا تھا۔

"صرف پانچ منٹ میں جناب" بلیک زیرو نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ عمران کا ذہن وائی فور کے چیف ہیرونگ فیا... کی آمد پر الجھا ہوا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ہیرونگ فیلڈ گذشتہ کیس کی طرح اب بھی خطرناک عزائم لے کر اس کے ملک میں وارد ہوا ہے۔ اس کا

ہو سکتا ہے۔ وہ صرف اس کی ہی جان کے درپے کیوں ہو گیا ہے۔ پہلی دفعہ تو اس کی وحشت اور بربریت کا شکار ہوا تھا اور اب کے شاید وہ خود...... ؟ اب تک کی سوچ بچار سے اس کا ذہن کسی خاص نتیجے تک نہ پہنچا تھا۔ حالات بڑے پراسرار طریقے سے اس کے سامنے آئے تھے۔ اس کی حماقت نے اُسے مجرموں کے چنگل میں پھنسا دیا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ متواتر دو یوم سے اُس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی تھی۔... وہ سوچ رہا تھا کہ بعض اوقات حماقتیں بھی کیسے رنگ سامنے لاتی ہیں۔!

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ بلیک زیرو کافی کے برتن لے آیا۔ کافی بنا کر اس نے ایک پیالی عمران کی طرف بڑھا دی۔ اور دوسری اپنے ہونٹوں سے لگا کر ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔

عمران نے خیالات کو جھٹک کر پیالی اٹھالی۔ اور ابھی اس نے ایک گھونٹ ہی لیا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی گنگنانے لگی۔ بلیک زیرو نے اٹھنا چاہا۔ لیکن عمران نے اسے روک دیا۔

"تم رکو...... میں دیکھتا ہوں" یہ کہہ کر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

"ایکسٹو" وہ مخصوص بھرّائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"صفدر سر" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ۔؟"

"کوٹھی خالی پڑی ہے سر"

"تفصیلات بیان کرو" عمران نے غرا کر کہا۔

"جی..... بہتر سر....." "دراصل جناب میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ جا چکے تھے۔ اس بات کا اندازہ مجھے بعد میں ہوا۔ اس کے بعد میں نے اندر داخل ہو کر کوٹھی چھان ماری لیکن کسی قسم کا نشان تک نہ تھا" وہ کوئی ایسا کلیو بھی نہیں چھوڑ کر گئے جس سے لائن آف ایکشن متعین کی جا سکے۔... مجھے اب بھی یاد پڑتا ہے جناب کہ جاتے ہوئے البرٹ کالونی کے شروع ہی میں ایک رنگ کی مرسیڈیز تیز رفتاری کے ساتھ میرے قریب سے گزری تھی..... جس میں مجھے ایک نقاب پوش کی جھلک دکھائی دی تھی۔ لیکن میں نے اس وقت تو کوئی توجہ نہیں دی اب کوٹھی کی حالت دیکھ کر مجھے یہ خیال آیا کہ سرخ رنگ کی مرسیڈیز میں وہی لوگ تھے....." صفدر نے تفصیلاً رپورٹ بیان کی۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کار کا رخ کس طرف تھا" عمران نے پوچھا۔

"غالباً وہ لوگ ویسٹرن اسٹریٹ کی طرف جا رہے تھے"

"ہوں..... تم چلے آؤ میں دیکھتا ہوں" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کوئی خاص بات....." بلیک زیرو نے پوچھا

"وہی جو میں نے تمہیں بتایا تھا۔ یعنی کوٹھی خالی ہے" اور مجرم فرار ہو گئے۔ عمران نے مختصراً سب کچھ بتا دیا"

"کیا خیال ہے وہ لوگ دوبارہ آپ پر ہاتھ ڈالیں گے" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ ضرور ڈالیں گے" آخر میں ان کا داماد ہوں"

"پھر....." بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر یہ کہ میں گھر داماد تو ہوں نہیں کہ خوفزدہ ہو جاؤں گا" عمران نے کہا۔ اور تیزی سے مزید کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گیا۔ اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھتے ہی اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پر گر گیا۔ اور تھوڑی دیر اونگھنے میں مصروف رہا۔ دفعتاً ایک دم اٹھ گیا اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے نمبر ڈائل کئے اور سلسلہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو جولیانا اسپیکنگ" جولیا کی آواز فون پر ابھری۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سن کر اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کا فون ٹیپ ہو رہا ہے۔

"ہیلو علی عمران ایم ایس سی..... پی ایچ ڈی....." عمران بولا۔

"شٹ اپ..... میں تم سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی،

سمجھے" جولیا نے غصے سے بھری ہوئی آواز میں کہا۔ شاید اُسے کچھ باتیں اچھی طرح ذہن نشین تھیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریسیور رکھ کر سلسلہ منقطع کر دیتی۔ عمران چیخا"

"میری ہونے والی خالہ جان...." ریسیور مت رکھنا، ورنہ پچھتاؤ گی۔ اس لئے کہ میں ایکسٹو کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔"

"کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر ایکسٹو کا کوئی پیغام ہوتا تو خود مجھ سے بات کر لیتے" جولیا پھٹ پڑی۔

"یہ اپنے اس چوہے سے ہی پوچھنا میرا کام ہے کہ تمہیں اس کا پیغام پہنچانا" عمران بولا۔

"خیر.... خیر.... بتاؤ کیا بات ہے" جولیا بولی۔

"تمہارے چوہے نے ابھی مجھ سے کہا تھا کہ تم فوراً پیراڈائز ہوٹل پہنچ جاؤ۔ وہاں پر تمہیں میرے ساتھ یعنی علی عمران کے ساتھ ہوگا۔ یعنی صرف ایک گھنٹے کے لئے پیراڈائز کے ہال میں بیٹھنا لہٰذا فوراً ہی پہنچ جاؤ" عمران بولا۔

"میری جاتی ہے جوتی.... تمہارے ساتھ تو اب بات کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا" جولیا دھاڑی۔

"جوتیاں بھی جائیں گی اور تم بھی، لہٰذا میں وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی پہنچ جاؤ" عمران نے یہ کہہ کر مزید کچھ کہے سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔"

اور فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی ٹو سیٹر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

اس وقت اس نے جولیا کو اپنے فون پر محض ذہنی بوریت دور کرنے کے لئے بلایا تھا۔ لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ اس کا ٹیلیفون ہی ٹیپ ہو رہا ہے تو چند ثانیوں میں ہی اس نے ایک نیا پلان بنا ڈالا تھا۔ حالانکہ وہ جولیا کو بحیثیت ایکسٹو بھی فون پر حکم دے سکتا تھا، کہ وہ عمران کے ساتھ پیراڈائز چلی جائے۔ لیکن حالات کے پیش نظر ارادہ بدلنا پڑا.... چنانچہ اس نے سوچے سمجھے پلان کے مطابق جولیا کو فون کر ڈالا۔ لیکن وہ جانتا تھا، کہ اس کے فون ٹیپ کرنے والے یقیناً کوئی وائی فور کے ایجنٹ ہیں۔ اور اس وقت بھی اس کی تمام حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہوں گے۔"

ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے رکھ کر اس نے ایکسٹو کی آواز میں جولیا کو دوبارہ فون کر کے حکم دیا کہ عمران کے کہنے پر عمل کرے۔"

فون کرنے کے بعد وہ باہر نکل آیا، اور ایک مرتبہ پھر اس کی کار فراٹے بھر رہی تھی........ اس کا ذہن اب بھی کئی باتوں میں بری طرح الجھا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے مجرموں کی طرف سے اب تک غفلت برتی ہے۔ اور مجرموں نے اس

کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اس کے فون کو ٹیپ کرنے کا انتظام بھی کر لیا تھا۔

ان خیالات سے وہ اس وقت چونکا، جب اُسے سامنے پیراڈائز ہوٹل نظر آیا۔۔۔"

دوسرے ہی لمحے وہ اپنی کار کو کمپاؤنڈ کی طرف موڑ لے گیا۔

جولیا کی بوریت نقطۂ عروج پر تھی۔ اس نے جھلا کر ریسیور کریڈل پر زور سے پٹخ دیا۔

"عمران کے بچے!۔۔۔۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔" وہ دانت پیستے ہوئے غرائی۔

تھوڑی دیر پہلے عمران نے اسے فون پر کہا تھا کہ وہ پیراڈائز پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں اس نے ایکسٹو کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن چونکہ اس سے پہلے وہ جولیا کو کافی حد تک بور کر چکا تھا اس لئے عمران کی باتوں پر مزید اعتماد کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔

"میری جاتی ہے جوتی۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ تو اب بات تک کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔" اس نے مارے جھلاہٹ کے جواب دیا تھا۔

"جوتی بھی جائے گی اور تم بھی۔ لہٰذا میں وہاں تمہارا انتظار کر رہا

ہوں، جلدی پہنچ جاؤ" عمران نے فون پر جولیا سے کہا اور پھر ایک ہی دونوں نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک تو وہ جھلاہٹ کی کیفیت میں عمران کو گا بکتی رہی ...... " پھر اس نے بے بسی سے سر کو جھٹکا اور مسہری پ ہوگئی اور آنکھیں موند لیں۔"

اب وہ یہ سوچ رہی تھی، کہ وہ عمران کے سامنے اتنی بیبا اور جھلاہٹ کا مظاہرہ کیوں کرتی ہے ...؟ حقیقت تو یہ تھی کہ ایسے وقتوں میں آپے سے باہر ہو جاتی تھی۔

"آخر کیوں ....؟ یہ بات اب تک وہ خود بھی نہ سمجھ سکی تھ حالانکہ وہ سمجھتی تھی کہ دوسروں کو بور کرنا عمران کا عزیز ترین مشغلہ وہ اس کے سامنے تو اپنی جھلاہٹ کا اظہار کرتی لیکن تخلیئے میں سوچ پڑ جاتی تھی۔"

شاید یہی وجہ تھی کہ اس وقت تھوڑی دیر سوچنے کے بعد ا ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ایک باریک سی لکیر کھنچ گئی تھی۔"

اچانک فون کی گھنٹی چلائی ...! چونک کر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اور اٹھ کر ریسیور کانوں سے لگالیا۔"

"یس ... جولیا نا اسپیکنگ!" وہ قدرے پرسکون لہجے میں بولی۔

"ایکسٹو ....! دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز

دی۔"

"یس سر فرمائیے .....!" جولیا مؤدبانہ لہجے میں بولی۔

"کیا تم ابھی تک پیراڈائیز کے لئے روانہ نہیں ہوئیں؟" ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

"وہ .... وہ سر ...م .... میں سمجھتی تھی کہ ...... کہ ....."

جولیا کے الفاظ بوکھلاہٹ کے باعث بے ربط ہوگئے۔

"تمہارے سمجھنے یا نہ سمجھنے سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے ...؟" اور اگر ایسا ہے جانتی ہو اس کی سزا کیا ہے ......؟" ایکسٹو کی آواز سے بے پناہ سفاکی مترشح تھی۔"

"جج ..... جانتی ہوں سر ..." جولیا ہکلائی۔

"پھر .....؟" ایکسٹو بدستور غرایا۔

"مم ...... معافی جناب ...... مم ...... میں ابھی روانہ ہو جاتی ہوں۔"

"وہ تو ضرور روانہ ہو جاؤ گی .... لیکن لاپرواہی کی سزا خود ہی منتخب کر لینا ..." ایکسٹو سفاک لہجے میں غرایا۔

"مم .... معافی جناب ...... آئندہ ایسا نہ ہوگا۔"

جولیا گڑگڑائی ...!

"ہوں ...... خیر اس کے متعلق میں پھر سوچوں گا .... تم پیراڈائیز

"روانہ ہو جاؤ۔ عمران تمہارا منتظر ہے۔"

"بس ...... بالکل سمجھ گئی ......" جولیا بولی۔

"جلدی پہنچو ......" ایکسٹو نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا نے لمبی لمبی سانسیں کئی مرتبہ ڈالیں ...... " اطمینان کی سانس
لیکن ابھی تک ذہن پر چھائی ہوئی سراسیمگی پوری طرح رخصت نہیں ہوئی تھی۔ آخر کار اس نے شانے جھٹکے اور باتھ روم میں داخل ہو گئی ...... غسل کر کے وہ باہر نکلی۔ اب وہ نئے لباس میں تھی ......!

تیزی سے وہ باہر نکل آئی اور پھر ......؟

تھوڑے عرصہ بعد اس کی سیاہ رنگ کی فیئٹ سڑک پر دوڑی جا رہی تھی ......؟

چونکہ فیئٹ کی اسپیڈ کافی تیز تھی۔ اس لئے پیرا ڈائز پہنچنے میں اسے دیر نہ لگی۔

فیئٹ کی کمپاؤنڈ میں کھڑی کر کے وہ لاپرواہی سے شانے اچکاتی ہال کی طرف بڑھ گئی۔

اس وقت ہلکے نیلے رنگ کی ساڑھی میں اس کا حسن قیامت ڈھا رہا تھا ...... حقیقتاً مشرقی لباس اس پر خوب کھلتا تھا مشرقی لباس میں وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی اپسرا ہی دکھائی دیتی پھر اسے مشرقی لباس بہت ہی پسند تھا ......!

ہال میں داخل ہوتے ہی اُسے لوگوں کی تیز قسم کی نگاہوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے ہال میں طائرانہ نظر دوڑائی اور عمران کو تلاش کرنے لگی ...... وہ آخر اُسے کونے کی میز پر عمران نظر آیا ...... تھری پیس سوٹ میں وہ غضب ڈھا رہا تھا۔ اس لئے کئی لڑکیاں متوقع نگاہوں سے گھور رہی تھیں ......!

سچ تو یہ ہے کہ وہ اس لباس میں معصوم سا پرستان کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ اسی لئے اس وقت جولیا کو بھی وہ بہت پیارا لگا۔ اس نے ایک محبت بھری نظر اس پر ڈالی۔ اور اس کی جانب بڑھ گئی۔ وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"فرمایئے ......" قریب پہنچتے ہی عمران نے اس سے اجنبی لہجے میں پوچھا۔

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"مجھے مکھن دین ولد چھڑ دین کہتے ہیں ...... آپ کی تعریف!"

"بکو مت ......" اور بتاؤ تم نے مجھے یہاں کیوں بلوایا ہے۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"ہم ...... میں نے ......" عمران نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

"کئی لوگوں نے چونک کر ان دونوں کی جانب دیکھا ...... لیکن

عمران نے دوبارہ سر جھکا لیا۔ اور جولیا اُسے گھورنے لگی۔"

"تمہارے لئے کیا منگواؤں محترمہ؟" عمران نے پوچھا۔

"جوجی چاہے۔"

"اچھا...... اچھا ابھی پوچھے لیتا ہوں...... ویٹر۔" عمران چیخا۔"

"جلد ہی ایک ویٹر آن ٹپکا۔"

"فرمائیے جناب...؟"

"تمہارے یہاں جوجی چاہے مل جائیگا؟" عمران نے احمقانہ لہجے میں پوچھا۔۔؟

چند لوگوں نے دوبارہ چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"کک..... کیا مطلب جناب...؟" ویٹر بوکھلا گیا۔

"ہاں میں نے پوچھا تھا کہ تمہارے یہاں جوجی چاہے مل جائیگا؟" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ کیا چیز ہوتی ہے صاحب؟" ویٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔"

"اب بتاؤ اسے تم نے کیا منگوایا تھا۔۔؟" عمران جولیا سے مخاطب ہوا۔

"تم کافی لے آؤ۔۔۔" یہ صاحب کچھ کریک واقع ہوئے ہیں۔

جب ان پر دورہ پڑتا ہے تو ایسی ہی اوٹ پٹانگ ہانکتے ہیں۔" جولیا نے ویٹر کو آرڈر دیا۔

"اوہ..... اچھا..... اچھا" ویٹر نے مسکرا کر کہا، اور چلا گیا۔

"میں کریک ہوں؟" اس کے جاتے ہی عمران زور سے دھاڑا۔

"اس میں کیا شک ہے؟" جولیا نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔"

"اب مجھے واقعی تمہیں طلاق دینی پڑے گی۔۔۔۔ تم گھر کی باتیں غیروں پر ظاہر کرتی پھرتی ہو۔ میں تمہیں ضرور طلاق دے دوں گا۔ مجھے نہیں چاہیئے ایسی بیوی۔۔۔۔ ایسی بیوی سے تو آدمی کنوارہ ہی بھلا۔۔۔" عمران نے غصے سے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔"

"شٹ اپ آرام سے بیٹھو..... سب لوگ ادھر ہی دیکھ رہے ہیں" جولیا نے آہستہ سے کہا اور اُسے بازو سے پکڑ کر دوبارہ بٹھا دیا۔"

"تم خود شٹ اپ...... بلکہ ڈبل شٹ اپ...... اب میں تمہیں طلاق دے کر قلوپطرہ کی والدہ سے شادی کر لوں گا..... ہاں....." عمران نے چلا کر کہا۔

جولیا لوگوں کی نگاہوں کی تاب نہ لا کر پانی پانی ہوئی جاتی تھی۔

اتنے میں ویٹر کافی لے آیا۔ اور نہ جانے کیوں یکایک عمران خاموش
ہوگیا۔۔۔؟ اور پھر وہ دونوں کافی پینے لگے۔۔۔۔ لوگ اب بھی
اپنے ساتھیوں سے ہنس ہنس کر عمران کے متعلق باتیں کر رہے تھے
ہال سرگوشیوں سے گونج رہا تھا۔"

اچانک اسٹیج سے آرکسٹرا کی ہیجان انگیز دھن سنائی دینے
لگی۔ اور پھر۔۔۔؟

جوڑے ڈانس فلور کی جانب سرکنے لگے۔"

"چلو ڈارلنگ۔۔۔۔ ہم بھی چلیں۔" عمران نے جولیا کا ہاتھ
پکڑ لیا۔"

"شٹ اپ۔۔۔۔ میں یہاں اس لئے نہیں آئی۔" جولیا نے
اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیکن تمہیں اپنے چیف کو جواب دہ ہونا
پڑے گا۔" عمران نے دھمکی دی۔"

اسی وقت جولیا کے کانوں میں ایکسٹو کا وہ جملہ گونجا۔" سب
کچھ میرے حکم پر ہو رہا ہے۔۔۔۔ اس لئے وہ جو کچھ کہے بے چوں
چرا عمل کرو۔"

"چلو۔۔۔ وہ مردہ لہجے میں بولی اور اٹھ گئی۔"

اور پھر۔۔۔؟

عمران نے اس کا بازو تھام لیا۔۔۔ وہ دونوں بھی تھرکتے ہوئے

دوسرے جوڑوں میں شامل ہوگئے۔۔۔ عمران مضحکہ خیز انداز میں
ناچ رہا تھا۔ اب جولیا بھی خوشی سے اس کا ساتھ دے رہی تھی
وہ دونوں بانہوں میں بانہیں ڈالے تھرکتے رہے۔"

تمام رقاص جوڑے رک گئے۔۔۔"

"دھم۔۔۔۔۔ دھم۔۔۔۔۔۔ دھم۔۔۔۔۔ دھم۔۔۔۔۔

جی ہاں یہی وہ آواز تھی، جس کی وجہ سے سب ٹھٹک گئے تھے۔
ان سب کی نظریں ہال کے دروازے کی جانب اٹھ گئی تھیں۔۔۔
آرکسٹرا کی دھن بدستور بج رہی تھی۔۔۔ لیکن وہاں تو ہر کوئی دروازے
کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔"

وہاں ایک بہت ہی موٹا، دراز قد اور کدو کے سر والا آدمی
کھڑا تھا۔ وہ ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا۔ اس کی بانہیں دراز
۔۔۔۔ موٹے موٹے ہونٹ، اوپر والا ہونٹ درمیان سے کٹا ہوا
اور نچلا لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں چیتے جیسی چمک اور چمگادڑ جیسی نحوست
۔۔۔۔ تنگ پتلون میں اس کی رانیں ادھر ادھر تھرک رہی تھیں۔
سر پر بے تحاشا بکھرے ہوئے بال تھے۔" سینہ ابھرا ابھرا سا اور
لوہار کی دھونکنی کی مانند پھولتا پچکتا ہوا۔ اس بات میں قطعاً مبالغہ
نہیں کہ اس کے چلنے سے زمین لرز رہی تھی۔۔۔۔" وہ ڈانسنگ
فلور میں ہاتھی کی مانند کھڑے ہوئے کئی جوڑوں کو ایک ہی نظر میں
گھورتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

خوف کے مارے صنفِ نازک اپنے ساتھیوں سے لپٹ رہی تھیں...... جولیا بھی عمران کے پیچھے لگ کر کھڑی کانپنے لگی"
عمران لاپرواہی سے اُسے گھورنے لگا"

آرکسٹرا کی دھن بدستور ہیجان انگیز تاثر پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف تھی۔ رقاص جوڑے پتھر کے بتوں کی طرح ساکت کھڑے تھے۔ چہرے یوں زرد ہو رہے تھے، گویا خون نچوڑ لیا گیا ہو.....

کاؤنٹر کلرک بھی ساکت کھڑا اس دیوہیکل شخص کو گھورے جا رہا تھا...... ان تمام لوگوں پر خوف کے تاثرات اس حد تک غالب آچکے تھے کہ ان کی زبان گنگ ہو گئی۔ ان کی چیخیں بھی ان کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھیں.... گویا سب کو سانپ سونگھ گیا ہو"

"اچانک"

"اماں تم سب کے منہ میں زبانیں ہی نہیں رہیں.... اب کچھ مانگو نا...." اماں ناچو بھی...... اب...... اب...."
عمران چلایا۔

"خاموش گستاخ لڑکے......!" دیوہیکل آدمی کے ہونٹ ہلے تھے"

لیکن یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔!
عمران سہم کر کانپنے لگا...... اس کے گھٹنے ایک دوسرے

سے یوں مل مل کر جدا ہونے لگے جیسے ٹوسٹ کر رہا ہو.....
ساتھ ہی ہونٹوں پر کپکپی طاری تھی"

دیوہیکل آدمی اسی کی طرف بڑھ رہا تھا.. عمران اور تیزی سے "کانپنے لگا"

جوں جوں وہ قریب آ رہا تھا وہ پیچھے جھکتا جا رہا تھا"

"اٹھو لڑکے......!" دیوہیکل آدمی دھاڑا۔

عمران کسی مسمریزم کے معمول کی مانند اوپر اٹھنے لگا۔

دیوہیکل آدمی نے اپنے دراز ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیئے"
اور عمران کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ کر اپنے سینے سے چپٹا لیا۔
اور بھینچنے لگا" لیکن دوسری طرف عمران کی حالت مضحکہ خیز تھی۔
وہ کسی جذبات سے مغلوب محبوبہ کی مانند اپنا سر دیوہیکل آدمی کے چوڑے چکلے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔ اور اپنے ہاتھ اس کے سینے پر پھیر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں... تلملا کر دیوہیکل آدمی نے اپنے بازوؤں کو اس کی پسلیوں پر رکھ دیئے۔
..... اور..... ؟ اس کی پسلیوں کو دبانے لگا..... آہستہ آہستہ لیکن.....؟

عمران بدستور اپنی آنکھوں کو بند کئے ہوئے اس کے سینے سے لگا ہوا تھا"

"ہائے میرے محبوب...... ہائے کیلی کرٹیس کی روح...."

ہائے ظالم۔۔۔۔ آج ہزاروں سال بعد تو ملا ہے۔۔۔۔ اب میں تیری بانہوں میں ساری زندگی گزار دوں گی۔۔۔۔ اب اے ظالم مجھے کہیں چھوڑ کر نہ جانا ورنہ یہ۔۔۔۔ چکنی مٹی کا بنا ہوا دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ ہائے۔۔۔۔۔۔ اُف۔۔۔۔۔۔" عمران بڑبڑاتا رہا۔۔۔۔ اس کے چہرے پر دُور دُور تک درد و کرب کے نشانات بھی موجود نہ تھے۔۔۔۔ جھنجھلا کر دیوہیکل آدمی نے اس کی پسلیوں پر اپنے مضبوط ہاتھوں کا دباؤ مزید بڑھا دیا۔۔۔۔ لیکن یہ عمران کی قوتِ ارادی ہی تھی، کہ وہ تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔ لیکن جب پسلیوں پر دباؤ ناقابلِ برداشت ہو گیا تو وہ بڑی پھر سے اس کی گرفت سے نکل گیا۔۔۔۔۔" ساتھ ہی اس کا بھرپور گھونسہ مدِمقابل کے جبڑے پر پڑا۔"

لیکن مدِمقابل پر اس کا ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوا وہ جھنجھلا کر کر عمران کی طرف دوبارہ بڑھنے لگا۔ وہ ٹانگیں پھیلائے اس کی طرف لپکا۔۔۔۔۔۔ اور چاہتا تھا، کہ عمران کو دوبارہ سینے سے لگا بھینچ دے کہ۔۔۔۔؟ عمران نے جھپکائی لی اور اس کی پھیلی ہوئی ٹانگوں کے درمیان سے نکل گیا۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی وہ پے تلے گھونسے اس کی گردن اور کمر پر برسانے لگا۔۔۔ لیکن اس شخص کا جسم تو ٹھوس فولاد کی مانند تھا۔۔۔ اس پر ان گھونسوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔۔۔ حالانکہ اگر ان گھونسوں سے کسی اور کو پالا پڑتا، تو

وہ مرنے سے پہلے پانی بھی نہ مانگتا۔"

اب مدِمقابل غضب ناک ہو کر پلٹا۔ اس کے حلق سے غیر انسانی آوازیں خارج ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔؟ وہ آگے بڑھتا رہا۔۔۔۔۔۔ بے چارگی سے پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔۔۔ اس قدر پیچھے کہ ڈانسنگ فلور سے پیچھے لگی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر گر پڑا۔۔۔ دیوہیکل شخص بدستور اس کی طرف بڑھتا رہا تھا۔"

جولیا نے خوف سے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ اس کے خیال میں اب عمران کی موت یقینی تھی۔

دیوہیکل آدمی بدستور آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ اور آگے۔۔۔ حتیٰ کہ وہ اتنے قریب پہنچ گیا، کہ جھک کر عمران کو دبوچ سکتا تھا۔ کہ اچانک۔۔۔۔۔۔؟ عمران نے اسی کرسی پر کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے سرکایا اور پشت سے ہی بیٹھے بیٹھے پوری قوت سے دیوہیکل شخص کے اوپر اچھال دیا۔"

اس حملے سے قوی ہیکل شخص پر خاطر خواہ عمل ہو رہا تھا۔۔" وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ اسی لمحے عمران نے مزید وقت ضائع کیے بغیر جمپ لگایا اور اڑتا ہوا، اس کے اوپر جا پڑا لیکن اپنے پروگرام کے مطابق وہ اس کو نیچے نہ گرا سکا۔۔۔ اب وہ اس کے ساتھ کسی جونک کی مانند چمٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔ دیوہیکل شخص نے اُسے اپنے سے الگ کرنے کے لئے سخت جدوجہد کی لیکن عمران چمٹا ہی رہا

اب وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا..... اس کے اوپر درندگی چھا گئی
تھی..... عمران نے اس کے بازو پر بُری طرح دانت جما کر گوشت
میں پیوست کر دیئے..... دیوہیکل آدمی درد کی شدت سے بُری
طرح تلملا گیا اور اُسے ساتھ لیئے ہوئے زمین پر آ رہا۔ گرتے وقت
اتفاق سے عمران نیچے گر گیا۔ اور دیو پیکر آدمی اس پر سوار ہو
گیا...."

اس کے منہ سے حیوانی غراہٹ نکل رہی تھی، وہ عمران کا نرخرہ
دبا رہا تھا"

عمران اس کی گرفت کے نیچے بُری طرح کسمسایا، اس کا دم
گھٹ رہا تھا..." اس کی ٹانگیں بُری طرح کانپ رہی تھیں،
دیوہیکل آدمی بدستور اس کا نرخرہ دبا رہا تھا... عمران تڑپتا رہا
.... تڑپتا رہا.... اور

پھر.....!

اچانک اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی"

جولیا کے منہ سے وحشت ناک چیخ نکل گئی... کیا عمران مر
گیا ہے.... کیا واقعی وہ زندہ نہیں ہے..... اس کے ذہن
پر بوجھ سا طاری ہو گیا..... نہیں نہیں وہ دوبارہ چیختی اور پاس پڑی
ہوئی کرسی اٹھا کر دیوہیکل آدمی کی کمر پر پوری قوت سے دے ماری
وہ بری طرح غرا کر اس کی طرف پلٹا۔"

اُف.... جولیا کانپ کر رہ گئی..... اس شخص کی شکل نہایت
بھیانک بن چکی تھی..." جبڑے کھینچے گئے تھے اور حلق سے حیوانی
غراہٹ نکل رہی تھی"

"اچھی لڑکی تم نے مجھے کیوں مارا؟.... میں نے تمہارا کیا بگاڑا
تھا۔ ادھر آؤ میرے قریب آؤ...." اس نے کہا اور جولیا کی طرف
بڑھنے لگا"

"نہیں..... نہیں..... تم کتے ہو...... تم درندے ہو...
تم نے عمران کو مار ڈالا ہے.... میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"
جولیا ہزیانی لہجے میں چیخی۔ اور گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگی"

دیوہیکل شخص زہریلی مسکراہٹ لئے آگے ہی بڑھتا رہا... جولیا
خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتی رہی، حتیٰ کہ دیوار سے جا لگی"

تمام مرد اور عورتیں بُری طرح سہمے ہوئے اپنی جگہ پر ساکت تھے
کسی میں ہمت نہ تھی، کہ اس درندے کی راہ میں حائل ہو سکے"

دیوہیکل شخص اب جولیا کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا.....
جولیا نے ہزیانی آواز میں ایک چیخ ماری اور دیوار میں سما جانے کے
سکڑتی چلی گئی..... آخر وہ کب تک اس درندے کے عتاب سے
بچتی۔ اس دیوہیکل شخص نے اپنے ہاتھ اس کی طرف دراز کیئے
اور سہمی ہوئی جولیا کے دونوں بازو تھام لیئے...... جولیا نے تڑپ
کر ایک زبردست تھپڑ وحشی کے منہ پر جڑ دیا۔ لیکن اس کے جواب

میں وحشی کا ہولناک قہقہہ گونجا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے جولیا
کو بری طرح جھنجھوڑ دیا۔"

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دوسرا قدم اٹھاتا نہ جانے کیا ہوا کہ۔۔۔"
"آ۔۔۔۔ آ۔۔۔۔" وہ بری طرح چیختا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ جولیا اس کی
گرفت سے آزاد ہو گئی۔"

وہ وحشی درندہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے پلٹا اور غضب ناک انداز میں
سامنے کھڑے ہوئے عمران کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں
غضب ناک کے علاوہ استعجاب بھی جھلک رہا تھا" وہ حیران تھا
کہ عمران دوبارہ کس طرح جی اٹھا۔

ہوا یہ کہ عمران جان بچانے کے لئے وقتی طور پہ ہاتھ پیر ڈالے
لیٹ گیا تھا۔ اس کے بعد جب اس نے دیکھا کہ جولیا اس دیو پیکر
کی درندگی کا شکار ہونے لگی ہے تو اس نے اپنی انگوٹھی کے اوپر والے
خانے پر انگلی پھیری۔ "کھٹک" کی آواز سے انگوٹھی کا ایک سنٹی میٹر
لمبا اور ایک سنٹی میٹر چوڑا خانہ کھل گیا تھا۔ اس نے دھنسے ہوئے
خانے کا رخ عموداً رکھ کر دھنسے ہوئے خانے کو حرکت دی۔ اور د
رندے کے رینج میں آتے ہی ایک باریک سی نب نما چیز انگوٹھی
سے خارج ہوئی اور وحشی کی گردن میں پیوست ہو گئی۔ درحقیقت
یہ نب انگوٹھی کے اندرونی خانے میں مخصوص قسم کے سیال میں
ڈوبی رہتی تھی۔۔۔۔ یہ انگوٹھی بھی عمران کی اپنی ہی نو ایجاد تھی۔ اس

ستم ویسا ہی تھا جیسا کہ وہ اس سے پہلے گزشتہ کیس میں ایک ریوالور
ستعمال کر چکا تھا۔ اس انگوٹھی میں عمران نے کچھ تبدیلیاں کر دی تھیں
ہ انگوٹھی میں سیال وہی رہنے دیا تھا" وحشی کی گردن میں حیرت انگیز
ز والی نب پیوست ہوتے ہی وہ بری طرح چیخا۔ اور درد و کرب کے
لم میں پلٹ کر عمران کو گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر تک تو وہ اسی عالم میں عمران کو گھورتا رہا اور پھر
ضب ناک ہو کر اس پر جھپٹا۔ عمران پھرتی سے ایک طرف سرک
یا۔ وہ اپنی ہی جھونک میں قریبی ستون سے ٹکرایا۔ جب واپس
ٹا تو اس کی چوڑی پیشانی خون سے رنگین ہو چکی تھی۔ اس کے چہرے
سے درندگی۔۔۔۔۔ سفاکی۔۔۔۔۔ درشتگی اور بھیانک پن مترشح
تھا۔"

"آگے بڑھو میرے محبوب" عمران نے تضحیک آمیز لہجے میں للکارا
کل شخص بڑی تیزی سے عمران پر دوبارہ جھپٹا لیکن۔۔۔۔" بلعت
تے ہی میں وہ کٹی ہوئی پتنگ کی مانند لہرایا اور اپنی ہی جھونک میں گر
تے ہی وہ مچھلی کی مانند تڑپنے لگا۔ غالباً عمران کی پراسرار نب نے
ثر کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہال میں موجود تمام لوگ بڑی دلچسپی سے اسے تڑپتا دیکھ رہے
تھے۔ وہ درد و کرب کے باعث کسی زخمی بھیڑیے کی مانند غرا رہا تھا،
اور اس کی ایڑیاں رگڑنے کا منظر تو اور بھی زیادہ روح فرسا تھا۔ علاوہ ازیں

وہ بار بار اپنے سر کو فرش سے پٹخ رہا تھا۔

"مینجر۔۔۔۔۔!" عمران کی لوگوں کو اس گمبھیر سناٹے میں کسی گہرے غار سے آتی ہوئی آواز محسوس ہوئی۔ کیونکہ آرکسٹرا کی دھن تو کبھی کی دم توڑ چکی تھی۔ اب تو وقفے وقفے بعد تڑپتے ہوئے وحشی درندے کی دھاڑیں ہی سنائی دیتی تھیں۔ ورنہ ہال پر موت کا سا سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔۔!

"کیا بات ہے جناب!" قریب کھڑا ہوا مینجر وحشی درندے کو گھورتے گھورتے اچانک چونک پڑا۔"

"پولیس کو فون کردو۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"وہ تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں جناب۔۔۔۔" پولیس آتی ہی ہوگی۔۔۔!"

اسی اثناء میں پولیس کے سپاہی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سب سے آگے کیپٹن فیاض تھا۔ جیسے ہی اس کی نظر تڑپتے ہوئے وحشی پر پڑی وہ بری طرح چونک پڑا۔ عمران کو وہاں دیکھ کر اسے مزید دھچکا لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو سوپر۔۔۔۔۔۔۔ اسے یہاں سے اٹھوانے کا بندوبست کرو۔۔۔۔" یہ چند منٹوں کا مہمان ہے۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"لیکن یہ ہے کون۔۔۔۔۔؟ اور اس نے تم لوگوں پر کیوں حملہ کیا تھا

فیاض نے بیک وقت دو سوال جڑ دیئے۔

"پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا سر ہے اور دوسرے سوال کے جواب میں خود بھی نہیں سمجھ سکا۔۔۔!" عمران نے ناگواری سے جواب دیا۔

"کیا بکتے ہو۔۔۔۔۔!" میں تم سے۔۔۔۔۔۔" فیاض بھڑک اٹھا۔"

"بعد میں پوچھ لینا پہلے اس کا انتظام کرو۔" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔"

عمران نے کھا جانے والی نگاہوں سے عمران کو گھورا اور سپاہیوں کو فوری کارروائی کرنے کا حکم دے دیا۔۔۔ اور خود وحشی کی طرف بڑھ گیا۔"

اچانک۔۔"

"ٹھہر جاؤ۔۔۔۔۔۔ رک جاؤ۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی پوری قوت سے وہ بڑھتے ہوئے فیاض کی جانب جھپٹا اور اس کو اپنے ساتھ رگیدتا ہوا دور جا پڑا۔"

اور پھر۔۔۔۔۔۔!

ایک زبردست دھماکہ ہوا اور دیو پیکر شخص کی لاش چیتھڑوں میں تبدیل ہو گئی۔۔۔" اچانک دھماکے سے سب لوگ لڑکھڑاتے ہوئے ایک دوسرے پر جا گرے۔ اور پھر۔!

ہال میں کہرام مچ گیا ۔ ۔ ۔ ۔" ہر طرف بھگدڑ سی مچ گئی ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ بوکھلا کر ہال کمرے کے دروازے کی طرف بھاگے لیکن وہاں تو پہلے مسلح پولیس موجود تھی!"

دھماکہ ہونے سے نیلے رنگ کا دھواں چاروں طرف پھیل گیا۔ عجیب قسم کا بدبودار دھواں۔"

"جولیا ۔ ۔ ۔ ۔ جیب سے رومال نکال کر ناک پر رکھ لو اور کم سے کم سانس لینے کی کوشش کرو۔" عمران نے جولیا سے کہا اور خود بھی نکال کر ناک پر رکھ لیا۔ جولیا نے بلا پس و پیش اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

اب جو شخص بھی اس دھوئیں کی زد میں آ رہا تھا تیورا کر زمین پر گرتا چلا گیا۔

"دروازہ کھول دو ۔ ۔ ۔ ۔" عمران نے چیخ کر فیاض سے کہا جس نے عمران کی دیکھا دیکھی رومال ناک پر رکھ لیا تھا۔ اسی طرح چند لوگوں نے بھی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"دروازہ کھول دو ۔ ۔ ۔" فیاض نے دروازے پر کھڑے ہوئے سپاہی کو حکم دیا۔"

فوراً ہی دروازہ کھل گیا، اور لوگ اندھا دھند دروازے کی جانب بھاگے۔"

"میرا دم گھٹ رہا ہے عمران!" جولیا نے لہراتے ہوئے کہا۔ لیکن

اس سے پہلے کہ وہ بھی گر پڑتی۔ عمران نے اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور کندھے پر ڈال کر تیزی سے باہر بھاگا۔

"تمام لوگ فوراً ہی ہال سے نکل جائیں!" فیاض چیخا۔"

چند ہی منٹوں میں ہال خالی ہو گیا۔"

عمران تیزی سے اپنی ٹو سیٹر کی جانب لپکا بے ہوش جولیا کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ اور کار اسٹارٹ کر دی۔ دوسرے ہی لمحے تیزی سے کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔"

جلد ہی دانش منزل پہنچ گیا۔ جہاں بلیک زیرو اب بھی موجود تھا وہ بے ہوش جولیا کو دیکھ کر حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔"

عمران نے تیزی سے ڈاکٹر انصاری کو فون کیا اور پھر بلیک زیرو کی طرف پلٹا۔

"کیا ہوا جناب؟" بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔"

جواب میں عمران نے مختصراً تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔"

"دھواں دراصل ایک خاص قسم کی زہریلی گیس تھی، جو کہ دھماکے کے نتیجے میں وحشی کے جسم سے خارج ہوئی تھی۔"

"دھماکہ کیسے ہوا تھا؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔"

"جب فیاض وحشی کی طرف بڑھ رہا تھا، تو میں نے وحشی درندے کی بلیٹ کو بغور دیکھا تو مجھے وہاں سے دھواں سا اٹھتا ہوا نظر آیا۔

میں نے فوراً ہی فیاض کو دھکا دیا۔ ورنہ اس کے جسم کے چیتھڑے اڑ جاتے۔" عمران نے بتایا۔"

"لیکن اس دھماکے کی وجہ سے بھی تو رہی ہو گی؟"

"میرا خیال ہے، اس کی پلیٹ میں کوئی ٹائم بم موجود تھا۔ ممکن ہے ٹرانسمیٹر یا مخصوص ویژن کیمرہ پوشیدہ رہا ہو۔"

"تو گویا یہ بھی وائی فور کی ہی حرکت ہے۔" بلیک زیرو بولا۔

"صاف ظاہر ہے ...... وہ لوگ مجھ کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔"

اتنے میں ڈاکٹر انصاری اندر داخل ہوئے۔ اس نے بے ہوش جولیا کو دیکھا۔"

"آپ فکر نہ کریں یہ جلد ہی درست ہو جائیں گی۔" ان پر کوئی زہریلی گیس اثر انداز ہوتی ہے۔" ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد انکشاف کیا۔"

"پھر ......؟"

عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"میرا خیال ہے، انہیں فوری طور پر ہسپتال داخل کرا دیا جائے۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے طاہر تم ان کے ساتھ جاؤ اور جولیا کو ہسپتال چھوڑ آؤ۔"

"عمران بولا۔"

بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا کو اسٹریچر پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔"

ان دونوں کے جانے کے عمران صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر سوچ کی اتھاہ گہرائی میں کھو گیا۔"

اُس نے اپنے فلیٹ کا دروازہ لاک کیا اور تیز تیز چلتا ہوا لان میں پہنچا، اور پھر لان کو بھی عبور کرتا ہوا سڑک پر آ گیا۔ جہاں اس کی کار سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔

کار کے قریب پہنچکر اس نے اندرونی جیبوں کو ٹٹولا اور اسی کیفیت میں اگلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور اس میں دبی ہوئی چابی کو اگنیشن میں ڈال کر گھمایا۔

کار کا انجن بیدار ہو گیا جیسے ہی اس نے اپنے پیر کو بریک سے ہٹا کر ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا۔ تو کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی مانند آگے بڑھ گئی۔

مین روڈ پر پہنچ کر اس نے کار کی رفتار کم کر دی۔ مین روڈ کے دائیں بائیں شاپنگ سینٹر تھے، جن کی وجہ سے وہاں خاصہ

یہ سیکرٹ سروس کا نیا ممبر فرہان ناز تھا" جسے گذشتہ کیس کے اختتام پر ایکسٹو نے ملٹری انٹیلی جنس سے لیا تھا"

فرہان ناز۔ متناسب الاعضاء اور خوبرو جوان تھا۔ صورت و شکل کے ساتھ ساتھ قدرت نے اُسے بے پناہ قوت و عقل سے بھی سرفراز کیا تھا۔ اپنی صلاحیتوں کی بدولت جلد ہی وہ سیکرٹ سروس کے ہر ممبر کے دل میں گھر کر گیا۔ حتیٰ کہ ترش رو تنویر نے بھی اسے پسند کیا۔ اکثر اوقات وہ فرہان کے ساتھ ہوٹلوں یا تفریح گاہوں میں گھومنے نکل جاتا تھا۔ غرضیکہ ہر ممبر کو فرہان کی ملنسار طبیعت بے حد پسند آئی تھی۔ وہ بھی ہنس مکھ نوجوان ہے . . . . ! ہر وقت مسکراتے رہنا اس کی عادت ثانیہ تھی۔ وہ زود رنج نہ تھا بلکہ اپنے دوستوں کا مذاق مسکرا کر برداشت کرتا تھا . . . "

جیسی طبیعت کا آدمی اُسے مل جاتا تھا وہ بھی ویسا ہی بن جاتا تھا ایکسٹو نے اس کی رہائش کے لیئے ریکسٹن اسٹریٹ میں ایک فلیٹ مخصوص کروا دیا۔ پرانی قیام گاہ چھوڑ کر وہ اب وہیں مقیم ہو گیا تھا۔ وہ اس وقت کچھ ضروری شاپنگ کے لیئے نکلا تھا" فلیپ روڈ پر پہنچتے ہی اس نے اردگرد کے ماحول پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی اور سامنے بڑی سی خوبصورت بلڈنگ پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑا۔ یہ پیراڈائیز ہوٹل کی عمارت تھی۔

اس نے دیکھا کہ پیراڈائیز میں ہڑبونگ مچی ہوئی ہے۔ لوگ مشتر

مچاتے ہوئے ہوٹل کے ہال سے باہر بھاگ رہے ہیں، اندازہ سے معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کا پانی آزاد ہو کر ان کا تعاقب کر رہا ہو"

اچانک اُسے مزید چونکنا پڑا...... "اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایک لڑکی کو بازوؤں میں اٹھائے بڑی تیزی سے ہال سے نکلتا ہوا کپاؤنڈ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ عمران کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس کے بازوؤں میں جھولتی ہوئی بے ہوش لڑکی جولیا تھی۔"

اچانک فرہان کی توجہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ اس کی عقابی نگاہ اوپر والی منزل پر پڑی جہاں ڈوری کی مدد سے ایک آدمی تیزی سے نیچے اترتا دکھائی دیا تھا۔

فرہان سوچ میں پڑ گیا...... آخر سیدھا راستہ چھوڑ کر اس پراسرار انداز میں نیچے اترنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔؟

"اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔"

عمران اور جولیا کے بارے میں اسے اتنی تشویش نہیں تھی۔ اس لئے فرہان نے اس پراسرار شخص کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔"

بڑی تیزی سے اس نے کار کو ایک سائڈ میں کھڑا کیا اور اس کے تمام دروازے لاک کر کے وہ باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ شخص اب نیچے اتر چکا ہے اور ڈوری لپیٹ کر اپنی جیب میں رکھ رہا ہے اس کے ہاتھ میں ایک عجیب وغریب ساخت کا آلہ دیکھ کر فرہان چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ قدم قدم پر عجیب وغریب نوعیت کے واقعات

تجسس کی آگ کو بھڑکا رہے تھے۔

ڈوری کو جیب میں ڈالنے کے بعد وہ پراسرار شخص ہاتھ میں دبے ہوئے آلے کو بغل میں چھپا کر بائیں سمت بھاگا۔ لوگوں کا ہجوم اب بھی ہال سے نکل رہا تھا۔

سڑک پر پہنچتے ہی فرہان بھی اس کی طرف لپکا اور بڑی ہوشیاری سے اس کے تعاقب میں لگ گیا۔" اچانک پراسرار شخص نے بوکھلا کر دیکھا...؟ اسی لمحے فرہان نے جست لگائی اور لپکتا ہوا ایک چھوٹے سے کیفے میں گھس گیا اور دروازے کی آڑ سے اُسے دیکھنے لگا۔"

وہ شخص کافی حد تک بوکھلایا ہوا دکھائی دیتا تھا...... اس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور سر کو جھٹکتا ہوا دوبارہ سڑک پر تیز تیز چلتا گیا..... فرہان نے اطمینان کی سانس لی، وہ کیفے سے نکلا اور دوبارہ کچھ فاصلہ برقرار رکھ کر تعاقب کرنے لگا..... ایک مرتبہ اطمینان کرنے کے بعد اس شخص نے دوبارہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کی تھی۔ یہی وجہ تھی، کہ فرہان بڑی آسانی سے اس کا تعاقب کرتا رہا...... شاید پراسرار شخص کو کسی محفوظ اور موزوں مقام کی تلاش تھی.... جبھی تو وہ بار بار اپنے اطراف میں اضطرابی کیفیت سے جائزہ لے رہا تھا......

اچانک اس کی نظر ایک قریبی ٹی اسٹال پر پڑی... چند ثانیے وہ وہاں کھڑا سامنے دیکھتا رہا۔ پھر......؟ سر کو جنبش دیتا ہوا، ایک

ٹی شاپ میں داخل ہوگیا۔" فرہان نے اندر جاتے دیکھ کر خود بھی اِدھر بڑھ گیا۔ ٹی شاپ کے قریب ہی ایک تنگ سی ویران گلی تھی۔ فرہان کچھ سوچ کر گلی میں داخل ہوگیا۔ ارد گرد نظر دوڑا کر اس نے جیب سے ایمرجنسی بکس نکال کر ریڈی میڈ میک اپ کر لیا۔ ایک نظر آئینے میں بدلی ہوئی شباہت کو دیکھا اور مطمئن ہوگیا۔ کچھ دیر بعد فرہان گلی سے باہر نکلا اور لاپرواہی سے چلتا ہوا ٹی شاپ میں گھس گیا۔ درمیانے درجے کا ٹی اسٹال تھا، جس میں قرینے سے میز اور کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔"

فرہان نے تمام میزوں پر نظر دوڑائی۔ لیکن وہ پراسرار شخص نظر نہ آیا وہاں کئی میزیں خالی پڑی تھیں .... اس نے سوچا نہ جانے وہ شخص کہاں غائب ہوگیا ہے ۔ ؟"

اچانک وہ کچھ سوچتا ہوا بیک ڈور کی جانب بڑھا۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر اس نے دوسری طرف جھانکا تو اس نے سامنے دیوار دیکھی۔ اور اپنے دائیں بائیں دو کھلے ہوئے دروازے دیکھے بیک ڈور کے بعد ایک راہداری تھی۔ اس طرف وسیع راہداری دیکھ کر اُسے تعجب ہوا ..... راہداری کو ویران پاکر وہ اندر داخل ہوگیا۔ اور شش و پنج کے عالم میں دائیں طرف والی راہداری میں داخل ہوتا چلا گیا ...... ! راہداری تو کافی وسیع تھی لیکن ایک جگہ اُسے چھوٹا سا شارٹ کٹ نظر آیا اور اسی لمحے .... ؟ اُسے ٹھٹھک کر رک جانا

پڑا کیونکہ اُسے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ جیسے کوئی گھسٹتا ہوا اس طرف آرہا ہو۔" وہ محتاط ہوگیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا۔ قدموں کی چاپ سنائی دیتی رہی .... لیکن آنے والا سامنے نہ آیا ... اور اب ...... ؟ قدموں کی چاپ بھی مدہم ہوتے ہوتے معدوم ہو گئی تھی ...... فرہان کی پیشانی پر استعجاب کی شکنیں اُبھر آئیں۔ کچھ توقف کے بعد اس نے نہایت احتیاط سے سرکنا شروع کیا۔ جلد ہی وہ کارنر کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس نے آہستگی سے سر کو آگے بڑھایا اور دوسری جانب جھانکا .... اس نے دیکھا کہ وہی پراسرار شخص دوسری طرف اس کے نزدیک ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا ...... ! اس کے ہاتھ میں وہی پُراسرار آلہ تھا۔ اس پر جھکا ہوا تھا ...... فرہان نے جسم کو مزید سرکایا اور ایڑیوں کے بل کھڑا ہوگیا ..... اب .... ؟ اُسے پراسرار شخص کے ہاتھ میں دبا ہوا آلہ صاف نظر آرہا تھا، جو کہ دو حصوں میں منقسم تھا .... ایک جانب چھوٹے چھوٹے گول سوراخ تھے۔ اور دوسری جانب چوکور سی سکرین۔ اس نے سکرین کے قریب لگا ہوا سُرخ بٹن دبا دیا ... فوراً ہی ردعمل ہوا اور سکرین پر تارے سے جھلملانے لگے اور تھوڑی دیر بعد اس پر ایک سیاہ نقاب پوش کی شبیہہ نظر آئی۔"

"ہیلو ..... ہیلو باس ...... نمبر سکس کالنگ ہیلو ..... ہیلو اوور۔"

"یس بلیز کرڈ۔۔۔۔۔۔" اسی نقاب پوش کی آواز آلے سے خارج ہوئی۔

"دی سکائی از ریڈ (THE SKY IS RED)"

"یس نمبر سکس رپورٹ بیان کرو۔" بھاری اور بارعب آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیڈ کوارٹر کے ہال میں حالات سے بگڑتے ہی میں نے بٹن کو دبا دیا تھا۔ نتیجتہً نمبر زیرو کی بیلٹ میں چھپا ہوا مخصوص بم پھٹ گیا، اور زہریلی گیس سے کئی لوگ بے ہوش ہو گئے۔ میں بمشکل وہاں سے نکل کر آیا ہوں جناب۔۔۔!

"ٹھیک ہے تم چلے آؤ، ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے اس وقت ہم بلغزاریہ روانہ ہو رہے ہیں۔ تم بھی اپنے پاسپورٹ کے ذریعے نو بجے کی فلائیٹ سے بلغزاریہ روانہ ہو جاؤ۔ مشن کے مکمل ہونے کے بعد ہمارا یہاں ٹھہرنا بے کار ہے۔ عمران کو نمبر زیرو کے چکر میں الجھانے کا مقصد یہی تھا، کہ وہ ہیڈ کوارٹر تک ہی محدود رہے اور ہم آرام سے اپنا مشن مکمل کر سکیں سو وہ ہو گیا۔ اوور اینڈ آل۔"

اس کے بعد آواز آنی بند ہو گئی اور سکرین بھی تاریک ہو گئی۔۔

اس پراسرار گفتگو کو سن کر فرہان کا دل دھڑکنے لگا۔ جذبہ حب الوطنی عود کر آیا اور مارے جوش کے اس کا چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔ فوری طور پر اس کا دل

تو یہی چاہا کہ آگے بڑھ کر اسے گھونسوں پر رکھ لے اور اس کا کچومر نکال دے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔۔ یہ بات کہیں چیف کے مسلک کے خلاف نہ ہو اس خیال نے اسے خود پر قابو پانے کا موقع فراہم کر دیا۔

اچانک وہ واپسی کے لئے مڑا۔ اس کا رخ اسی جانب تھا جہاں فرہان اس کی دھاک میں دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

فرہان کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اچانک اس نے نتائج سے لاپرواہ ہو کر لائحہ عمل ترتیب دیا اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

وہ پراسرار شخص اس سے تقریباً دس فٹ کے فاصلے پر تھا اور اب۔۔۔۔ وہ متحرک ہو چکا تھا۔!

نہ جانے کیوں وہ شخص نہایت آہستگی اور احتیاط برتنے کے باوجود بھی قدموں کو گھسیٹ گھسیٹ کر چل رہا تھا۔۔۔۔۔ غالباً اس کا پاؤں زخمی تھا۔

فرہان نے سوچا اور دم سادھے کر دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ ہر قسم کی سچویشن سے نبٹنے کے لئے مکمل مستعد!

پراسرار آدمی اس کے قریب آ گیا وہ اب اس سے پانچ فٹ کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔ فاصلہ کچھ اور کم ہوا۔۔۔۔ چار فٹ۔۔۔۔ تین فٹ۔۔۔۔۔۔۔ دو فٹ۔۔۔۔ ڈیڑھ فٹ۔۔۔۔۔

اور۔۔۔۔۔۔!"

"دھم .... دھم ...." پے در پے کئی دھماکے ہوئے اور پراسرار شخص کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے ۔۔" فرہان بھی لڑکھڑائے بغیر نہ رہ سکا ۔" وہ تو خیر ہوئی کہ دھماکے دیوار کی دوسری جانب ہوئے تھے۔ ورنہ خود فرہان کا حشر نہ جانے کیا ہوتا۔ تاہم اس کے اعصاب بُری طرح متاثر ہوئے تھے۔ ظاہر ہے یہ سچویشن بالکل ہی غیر متوقع تھی۔ اس نے بمشکل خود کو سنبھالا اور چونک کر رومال ٹٹولنے لگا۔ اگلے ہی لمحے اس نے رومال ناک پر جما لیا ورنہ لاش سے اٹھنے والے نیلگوں دھوئیں نے اسے زمین ہی دکھا دی تھی۔" دھماکے کی آواز ٹی شاپ کے اندر بھی سنائی دی ہوگی۔ اسی وجہ سے فوراً ہی کئی بھاگتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی۔۔۔ نئی افتاد، اس نے سوچا۔ ابھی وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہ تھا کہ کچھ لوگ راہداری میں آ گئے۔ انہوں نے فرہان کو دیکھا ..... ٹھٹھکے اور پھر شور مچاتے ہوئے اس کی طرف لپکے، چلے آئے۔

فرہان نے تیزی سے دروازے کی جانب بھاگا۔ تعاقب کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی اس نے دو آدمی پہلے ہی سے وہاں موجود پائے وہ ہاتھ پھیلائے اُسے روکنے کے لئے آگے بڑھنے لگے۔ قریب پہنچتے ہی کچھ لوگ اور اس کی طرف جھپٹے ..... فرہان نے ایک جست لگائی اور دروازے کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اِدھر دونوں آدمیوں نے چلّا چلّا

ہاں سر پر اٹھا رکھا تھا۔ فرہان نے جھپٹتے ہی ایک آہنی گھونسہ ایک
ڑے پر دے مارا۔ پھر دوسرے کو زور دار دھکا دیا اور دروازے
ہر نکل گیا۔ باہر بھی لوگوں کا ایک ہجوم اس کی مزاج پرسی کے
وجود تھا۔ کچھ چیخ چیخ کر "پولیس ..... پولیس ..... کی
ار رہے تھے۔۔۔۔ فرہان اب ان لوگوں میں بُری طرح گھر چکا
۔۔۔ لیکن کیا مجال کہ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار
ہوں۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھیں متحرک! اور پھر اس کے
ں ہاتھ اور پیر چل پڑے۔ اس کا گھونسہ ایک کی پسلیوں پر پڑا
بیتا ہوا گرا اور لوگوں کے ہجوم میں پس گیا۔ غرضیکہ وہ اندھا دھند
ہاتھ پیر چلا چلا کر ان لوگوں سے جان چھڑانے کی کوشش
لگا۔ لیکن اس دھینگا مشتی میں خود اس کا بھی بُرا حال ہو گیا ....
ں پھٹ گیا تھا اور پشت سے اس کی قمیض لوگوں کی طبع آزمائی کی
ذر بنی تھی۔

رتا مارتا ہوا وہ ان لوگوں کے ہجوم سے نکلا اور تیزی سے بھاگتا ہوا
ا پر آ گیا ..... کچھ ضدی قسم کے لوگ اب بھی اس کے تعاقب
ے۔ اس لئے وہ سارے بازار کے لئے تماشہ بن گیا تھا۔ لیکن
ھا دھند بھاگتا ہی رہا۔ بھاگنے والے لوگ بڑے جوش و خروش
ہرہ کر رہے تھے۔ کچھ دوسرے لوگ بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے
ے تعاقب میں لپکے۔

فرہان نے ایک تنگ سی گلی دیکھی اور جست لگا کر اس
گھستا چلا گیا۔ یہ گلی پیچیدہ ہونے کے باعث اس کے لئے
مفید ثابت ہوئی۔ ایک تنگ سے موڑ میں گھس کر جلدی سے
نے موجودہ میک اپ کو ختم کیا اور اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ گلی
لوگوں کے دوڑنے اور بولنے کی آوازیں قریب آتی گئیں۔۔۔ فر
نے اپنے قریب ہی ایک مکان دیکھا۔ امیر جلدی بکس کر جیب
کر وہ لاپرواہی سے چلتا ہوا گلی کے نکڑ پر آگیا۔ وہ اپنی پھٹی ہوئی
سے چھٹکارا حاصل کرنا نہیں بھولا تھا۔ اس پھٹی ہوئی قمیض کے
دوسری قمیض کے ہونے کی وجہ سے وہ مطمئن انداز سے چلتا ہوا
والی گلی سے نکل آیا۔

"آپ نے یہاں ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے تو نہیں دیکھا
لوگ اس طرف بھی نکل آئے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی
ہانپتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔۔۔؟" فرہان نے کچھ اچانک باز پرس سے
کی اداکاری کی۔

"جلدی بتائیے جناب!"

"آں۔۔۔ ہاں میرا خیال ہے ایک آدمی بھاگتا ہوا اس
گیا ہے۔" پھٹی ہوئی قمیض تھی نا اس کی۔۔۔۔۔؟" فرہان نے
پوچھا۔"

جی ہاں۔۔۔ جی ہاں وہی۔۔۔۔" یہ کہہ کر وہ لوگ فرہان کے
ہوئے راستے پر سرپٹ دوڑے۔"
"عجیب پاگل لوگ ہیں" فرہان بڑبڑایا۔ اس نے سوچا شاید یہ
لی شاپ والے ہیں۔ اور اسے پکڑنے میں کامیاب ہو کر اپنی
ہی کی دھاک مالک پر بٹھانا چاہتے ہیں۔ ورنہ کسی کو کیا پڑی
طرح کسی کا پیچھا ہی کرتے۔"
شا نے جھٹکتا ہوا وہ گلی میں چل پڑا اور سڑک پر آگیا۔۔۔۔
ایئر ہوٹل وہاں سے کچھ ہی دور تھا۔۔۔ چنانچہ وہ ہوٹل کے
پہنچ گیا۔ وہیں اسے اپنی کار بھی نظر آئی۔ کار کو اسٹارٹ کر کے
پنے فلیٹ کی جانب روانہ ہو گیا۔"
گزشتہ تمام واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے کسی متحرک
لی مانند گزر رہے تھے۔ یہ اس کے لئے انوکھا تجربہ تھا کہ وہ کسی
بالک آدمی کی خفیہ گفتگو سن چکا تھا۔ اور وہ بھی وطن دشمن کی
۔ نمبر سکس۔۔۔۔۔۔ بلغزاریہ۔۔۔۔۔ مشن کی تکمیل۔۔۔۔۔
زاریہ کو روانگی۔۔۔۔۔۔ یہ تمام گفتگو اب بھی اسے ذہن نشین
۔۔۔ اور پھر پے در پے دھماکے۔۔۔۔۔۔۔ نیلگوں دھواں۔۔۔۔
ریلا دھواں۔۔۔۔ لوگوں سے دھینگا مشتی وغیرہ ایک ایک تفصیل
اکے ذہن میں گھومنے لگی۔
آخر وہ پراسرار آدمی دھماکے سے کیوں پھٹ گیا۔۔۔؟ کیا

کسی دوسری جگہ سے اُسے بھی کنٹرول کیا جا رہا تھا...... ؟ کیا اس شخص ہی پیرا ڈائز ہوٹل کے ہنگامے کا ذمہ دار تھا..... ؟ آخر اس ٹی شاپ میں ہی کیوں ختم کر دیا گیا، جبکہ اُسے کہا گیا تھا، کہ وہاں پہنچے...؟"

پھر..... ؟ پھر..... ؟ کیا اس کے جسم میں کوئی ایسی چیز تھی، جس کی وجہ سے اُسے کسی دوسری جگہ سے دیکھا جا رہا... وہ سوچتا رہا..... سوچتا رہا..... اور آخر کار اپنے فلیٹ کے نزدیک پہنچ گیا... کار کو گیراج میں بند کر کے وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اور فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔"

"یس..... ایکسٹو..... !" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔"

"فرہان اسپیکنگ سر" اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ..... یس فرہان۔ کہو کیسے ہو.... ؟

"ٹھیک ہوں جناب۔"

"کیا بات تھی.... ؟ ایکسٹو کا لہجہ یک دم خشک ہو گیا۔

"چند اہم اطلاعات، دینا چاہتا ہوں جناب۔!

"فرہان.... ! ایکسٹو کا لہجہ مزید سخت ہو گیا... جو کچھ بلا کم و کاست کہہ دیا کرو..... میں تمہید پسند نہیں کرتا... کیا تم سمجھ گئے ہو۔ ؟"

"یس سر..... میں آئندہ محتاط رہوں گا..... یہ کہکر وہ گزرے ہوئے واقعات کی تفصیلی رپورٹ پیش کرنے لگا۔"

"ہوں..... ایکسٹو غرایا..... تم نے خاصی اہم معلومات بہم پہنچائی ہیں۔"

"وہ لوگ مشن مکمل کر کے روانہ ہو چکے ہیں جناب! فرہان نے کہا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس قسم کا مشن تھا۔ ایکسٹو کا لہجہ اب بھی سپاٹ ہی تھا۔"

"نہیں جناب۔ جتنی گفتگو ان کے درمیان ہوئی تھی وہ آپ کے سامنے عرض کر دی۔" فرہان نے جلدی سے معذرت پیش کر دی۔"

"خیر میں دیکھتا ہوں۔"

"اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔"

"فی الحال کچھ نہیں... آرام کرو..... !

"شکریہ جناب..... کیا میں اس مشن کے بارے میں دریافت کر سکتا ہوں۔ ؟ فرہان نے جھجکتے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔"

"فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جلد ہی تمہیں اس کے متعلق معلوم ہو جائے گا۔ شاید اب تمام ممبروں کو ایک خونی مشن پر روانہ ہونا پڑے میرے اگلے حکم کا منتظر رہنا۔" ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔"

فرہان نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور ایکسٹو کی پراسرار شخصیت میں محو ہو گیا۔ آخر ایکسٹو کیا بلا ہے..... جس سے دنیا بھر کے مجرم کانپ

اُٹھتے ہیں۔" وہ کون ہے . . . . . ؟ وہ اپنے ممبران کے سامنے کیوں نہیں آتا . . . . ؟"

غرضیکہ وہ ایکسٹو کے متعلق سوچتا رہا اور پھر چونک کر وہ اپنے کپڑوں کو دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے ہونٹوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر . . . . ."

وہ اسی کیفیت میں باتھ روم کی جانب بڑھ گیا . . . !

"لیس مَیے علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی آکسن
ث گوروا سپوری اینڈ پرنس آف ڈھمپ آپ سے مخاطب ہوں
ر آپ کون صاحب ؟" عمران نے ریسیور اٹھا کر کہا۔
"سنجیدہ ہو جاؤ عمران، خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔ اب تو تم چپ
ہے ہو۔ میری بات سنکر تمہیں رونا بھی پڑے گا۔" سر سلطان کی
ہنتی ہوئی آواز سنائی دی جسے سنکر عمران چونک پڑا۔"
"آپ یہی کہنا چاہیں گے کہ حسب معمول پھر کوئی تنظیم پاکیشیا
ں وارد ہوئی اور کباڑہ کر کے چل دی۔" عمران نے کہا۔
"ل . . . . لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا۔" سر سلطان کے لہجے میں تحیرّ
ا جلبک واضح تھی۔"
"مجھے جو کچھ معلوم ہے آپ اُسے چھوڑیں اور بتائیں معاملہ کیا ہے ؟
ران نے جلدی سے کہا۔

"اب بیٹے عمران غضب ہوگیا۔۔۔ ایک دفعہ پھر پاکیشیا تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے" سر سلطان نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا آپ پہلے اپنا غم ہلکا کرلیں۔ بعد میں مجھے فون کر لیجیئے گا" عمران نے منہ بنا لیا۔

"گدھے تمہیں کیا معلوم سیکرٹ سروس کتنی بدنام ہو چکی ہے۔ موجودہ کیس میں۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ بتاتے کیوں نہیں معاملہ کیا ہے" عمران جھنجھلا گیا۔

"سنو بیٹے۔۔۔۔ بلغزاریہ کی وائی فور تنظیم ایک دفعہ پھر پاکیشیا میں داخل ہوئی اور اپنا مقصد پورا کر کے چلی گئی ہے۔۔۔ ٹھہرو میں تمہیں تفصیل سے ساری بات سمجھاتا ہوں۔۔۔" جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حال ہی میں شمال مشرقی سرحدی علاقہ جو کہ مزید آگے جا کر بلغزاریہ کی سرحد سے جا ملتا ہے، اور جہاں سے پہاڑی علاقے کا آغاز ہوتا ہے ان پہاڑی علاقوں سے ایک نہایت قیمتی اور انوکھی قسم کی دھات دستیاب ہوتی ہے۔ یہ ہلکے نیلے رنگ کی نہایت ہی ٹھوس دھات ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت پر ریسرچ کرنے سے یہ انکشاف ہوا کہ یہ دھات دوسری دھاتوں سے زیادہ ٹھوس ہے اور اس پر کسی قسم کا ایموشن اثر انداز نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں سائنسدانوں نے ان کے متعلق دعویٰ سے کہا ہے کہ یہ دھات بم پروف بھی ہو سکتی ہے چنانچہ اس کے فوراً بعد حکومت پاکیشیا نے تجربہ کار ماہرین اور انجینئرز اس کے

حصول کے لئے سرفیے ہلز پر روانہ کردیئے۔ لیکن ابھی کل ہی کی بات ہے کہ سرفیے چیف انجینئر علی رضا نے ایک نہایت بری اطلاع بھیجی ہے کہ رات کے دوسرے پہر شمال کی جانب سے کئی شعلے چمکے، اور تمام لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ صبح مرنے والوں کی حالت دیکھتے ہی حیرانگی ہوئی، کہ ان کی لاشیں سیاہ رنگت اختیار کر گئی تھیں بمشکل چیف انجینئر جان بچانے میں کامیاب ہوا۔ اس کے ساتھ ہی نئی اطلاع نے ہمیں مزید بوکھلا دیا، کہ اب "سرفیے" ہلز پر بلغزاریہ کی کالی تنظیم وائی فور کا تسلط ہے۔ اب بلغزاریہ کی جانب سے کھلم کھلا دعویٰ کر دیا گیا ہے کہ جس مقام سے یہ دھات جس کا نام سائنسدان نے "بلوٹینیم" رکھا ہے، دریافت ہوئی ہے۔ وہ مقام بلغزاریہ کے سرحدی علاقہ میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دھات یعنی بلوٹینیم پر ان لوگوں کا حق ہے۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ سراسر بے بنیاد اور غلط ہے۔۔۔ لیکن اب ایسے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ محض اپنی سائنسی طاقت کے گھمنڈ میں ایسی ناانصافیوں پر اتر آئے ہوں۔ سراسر زیادتی کی ایک مثال گذشتہ کیس ہے۔" اب جبکہ وائی فور اپنے ناپاک ارادے یعنی سرفیے ہلز پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ مجھے صدر مملکت نے بھی خوب سرزنش کی ہے۔ کہ پاکیشیا میں ایکسٹو کی موجودگی میں دشمن ہمیں شکست سے دوچار کر گیا۔" اب بتاؤ عمران میں کیا کروں سب لوگوں کی نظریں ہم پر ہیں۔۔۔" سر سلطان کی آواز بھرّا گئی تھی۔

اس گفتگو سے عمران کے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے۔ اس نے اب تک جو کچھ سوچا تھا حالات اس کے برعکس نکلے۔"

"پھر تم نے کیا سوچا ہے عمران ۔ ۔ ۔ ۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ وائی فور کافی عرصے سے پاکیشیا میں مقیم رہی اور حتیٰ کہ اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب بھی ہوگئی۔ اور ۔ ۔ ۔"

سرسلطان بولے۔

"اور سیکرٹ سروس کو ہوا تک نہ لگی" عمران نے ان کا فقرہ مکمل کر دیا۔

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے اب تک کچھ نہیں سوچا ہے۔"

"غالباً آپ نہیں جانتے کہ کچھ عرصہ قبل مجھے وائی فور کے چیف بیرو ونگ فیلڈ کی آمد کی سن گن مل گئی تھی۔ اس لئے میں موت کے منہ سے بچ گیا" عمران بولا۔

"کیا مطلب" سرسلطان کے لہجے میں تحیر تھا۔

ان کے اس سوال کے جواب میں عمران نے تمام حالات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔

"مجرموں نے مجھے صرف اس لئے ہیرلڈ ہاؤز میں الجھا دیا تھا کہ وہ لوگ آسانی سے اپنا مشن مکمل کر سکیں۔"

"پھر اب کیا کیا جائے عمران ۔ ۔ ۔؟" سرسلطان کی آواز سے فکرمندی مترشح تھی۔

"میں سوچتا ہوں جناب کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ویسے میرے ذہن میں ایک سکیم کا کچھ خاکہ ہے ، اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے ہی میں آپ کو کچھ بتا سکوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ فی الحال آپ مجھے اجازت دیجئے تاکہ مزید غور کر سکوں۔"

"خدا تمہیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔" سرسلطان کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"فی الحال حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں" عمران نے پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر قبل ملٹری کا ایک دستہ سرفے ہلز کی جانب روانہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن صدر مملکت نے فوری طور پر حالات سے نپٹنے کا حکم دے دیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ کام ملٹری انٹیلی جنس کے بس کا نہیں ہے۔ دشمن ہم سے طاقت میں کئی گنا زیادہ ہے۔ اب اگر حالات سے نپٹا جا سکتا ہے تو وہ محض عقل و دانش کے استعمال سے، ورنہ نہیں۔" سرسلطان نے بتایا۔

"ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہو سکتا ہے" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔"

جب وہ واپس پلٹا تو اس کی پیشانی پر فکر و تردد کی کئی تہیں چڑھی ہوئی تھیں۔"

وہ صوفے پر بیٹھا اور پشت سے ٹیک لگا کر گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔"

یہ سروے ہلز تھیں"

خشک پہاڑیوں کا یہ سلسلہ انتہا پیچیدہ اور دشوار گزار تھا۔ اگر کسی طیارے پر سوار ہو کر ان پہاڑیوں کی طرف دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا کسی مصور نے زمین پر طویل و عریض کنوس پھیلا رکھا ہے جس پر وہ کسی انجانی دنیا کی تصویر بنا رہا ہے"

پہاڑی وار درجہ بدرجہ اوپر اٹھتی ہوئی پہاڑیوں کا دامن فضا ہے۔ اکسی بہت بڑے گول برتن کا پیندا دکھائی دیتا ہے.... ان پہاڑیوں کے مناظر قطعاً رومانوی نہیں تھے، بلکہ انہیں دیکھ کر ایک عجیب سا تاثر اعصاب پر سوار ہونے لگتا ہے۔ گویا کسی دیوپیکر عفریتوں کا مسکن رہا ہو۔"

دُور افق کی گود میں رات بسر کرنے کے لئے شہنشاہِ خاور آہستہ آہستہ اتر رہا تھا۔۔ اگرچہ غروبِ آفتاب کا منظر انتہائی

ح افزا ہوتا ہے۔ لیکن سروے ہلز میں وہی منظر بڑوں کو ہلا دینے والا تاثر اکرتا ہے۔!

اس وقت تیئس ۲۳ آدمیوں کی ایک جماعت غروبِ آفتاب کے منظر ، لاپرواہ آگے بڑھ رہی تھی۔

کچھ فاصلے پر دکھائی دینے والی چٹان ان کی منزل تھی۔

تیئس افراد پر مشتمل اس پارٹی میں سیمی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹ ے۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر پہنچنا چاہتے تھے۔

پہاڑی کی چوٹی پر وائی فور نے ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ بنا رکھا تھا۔ ما۔ ئے وہ کسی کو بھی قرب و جوار میں پھٹکنے تک نہ دیتے تھے۔

ظاہر ہے نشیب میں دکھائی دینے والا پلک جھپکتے ہی نشانہ بن جاتا ا۔ یہ پارٹی غالباً اس چوٹی کو فتح کرنے جا رہی تھی۔

پہاڑی کی اس چوٹی کا نام "وائی فور" نے زیرو پوائنٹ رکھا تھا تسمیہ نہ جانے کیا رہی ہوگی۔ انہیں اسی زیرو پوائنٹ کو صاف ا تھا۔

زیرو پوائنٹ کے اردگرد پھیلی ہوئی پہاڑیاں یلوٹیم دھات کے ا خزانے سے بھرپور چیدہ چیدہ پہاڑیاں" وائی فور" کے قبضے میں پہنچ ا تھیں"

اس پارٹی سے چند قدم آگے ایک طویل قامت شخص بڑی ہوشیاری

سے دائیں بائیں دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ غالباً یہی پارٹی لیڈر تھا۔

پارٹی کا یہ ممبر خاموشی سے زیرو پوائنٹ پر نگاہ جمائے چٹانیں پھلانگ رہا تھا...... وہ لوگ پہاڑی نشیب و فراز میں الجھتے آگے بڑھ رہے تھے۔ بار بار ان کی نظریں مطلوبہ پہاڑی کی جانب اٹھ جاتی تھیں، جہاں نہ جانے کتنے خطرات منہ پھاڑے ان کے منتظر تھے۔ نہ جانے پہاڑیوں کے اس پار کیا ہوگا؟ اور ان کو کس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا...؟ اس جماعت کا ہر فرد برین گن سے لیس تھا۔ ان کے سر پر فولادی ٹوپیاں تھیں، پیروں میں ربڑ کے لانگ بوٹ تھے۔ ہر ایک خاموشی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

سورج غروب ہو چکا تھا، اور ہر طرف تاریکی پھیلتی جا رہی تھی۔ یہ نوجوان بدستور آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی ان کی منزل کافی دور تھی۔ اگرچہ خاصا اندھیرا چھا گیا تھا۔ تاہم کسی ایک کے قدموں میں لغزش نہیں تھی...... ٹارچ استعمال کرنے سے وہ پرہیز کر رہے تھے۔ کہ روشنی دشمن کو ان کی طرف متوجہ کر سکتی تھی۔

وہ مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر عزم و ارادے کی پرچھائیاں تھیں۔ وہ ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کو تیار تھے۔ ان کا ہر قدم ایک نئے عزم کے تحت اٹھ رہا تھا۔ چلتے چلتے اچانک ان کا لیڈر رک گیا۔

"کیا بات ہے عارف تم رک کیوں گئے؟" ایک ساتھی نے دریافت کیا۔

"منزل قریب ہے تم سب لوگ چوکنے ہو جاؤ اور برین گنوں کو پوزیشن میں لے لو۔ ہمارا مقابلہ ایک مکار دشمن سے ہے، ممکن ہے اچانک مڈبھیڑ ہو جائے۔" لیڈر نے جواب دیا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہمیں اب مستعد ہو جانا چاہیے۔" اس کا ساتھی بولا۔ اور پھر سب لوگ برین گنوں کو پوزیشن میں لیے ہوئے قدم آگے بڑھانے لگے۔

"سب بکھر کر آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔" لیڈر نے حکم دیا۔

فوراً ہی سب لوگ تین تین چار چار کی ٹولیوں میں بکھر گئے۔

"کاشن ملنے سے پہلے تم میں سے کوئی بھی من مانی نہیں کرے گا" لیڈر نے تنبیہہ کی۔

اب ان کی منزل تقریباً ایک فرلانگ رہ گئی تھی۔ مزید قریب پہنچتے ہی اچانک...!

ان کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ سب کی نظریں اس پہاڑی کی چوٹی پر مرکوز ہو گئیں۔ وہاں سے سرخ لائیٹ کے ذریعے ان کی جانب روشنی پھینکی گئی تھی۔ یہی وہ وقت تھا، جب وہ لوگ پھرتی سے چٹانوں پر لیٹ گئے۔ سرخ لائیٹوں کی روشنی ادھر

اُدھر منڈلاتی رہی۔ لیکن ان کا کوئی ساتھی بھی لائیٹ کی زد میں نہ آ سکا۔ سرخ لائیٹوں کا حصار چکراتے چکراتے ایک جگہ ساکت ہوگیا اور چند ثانیوں بعد ایک مرتبہ پھر پہلے کی طرح اندھیرا اچھل گیا۔ گہری تاریکی میں وہ لوگ تیزی سے دوبارہ متحرک ہوگئے۔ اور چٹانوں پر رینگتے ہوئے آگے کی جانب بڑھنے لگے۔"

ابھی وہ بمشکل پندرہ گز ہی آگے پہنچے ہوں گے کہ سرخ لائیٹیں دوبارہ روشن ہوگئیں۔ لیکن اس مرتبہ روشنی کا حصار دیکھ کر انہیں متعجب ہونا پڑا۔ چوٹی پر لگی ہوئی سرخ لائیٹیں جو تعداد میں سات یا آٹھ رہی ہوں گی اب ان کا موونگ ایکشن (
بدل گیا تھا۔ بظاہر وہ بغیر کسی بیرونی مداخلت کے چوٹی پر بلند ہونے لگیں۔ ان کو کنٹرول کرنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ ایک عجیب وغریب سے اسٹینڈ کے ذریعہ فضا میں بلند ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ تمام سرخ لائیٹیں بلند ہوتے ہوتے قریباً پندرہ فٹ کی بلندی پر فضا میں معلق ہوگئیں۔"

وہ لوگ قریبی پہاڑی کی ڈھلان کے نزدیک پہنچنے کے لئے تیزی سے رینگنے لگے۔ روشنی سے محفوظ رہنے کے لئے انہیں اسی پہاڑی کی تہہ میں روپوش ہونا تھا۔ کیونکہ ان کے سروں پر منڈلانے لگی تھی۔ وہ سب کچھ فاصلے سے مسلسل آگے بڑھتے چلے گئے۔

لائیٹیں تیزی سے قریبی آدمیوں کی طرف بڑھیں، وہ لوگ تڑپ کر آگے بڑھے۔ لیکن آخرکار سرخ لائٹ کی روشنی نے تین آدمیوں کو چھو لیا۔ اس کے باوجود مسلسل رینگتے رہے۔

اچانک۔۔۔؟

چوٹی کی جانب سے کئی شعلے ان کی طرف لپکے اور چٹانیں پے در پے دھماکوں سے کپکپا اٹھیں۔"

یہ دھماکے غالباً مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ کے تھے۔ اور پھر۔۔۔۔؟ اس کے ساتھ ہی دھماکوں میں تین انسانی چیخیں بھی شامل ہوگئیں۔" اس کے چند ثانیوں بعد دھماکوں کے ساتھ ہی چیخیں بھی معدوم ہوگئیں۔

باقی جوان اپنے تین ساتھیوں کی لاشوں کو پیچھے چھوڑ کر ڈھلان تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔

"فائر۔۔۔۔۔! اچانک لیڈر چیخا"

اس کے ساتھیوں نے برین گنوں کا رُخ چوٹی کی جانب پھیر کر بولٹ کھینچ دیا۔

مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے پہاڑیاں لرزہ براندام ہوگئیں۔ دوسری طرف سے فوراً ہی ری ایکشن ہوا اور کئی شعلے چمکے۔۔۔۔۔ دھماکے ہوئے اور۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ پھر ان دھماکوں کا ساتھ دردناک انسانی چیخوں نے دیا۔۔ کئی انسانی چیخیں۔!

اب وہ صرف چھ آدمی تھے۔ صرف دس منٹوں کے وقفے میں ان کے چوبیس ساتھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

باقی ماندہ پانچ افراد کے چہرے موت کے خوف سے زرد ہو رہے تھے۔ لیکن چھٹا آدمی جو کہ ان کا لیڈر عارف تھا، اس کے چہرے پر کسی قسم کے آثار نہ تھے۔ اس نے سپاٹ چہرے سے بچے کھچے افراد نے بائیں جانب بڑھنے کا اشارہ کیا۔"

روشنی ایک مرتبہ پھر چمکی۔ لیکن وہ لوگ جلدی سے نیچے جھک گئے اور روشنی کی مہران کے سر کے قریب سے گزر گئی۔ اچانک پھرتی سے عارف پلٹا۔ عین اسی وقت ایک سرخ لائیٹ کا رخ اس کی جانب ہو۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور ہاتھ میں دبی ہوئی برقی گن کا بولٹ کھینچ دیا۔ گن کے دہانے سے لاتعداد گولیاں نکلیں، اور چوٹی پر نصب تین سرخ لائیٹوں پر پڑیں۔ دھماکے سے سرخ لائیٹ تباہ ہو گئیں۔ لیکن اتنی دیر میں وہ ایک اور سرخ لائیٹ کی روشنی میں نہا چکا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ لیکن عین اسی ثانیے کئی دھماکے ہوئے، اور اس کا جسم مشین گن سے نکلنے والی گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ لیکن یہ کیسی گولیاں تھیں.... وہ چونک پڑا۔ گولیوں کی اپنی کوئی خاص ٹھوس شکل نہ تھی۔ بس انگارے تھے جو اُسے اپنے جسم پر اثر انداز ہوتے ہوتے محسوس ہوئے اور ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں اسے یوں معلوم ہوا جیسے

انگارے اس کے جسم سے ٹکراتے ہی سیال کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ کھولتے ہوئے سیال کی مانند..... اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم پر سرخ چیونٹوں نے دھاوا بول دیا ہو، اور وہ اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہی ہوں۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اور زمین پر آ رہا۔ اچانک اس کا ہاتھ گھڑی کی چابی کی جانب رینگ گیا۔ تکلیف شدت کی آخری حدود کو چھونے کی کوشش میں مصروف تھی۔ وہ موت سے کشمکش کر رہا تھا۔ آخر کار اس نے چابی کو باہر کھینچ لیا اور آہستہ آہستہ گھٹی گھٹی آواز میں بولنے لگا۔"

"ہیلو...... ہیلو... عارف کالنگ... ہیلو....

ہیلو....."

"ہیلو عارف میں چیف بول رہا ہوں۔ تمہاری آواز کیوں لرز رہی ہے؟

کے چیف کی دھاڑ سنائی دی۔"

"سر...... تمام لوگ..... مم..... مر گئے.... مم....

میں بھی...... مم..... مم..... مر رہا ہوں... مجھے یوں...

یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جسم میں...... انگا... انگارے....

ل..... لوٹ..... آہ..... اوہ... خدا... جا... جا...."

اس کے بعد وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ کیونکہ زبان پر موت کی مہر لگ گئی تھی... اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔"

"عارف... بولو... عارف تم چپ کیوں ہو گئے... ہیلو۔"

چیف دھاڑا۔ وہ کتنی دیر تک مسلسل بڑتا رہا اور پھر آواز اس کی بند ہوگئی۔"

دوسرے پانچ افراد سہمے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے اپنے لیڈر عارف کی اکڑی ہوئی سیاہ لاش دیکھی تو خوفزدہ ہوگئے۔ "شاید انہیں اپنی موت کا یقین ہوگیا تھا۔"

اچانک سرخ لائیٹ ان کے سروں پر لہرائی۔ گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کے عالم میں انہوں نے ہر قسم کی احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر سرپٹ دوڑنے لگے دھاکے ہوئے اور ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے گر پڑے۔ کچھ وقفے کے بعد ان کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے قبل ان کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ یعنی ان کی لاش کی رنگت بھی سیاہ پڑگئی۔ اب وہاں چٹانوں پر دور تک تیس لاشیں نظر آرہی تھیں ...... بھسم لاشیں ...!

سرخ لائیٹس کچھ دیر تک ایک ایک لاشیں کا جائزہ لیتی رہیں۔ پھر آخری لاش پر روشنی پڑنے کے بعد پیچھے سرکنے لگیں اور آخر کار چوٹی پر پہنچتے ہی بجھ گئیں۔ اب وہاں دوبارہ ہولناک سناٹے کا دور دورہ تھا۔ یہ پہاڑی اس وقت تیس انسانی لاشوں کا مدفن بن گئی تھی۔"

"کون ہو تم؟" سنتری نے گھورتے ہوئے سامنے کھڑے ہوئے بھاری آدمی سے کہا۔"

"نمبر نائین۔" بھاری آدمی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کوڈ پلیز۔"

"سکائی از ریڈ۔"

"اوہ یس۔" یہ کہتے ہوئے سنتری نے گیٹ کھول دیا۔"

"بے وقوف آدمی گیٹ بند مت کرنا۔" اندر داخل ہوتے ہی موٹا آدمی غرایا۔"

"کیوں۔" سنتری اس پر پلٹ پڑا۔"

"باس آرہے ہیں۔" موٹے کا لہجہ بدستور خشک رہا۔"

"اوہ ..... تو یوں کہو نا ...۔" سنتری کے ہونٹ سکڑ گئے۔"

اسی لمحے دو رُخی چٹانیں کاٹ کر بنائے ہوئے درّے سے گزرنے والی سڑک پر کار نظر آئی۔ یہ سُرخ رنگ کی امپالا تھی۔ جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل شخص بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر صرف ایک نقاب پوش بیٹھا تھا۔ کار قریب آئی، تو معلوم ہوا کہ اس کے تعاقب میں دو ساڑھے تین ہارس پاور کے موٹر سائیکل بھی ہیں۔ جن کے سوار بھی بھاری جسموں والے مقامی آدمی تھے۔ دونوں آدمیوں کے ہوسٹروں میں ریوالور لٹکے ہوئے تھے۔ اور موٹر سائیکل کے ہینڈل پر عجیب قسم کی گن تھی۔ جس کا میکنیزم شاید موٹر سائیکل ہی میں نصب تھا۔ دونوں شخص سُرخ امپالا میں بیٹھے ہوئے نقاب پوش کے باڈی گارڈز تھے۔"

کار کے نزدیک آتے ہی سنتری کی ایڑیاں بج گئیں، اور وہ مؤدب ایک جانب ہٹ گیا۔ کار رن سے آگے نکل گئی۔ اس کے پیچھے بدستور باڈی گارڈز موجود تھے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ کٹی پھٹی چٹانوں کو عبور کرتے ہوئے ایک کراسنگ پر آگئے چوراہے کو عبور کرتے ہی ایک سلیٹی سُرنگ دکھائی دی۔ اس سُرنگ سے گزر کر زیرو پوائنٹ ہل اسٹیشن تھا۔ سردے ہلز کی پشت پر واقع یہی دشمن کا ناقابلِ تسخیر قلعہ تھا۔ یہیں سے سردے ہلز کی نگرانی کی جاتی تھی۔

یہ نقاب پوش وائی فور کا چیف ہیوڈنگ فیلڈ تھا۔ بلوٹنیم

کے بارے میں اطلاع ملتے ہی اس نے اپنے کچھ ماتحت سردے ہلز پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ ان لوگوں کے کام سے فارغ ہوتے ہی ہیوڈنگ فیلڈ اپنے نئے تجربہ کار کارکن ان پہاڑی علاقوں پر متعین کر دیئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی پاکیشیا کو خیرباد کہہ کر تھوڑی دیر قبل بلغزاریہ پہنچا تھا۔ اس وقت وہ اپنے سرحدی علاقے کی پہاڑیوں میں موجود تھا۔ ان پہاڑیوں کا سردے ہلز سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تاہم زیرو پوائنٹ کے ایک طرف بلغزاریہ اور دوسری طرف پاکیشیا کی سرحدیں شروع ہوتی تھیں۔"

یہ چھوٹا سا خطہ کٹا پھٹا اور ناہموار تھا۔ یہی وہ خطہ تھا جس کے بہانے بلغزاریہ نے یہ ادہم مچایا تھا، کہ سرحدی پہاڑی علاقے سے برآمد ہونے والی دھات ان کی میراث ہے۔ اور ان کا سرحدی علاقہ ہی ہے۔ جہاں سے دھات ملی ہے۔ سردے ہلز کو کنٹرول کرنے والا پہاڑی دہانہ قریب آگیا۔ جس پر مسلح گارڈز متعین تھے۔"

کار کے رُکتے ہی ایک گارڈز نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ اور نقاب پوش تیزی سے باہر نکل آیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی اسے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار کو بائیں سمت موڑا اور گاڑی اسی جانب بڑھا لے گیا۔"

سیاہ پوش لاپرواہی سے چلتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔

جیسے ہی وہ اندر گھستا ایک زبردست گڑگڑاہٹ ہوئی اور غار کا راز بند ہوتا چلا گیا۔ یہ غار اندر سے کافی وسیع و کشادہ تھی۔ اس کی دیواریں بڑے ماہرانہ انداز سے کاٹ کر ہموار کی گئی تھیں۔ دیواروں کے دونوں طرف کچھ فاصلہ چھوڑ کر ترچھے قمقمے لگائے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے غار میں داخل ہونے ہی اس بات کا اندازہ لگانا ایک اجنبی کے لئے محال ہو جاتا، کہ وہ کسی غار میں چل رہا ہے۔ برقی قمقموں نے دن رات کی تخصیص ختم کر دی تھی۔

وہ تنہا چلتا ہوا ایک کمرے کے قریب پہنچا۔ جونہی وہ دروازے کے قریب پہنچا۔ دروازے کے دونوں فولادی پٹ کے رُخ ہلتے چلے گئے اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی ایک فولادی چادر نما دیوار اس کی منتظر تھی لیکن جیسے ہی وہ اس کے نزدیک پہنچا، فولادی دیوار دائیں بائیں سمٹنے لگی۔ اب وہ ایک وسیع ہال میں تھا۔

یہاں پر کئی دوسرے نقاب پوش موجود تھے۔ اُسے دیکھتے ہی سب نقاب پوش اپنی کرسیوں سے مؤدبانہ کھڑے ہو گئے۔

نو وارد نقاب پوش نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی کی جانب بڑھ گیا۔

"ہوں ۔ ۔ ۔ اب کیسے حالات ہیں ۔ ۔ ۔؟" وائی فور کے چیف ہیو ونگ فیلڈ نے پوچھا۔

"سب حالات مکمل طور پر ہمارے حق میں ہیں۔" ایک نقاب پوش نے جواب دیا۔

"مکمل بات کیا کرو بلیک برڈ!" ہیو ونگ فیلڈ غرایا۔

"ررر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رائیٹ سر۔" بلیک برڈ ہکلایا۔ "کافی خونریزی کے بعد سیکرٹ ویلز پر ہمارا مکمل قبضہ ہو گیا ہے۔ پوائنٹ فور پریم نے اپنے آدمی متعین کر دیئے ہیں۔"

"نمبر سکس کا کیا بنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔؟ وہ ابھی تک نہیں پہنچا ہے۔ حالانکہ میں نے اسے فوری طور پر پہنچنے کو کہا تھا۔" ہیو ونگ فیلڈ کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"اُسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے جناب!" بلیک برڈ بڑبڑایا۔

"وہاٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔! بلیک برڈ کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے پہیلیوں سے چڑ ہے۔" ہیو ونگ کٹکھنے کتے کی طرح غرایا۔

"باب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باس معاف ۔ ۔ ۔ ۔ کر دیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دراصل جب میں نے ویژن سکرین پر نمبر سکس کو آپ سے گفتگو کرتے سنا تھا تو اس کے بعد مجھے وہاں ایک اجنبی شخص کی شبیہہ نظر آئی تھی۔ وہ نمبر سکس کو چیک کر رہا تھا۔ شاید اس نے نمبر سکس اور آپ کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن لی ہو۔ حالات دیکھتے

ہوئے میں نے سکرین پر فرسٹ ریڈ تھری فور ر ، کا بٹن
دبا دیا تھا۔ نتیجتاً نمبر سکس کی بیلٹ میں چھپا ہوا مخصوص بم پھٹ گیا۔ اس کے چیتھڑے اڑ گئے۔" بلیک برڈ نے تفصیل سناتے ہوئے کہا۔"

"اوہ۔۔۔۔ تو گویا تم لوگ اب دنیا کے عظیم الشان گدھوں میں شمار ہونے لگے ہو۔" ہیوونگ فیلڈ کی آنکھوں میں غصے کے چراغ روشن ہو گئے۔"

"لگ۔۔۔۔ کیوں باس۔" بلیک برڈ کی آواز خوف سے لرز رہی تھی۔"

"تم اول نمبر کے گدھے ہو بلیک برڈ۔۔۔۔۔ تم اسی وقت اس کتے کے پلے کے تعاقب میں اپنا کوئی آدمی روانہ کر دیتے یا اُسے بھی ختم کر دیا ہوتا۔ کیا تم اپنے عہد کے عظیم گدھوں میں شمار نہیں ہوتے" ہیوونگ فیلڈ دھاڑا۔"

"مم۔۔۔۔ سوری باس غلطی ہو گئی۔" بلیک برڈ گڑگڑانے لگا۔"

"نہیں تمہارا جرم قابلِ معافی نہیں ہے۔ میں اندازے کی غلطی پر بھی معاف کرنے کا عادی نہیں ہوں سمجھے۔" وہ غرایا۔"

"صرف ایک مرتبہ باس۔۔۔۔ صرف اس دفعہ معاف کر دیں۔"

"گارڈز۔۔۔" ہیوونگ فیلڈ دھاڑا۔"

"یس باس۔۔۔" فوراً ہی تین گارڈز آ دھمکے۔"

"لے جاؤ اِسے اور الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلا دو۔" ہیوونگ فیلڈ کے لہجے میں بے پناہ درندگی تھی۔"

"رائٹ سر۔۔۔ گارڈ بلیک برڈ کی جانب بڑھ گئے۔ بلیک برڈ بلک بلک کر زندگی کی بھیک مانگتا رہا۔ مگر ہیوونگ فیلڈ کا دل موم نہ ہوا۔"

آخر کار گارڈ اسے دھکے دیتے ہوئے ہال سے نکل گئے۔"

ہیوونگ فیلڈ نے خونی نظروں سے دوسرے نقاب پوشوں کی جانب دیکھا جیسے بلیک برڈ کو سزا دینے کے بعد ان کے چہروں پر ردِ عمل دیکھ رہا ہو۔"

اچانک اس کی کرسی پر لگا ہوا ٹرانسمیٹر کا بلب اسپارک کرنے لگا۔" اس نے جلدی سے ایک بٹن دبا دیا۔۔۔۔ فوراً ہی ایک آواز سنائی دی۔"

"ہیلو۔۔۔۔۔۔ ہیلو باس، نمبر سکیٹن اسپیکنگ ہیلو اوور۔"

"ہیلو سکیٹن۔۔۔۔۔ باس اٹینڈنگ۔۔۔۔ وٹ از دی میٹر اوور۔"

"مشرق کی جانب سے کئی آدمی میں سر دے ہلز کی جانب آ رہے ہیں اوور۔"

"اوہ ٹھہرو میں خود آرہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" وہ بولا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔"

"جیکال تم میرے ساتھ آؤ" ہیوونگ فیلڈ بولا۔ فوراً ہی ایک آدمی اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔"

ساتھ والے کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک لفٹ میں سوار ہو گئے اور لفٹ ایک جھٹکے سے اوپر کی جانب روانہ ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد لفٹ رک گئی اور وہ دونوں نیچے اُترے۔ پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے کیبن نما کمرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں تین نقاب پوش ان کے منتظر تھے۔ کمرے کی ایک سکرین پر پہاڑی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ حالانکہ ہر طرف اندھیرا تھا۔ مگر پھر بھی سکرین پر کئی صورتیں دکھائی دے رہی تھیں جن کے ہاتھوں میں برین گنیں دبی ہوئی تھیں۔"

"ان لوگوں کو سرخ لائیٹوں سے منسلک مشین گنوں کے ذریعے ہلاک کر دو۔" ہیوونگ فیلڈ غرایا۔"

ایک شخص فوراً ہی مشینی انداز سے حرکت میں آگیا اور کمرے میں لگی ہوئی دیو ہیکل مشین کی پشت پر لگا ہوا لیور گھمانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بٹن بھی دبا دیا تھا۔" مشین پر موجود چوکور خانہ روشن ہو گیا۔ اب اس چوکور خانے میں پہاڑی چوٹی پر سرخ لائیٹس نظر آرہی تھیں جن کے نیچے عجیب وغریب ساخت کی مشین گنوں سے ملتی جلتی گنیں نصب تھیں۔ جن کا میگنزم سرخ لائیٹس کے ساتھ فٹ تھا۔ وہ شخص ایک دم

بعد دیگرے مشین پر موجود بٹن دباتا چلا گیا۔"

اب دوسری سکرین پر پہاڑی علاقہ منور ہو گیا تھا۔ اور چلتے ہوئے ب ایک دم ٹھٹک کر چٹانوں پر لیٹ گئے تھے۔ اس نے فائر کھول دیا لیکن بے سود۔!

منظر بدلتا رہا۔ اولین ایکشن ناکام دیکھ کر اس شخص نے لیور کو تیزی ے گھما کر "سرخ لائیٹس مزید اونچی کر دیں۔" اور جونہی سرخ لائیٹوں کی زد ں تین آدمی آئے۔ اس کے نیچے لگی ہوئی گنیں چل پڑیں۔ تینوں آدمی ک جھپکتے ہی ہلاک ہو گئے۔ سرخ لائیٹوں کو کنٹرول کرنے والے لیور پر ں شخص کا ہاتھ تیزی سے متحرک تھا۔!

وقت کے ساتھ واقعات بھی بتدریج بدلتے رہے۔ آخر کار پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر سرخ لائیٹوں کے نیچے فٹ گنوں سے لاتعداد علے نکلتے رہے اور پھر۔۔۔!"

سرخ پہاڑ کا چٹانی علاقہ تین لاشوں سے اٹ گیا۔"

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہوہوہو۔۔۔ ہوہوہو۔۔۔"

ونگ فیلڈ کے شیطانی قہقہے اس کے حلق سے ابل پڑے۔"

"پاکیشیا کے کتو!۔۔۔ تم سب یونہی مر وگے۔ تم سب کی قبریں ھی نصیب نہ ہوں گی۔" تمہاری لاشیں بے گور و کفن یہیں چٹانوں پر یل کوؤں کی غذا بنیں گی۔"

اس پر ہنسنے کی دورہ پڑ گیا تھا۔" وہ کئی منٹ آپ ہی آپ بولتا

رہا۔ دوسرے نقاب پوش حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"تم بھی ہنسو۔۔۔۔۔۔ تم میرا منہ کیا تکتے ہو ہنسو۔۔۔۔ قہقہے لگاؤ۔۔۔" پاکیشیا کی تباہی پر قہقہے لگاؤ۔۔۔۔ ہاہا۔۔۔۔ ہاہا۔۔ ہو ہو ہو۔۔۔۔ ہو۔"

وہ واقعی پاگل ہو گیا تھا۔"

"ارے۔۔۔۔ ہنسو۔۔۔۔ تم ہنستے کیوں نہیں۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں ہنسو" وہ زور سے دھاڑا۔۔ ڈر کے مارے دوسرے نقاب پوشوں کے حلق سے مجبوراً مصنوعی قہقہے ابل پڑے۔۔۔۔ ہو ہو۔ ہو ہو۔۔۔۔۔"

"گدھو! پوری قوت سے ہنسو" وہ دھاڑا۔ گھبرا کر نقاب پوش افراد نے قہقہے لگانے میں اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ جس میں کھانسا بھی شامل ہو گیا۔"

"ہاں۔۔۔۔ شاباش ایسے" ہیوونگ فیلڈ خوش ہو کر بولا۔ کچھ عرصے تک کمرے میں مصنوعی اور قدرتی قہقہوں کی ہم آہنگی رہی۔۔۔ اور پھر۔۔۔۔؟

ہیوونگ فیلڈ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے ساتھی نقاب پوش کے ساتھ وہ لفٹ کے ذریعہ دوبارہ اسی ہال کمرے میں آ گیا۔ اور مختصر طور پر وہاں موجود نقاب پوشوں کو حالات سے آگاہ کیا۔ اور ان سے بھی ایک فرمائشی قہقہہ لگوایا۔

"اب تم لوگوں کو پوائنٹ فائیو سے کھدائی کا کام شروع کرنا ہے" تاکہ سرنگ کھود کر سروے ہلز کے اندرونی حصے سے ملائی جا سکے۔ سرنگ کے تیار ہوتے ہی تم لوگ وہاں سے بوٹیم دھات کو نکال کر ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ گے کیا سمجھے؟" ہیوونگ فیلڈ نے اپنے خاص احکامات جاری کر دیئے۔"

"سمجھ گئے باس۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔" ایک نقاب پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔"

"اچھا میں اب چلتا ہوں تم لوگوں میں سے جیکال مجھے تین تین گھنٹوں بعد رپورٹ دے گا۔۔۔۔ اور کان کھول کر سن لو۔۔۔ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔ بلیک برڈ کا حشر تم دیکھ چکے ہو" ہیوونگ فیلڈ خوفناک لہجے میں بولا۔"

"ڈونٹ وری باس،" جیکال نے اسے اطمینان دلانے کی کوشش کی۔"

"وش یو گڈ لک۔"

"تھینکس باس۔" جیکال جھک کر کورنش بجا لایا۔"

ہیوونگ فیلڈ تیزی سے چلتا ہوا ہال کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔"

"سر سلطان سے ٹیلی فون پر گفتگو کرنے کے بعد عمران گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اسی سوچ بچار کے عالم میں وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ اس وقت وہ وہیں موجود تھا۔ اس کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا۔ اپنے پلان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حکومت سے چند انجینئر طلب کر لیے۔"

بلیک زیرو سر پٹکتا رہ گیا، کہ عمران کچھ تو اگل دے لیکن وہ بھی ایک ہی کائیاں تھا۔ الٹی سیدھی ہانک کر ٹال گیا۔"

اس کی پلاننگ اگر ڈھنگ کی ہوتی تو کسی کو بتاتا بھی . . . وہ تو ہمیشہ الٹی گنگا بہانے کی فکر میں رہتا تھا۔ پھر اس کی پلاننگ ایسی پراسراریت لئے ہوتی ہے کہ اسے سمجھنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔"

معنوی لحاظ سے اسے سکیم کہنا سراسر زیادتی تھی۔ لیکن کیا کیا جائے

ہے۔ عمران کے ذہن سے پیدا ہونے والا ہر احمقانہ فعل کسی نہ کسی مصلحت پر ہوتا ہے۔"

دانش منزل کے وسیع کمرے میں کئی انجینئر ایک بہت بڑے ئے پر جھکے ہوئے تھے جس پر ایک مجسمے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ مجسمے کے پلو پر مختلف پیمائش لکھی ہوئی تھی۔ آڑی ترچھی لکیروں کی وجہ سے ما مجسمے میں پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ مجسمہ چار مستطیلوں اور رعوں پر مشتمل تھا۔

کچھ انجینئر عمران کی مہیا کی ہوئی فولادی دھات پر پیمائش لکھنے ، مصروف تھے۔ عمران اور بلیک زیرو لان میں کرسیاں بچھائے ہیں دیکھ رہے تھے۔"

آخر آپ کو یہ مستطیلی ڈھانچہ بنانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"؟ ک زیرو سے نہ رہا گیا۔"

"یہ سر بستہ راز ہے فرزند۔ تمہاری عقلِ ناقص نہ سمجھ سکے گی"۔ ان نے ہاتھ اٹھا کر درویشانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے آپ صرف یہ بتا دیں کہ اس کا مصرف کیا ہے"؟ بلیک زیرو ے اصرار کیا۔

"لیلیٰ کی والدہ ماجدہ کو پرانے مرگھٹ سے نکال لوں گا اور نہایت از سے اس مقدس ڈھانچے رکھ دوں گا۔ پھر میں ایک عظیم الشان زار بنا کر دفن کر دیا جائے گا۔ ابھی کل رات ہی کی بات ہے کہ لیلیٰ

کی والدہ محترمہ نے مجھے خواب میں دھمکی دی تھی کہ میں انہیں ہرگز
سے نکال کر ان کی قبر زمین و آسمان کے درمیان بناؤں تاکہ وہ زم
آسمان کے نظاروں سے محفوظ ہو سکے۔ ساتھ ہی اس نے تنبیہ بھی
تھی کہ یاد رکھو عمران اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر مجھ سے شادی کرنے
تیار ہو جاؤ . . . . بھلا پیارے صفر میں کس طرح ایک روح سے
شادی کر سکتا ہوں۔

مم . . . . . میرا تو دم ہی نکل گیا۔ اس کی یہ بات سنکر فوراً
پکار اٹھا۔ اے مادرِ لیلیٰ مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ میں آج ہ
تمہاری قبر زمین و آسمان کے درمیان بنواؤں گا۔ تو . . . . . " عمرا
کی باتوں کا چرخہ چل پڑا۔

"بس . . . . بس خدا کے لئے بس کریں۔ . . . میری توبہ جو
آپ سے کچھ پوچھوں" بلیک زیرو نے گھبرا کر کانوں پر ہاتھ رکھ
"تمہاری مرضی، میں کوئی تمہاری منتیں کر رہا ہوں کہ میری سنتے،
عمران نے منہ پھلا لیا اور خاموشی سے انجینئروں کو تکنے لگا۔

دن بھر انجینئروں کی توجہ و محنت کے بعد ایک بڑا فولاد کا
ہوا مستطیلی ڈھانچہ تیار ہو گیا۔ اس کی لمبائی ۴ گز کے قریب ہوگی،
چوڑائی یہ ڈھانچہ ڈھائی گز ہوگا۔

فولادی ڈھانچے کو لیبارٹری میں رکھوا کر انجینئروں کو رخصت
کر دیا گیا۔ اور عمران بلیک زیرو کو لے کر خود بھی لیبارٹری

لیا۔"

"تیسری الماری سے باکس نمبر تھرٹی ایٹ نکال لاؤ۔" عمران نے
بلیک زیرو کو حکم دیا۔

"کیوں . . . . ؟" بلیک زیرو نے اسے استعجابیہ نگاہوں سے
گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وقت ضائع مت کرو" عمران نے غرا کر کہا۔

"طوعاً و کرہاً۔ بلیک زیرو الماری سے باکس نمبر تھرٹی ایٹ
نکال لایا۔"

"اسی الماری سے ایک باریک فولادی چادر بھی نکال لاؤ۔ عمران
نے الماری کی طرف اشارہ کیا۔"

بلیک زیرو منہ بناتا ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھنا جالی دار چادر ہو" عمران نے پیچھے سے ہانک لگائی۔"

بلیک زیرو نے مطلوبہ باریک فولادی چادر جس میں جگہ جگہ
بے التعداد جھریاں تھیں۔ اور یہ مستطیل ڈھانچہ جتنی لمبائی چوڑائی رکھتی
تھی، عمران کو تھما دی۔"

عمران فولادی چادر لے کر مستطیل ڈھانچہ کی طرف بڑھا جو کہ اپنے
چوڑے پہلو کے بل کھڑا تھا۔ اس کے عین درمیان میں ایک سرے
سے دوسرے سرے تک درا پنج چوڑا گڑھا جو کہ ڈھانچے کے پچھلے
حصے تک چلا گیا تھا۔

قریب پہنچکر باریک فولادی چادر کو اس نے اس خلاء میں داخل کیا۔ اور نیچے کی جانب دھکیل کر اچھی طرح جما دیا۔

اب اس نے ڈھانچے کے عقبی جانب لگا ہوا کنارہ اُوپر کھینچا، بڑی آسانی سے اُوپر اٹھتا چلا گیا۔ اندرونی حصے میں کئی خانے بنے ہوئے تھے۔ جس سے مستطیلی ڈھانچہ اپنی چوڑائی سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا اور لمبائی کے بل چھ حصوں میں گویا کل رخنوں کی تعداد بارہ ہو گئی تھی۔

" جتنے بھی باکس تھرٹی ایٹ نمبر الماری میں موجود ہیں نکال لاؤ" عمران نے سنجیدہ سے کہا۔"

بلیک زیرو نے بلا کم وکاست اس کے حکم کی تعمیل کی باکس تھرٹی ایٹ سے تمام بکس جو کہ تعداد میں پندرہ کے قریب تھے نکال لایا۔"

" ٹھیک ہے ہمیں بارہ بکسوں کی ضرورت تھی جو پوری ہو گئی ہے بقیہ باکس الماری میں رکھ آؤ اور دیکھو. . . . . سپرنگ اسٹیل اور کنٹرولر چرخی بمعہ ہینڈل بھی نکالتے لانا" بلیک زیرو نے عقب سے عمران کی آواز سنی"

"بہت بہتر" بلیک زیرو نے تائید میں سر ہلا دیا جیسے وہ کچھ کچھ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا ہو۔"

اس کے جاتے ہی عمران نے باکس تھرٹی ایٹ اٹھا کر مستطیل

ڈھانچے کے خلیوں میں فٹ کرنے شروع کر دیئے۔ جب وہ آخری باکس بھی رکھ چکا تو بلیک زیرو اس کی مطلوبہ اشیائے آیا تھا"

عمران نے گردن کو جنبش دی اور منہ کو چلاتے ہوئے ایک بڑی سی فولادی پلیٹ جو کہ سپرنگ اسٹیل تھی، بلیک زیرو کے ہاتھ سے تھام لی اور ان تمام خلیوں کو جو کہ باکس نمبر تھرٹی ایٹ سے پر ہو چکے تھے)، ڈھانپ دیا اور عقبی کناروں کو پوری قوت سے کھینچ کر نیچے گرا دیا"

اب اس کی کنٹرولر چرخی کو پکڑا اور سائڈ میں لگے ہوئے گول سوراخ میں داخل کر کے گھمانے لگا۔ اس کے اسکرو کسنے کے بعد وہ بلیک زیرو کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہینڈل کی طرف متوجہ ہوا۔

چرخی کی چکور رٹی میں ہینڈل کو کسنے کے بعد اس نے اگلے حصے کی جانب توجہ دی اور عقبی جانب لگے ہوئے کنارے کو نیچے گرا دیا۔ اس کے گرتے ہی اب وہاں اگلے حصے پر چھوٹی چھوٹی جھریاں نظر آ رہی تھیں"

ان تمام کاموں سے فراغت پا کر وہ جیبیں ٹٹول کر چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔ پیکٹ ملتے ہی اس نے دو ایک پیس منتخب کیے۔ اور انہیں منہ میں ڈال کر تیزی سے جبڑوں کو حرکت دینے لگا۔

"کچھ سمجھے برخوردار"

"میرے سمجھنے یا نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

"کالے صفر تم تو لال لال مرچیں چبانے کی کوشش کر رہے ہو" عمران نے احمقانہ انداز میں دیدے گھمائے۔"

"بندہ اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا ہے" بلیک زیرو نے طویل سانس لیکر کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتے ...... بہت کچھ کر سکتے ہو .... سیاسی لیڈروں کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دو" پھر دیکھو کیسے تڑاتڑ پڑتی ہیں" عمران نے مشورہ دیا۔"

"فی الحال تو ایسا کوئی پروگرام نہیں۔"

"لگے ہاتھوں بنا ڈالو پروگرام" عمران نے پرخلوص لہجے میں اصرار کیا۔"

بلیک زیرو نے کچھ نہ کہا اور بے چارگی سے عمران کو تکنے لگا۔"

"ادھر آؤ میں تمہیں اس ڈھانچے کا میکنزم اور مقصد بتاؤں" عمران نے بلیک زیرو کا منہ پھولا دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے طویل سانس لی اور عمران کے قریب کھڑا ہو گیا۔"

"دیکھو اس ڈھانچے کے اندرونی خلیوں میں باکس نمبر تھرٹی ایٹ ہیں۔ جس میں میری مخصوص ایجاد یعنی ڈیگرا سولوشن ہے۔ سارا چکر اسی ڈیگرا سلوشن کا ہے۔"

اندرونی خلیوں کا تعلق باہر لگے ہوئے ہینڈل اور چرخی سے ہے

ان خلیوں کو پریسنگ اسٹیل سے ڈھانپا گیا ہے۔ پریسنگ اسٹیل کے بائیں طرف گول سوراخ ہے۔ جو کہ چرخی کو قابو کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اندرونی خلیے متحرک ہو سکتے ہیں۔ اگلے حصے میں بھی جھریوں دار پلیٹ لگی ہوئی ہے جو کہ فولادی پلیٹ کے متوازی لگی ہوئی ہے۔ اس کی ہر جھری درمیانی پلیٹ کے سوراخوں کے سامنے ہے۔"

ہینڈل کو گھمانے سے پریسنگ اسٹیل پریس ہوتی ہے۔ اور آگے کی سمت حرکت کرتی ہے۔ جس کے باعث اندرونی خلیے حرکت کرتے ہوئے درمیانی پلیٹ سے ٹکراتے ہیں۔ اس کے ٹکراتے ہی اندرونی خلیوں میں موجود صندوقوں کے سوراخ کھل جاتے ہیں۔ بے انتہا دباؤ کی وجہ سے درمیانی پلیٹ کی جھریوں سے سیال نکلتا ہوا اگلی پلیٹ سے ٹکرائے گا اس طرح سیال باریک سوراخوں سے چھنتا ہوا فضا میں چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔"

"لیکن یہ کس مقصد کے لئے استعمال ہو گا" بلیک زیرو نے تجسس آمیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔"

"سرنگ بنانے کے لئے کیونکہ سیال نکلتے ہی بذاتِ خود یہ ڈھانچہ ری ایکشن کے طور پر آگے بڑھتا ہے۔ اور اندرونی زمین کو کیک کی طرح کاٹتا ہوا آگے نکل جاتا ہے۔"

"لیکن اس طرح تو ہینڈل گھمانے والے کو دشواری ہو گی" بلیک زیرو بولا۔"

"کیوں ۔ ۔ ۔ ؟" عمران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ جب یہ ڈھانچہ زمین میں دھنس جائیگا تو ہینڈل گھمانیوالا اندر نہیں دھنس سکتا۔" بلیک زیرو بولا۔

"اور ۔ ۔ ۔ نہیں مسلسل ہینڈل گھمانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بس ایک مرتبہ اچھی طرح گھمانے کے بعد اگلی پلیٹ کو گرا دینا کافی ہے یہ خود بخود کام کرے گا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن سرنگ کہاں کھودنی ہے؟" بلیک زیرو بولا۔

جواباً عمران اسے آہستہ آہستہ کچھ سمجھانے لگا۔ جوں جوں وہ اسے سمجھا رہا تھا۔ توں توں بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کا مدوجزر پیدا ہو رہا تھا۔

"بہت لمبا چکر ہے۔" بلیک زیرو نے اس کی سکیم سنکر طویل سانس لی۔

"شیطان کی آنت سے بھی لمبا پیارے۔"

"اب تم اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

اپنے مخصوص کمرے میں آکر اس نے سیکرٹ سروس کے ممبر صفدر کو بحیثیت ایکسٹو خاص احکامات صادر کئے اور خود متفکرانہ انداز سے چلتا ہوا دانش منزل سے باہر نکل گیا۔

"اسے کمرے کے قریب سے گزرتے دیکھ کر وہ پھرتی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

آنے والا دروازے تک آیا اور کچھ سوچتا ہوا دوبارہ واپس چلا گیا تھا۔ دروازے کے قریب چھپا ہوا شخص ابھی دوبارہ آگے بڑھنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا، کہ باہر گیٹ پر اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ چنانچہ وہ دروازے کے قریب سے ذرا الگ ہٹ گیا اور دبے قدموں سرکتا ہوا الٹا ہی چلتا گیا۔ بیک ڈور سے ٹکراتے ہی وہ سنبھلا اور تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ قدموں میں آہٹ نزدیک آگئی۔ اس نے جھک کر باہر دیکھا تو اُسے دو آدمی نظر آئے جو فوراً ہی ڈرائنگ روم کی جانب چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی اس نے اطمینان کی ایک سانس خارج کی اور بے آواز چلتا ہوا ڈرائنگ روم والی کھڑکی کے قریب آگیا۔ ایک آنکھ

گول سے سوراخ سے لگا دی۔ اب وہ ان کو دیکھنے کے علاوہ ان کی گفتگو بھی سُن سکتا تھا۔

"ہیلو کیپٹن جمال اور فرہان صاحب کیسے مزاج ہیں؟" وہ شخص جسے وہ پہلے بھی فلیٹ میں دیکھ چکا تھا بولا۔

"اللہ کا شکر ہے۔" "تم سناؤ صفدر۔"

ان میں سے ایک جو کہ کیپٹن جمال تھا بولا۔

فرہان نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"ارے بیٹھو یار تم تو ابھی تک کھڑے ہی ہو۔" صفدر نے مسکرا کر کہا اور وہ تینوں ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ٹھہرو میں ابھی آیا تمہارے لئے کافی لاؤں۔" صفدر نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے رہنے دو، دیر ہو جائے گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ایکسٹو نے کیا پیغام دیا ہے۔" فرہان نے پوچھا۔

"وہ بھی بتا دوں گا۔ تم پہلے کافی پیو ابھی بنا کر لاتا ہوں۔ اس لئے دیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" صفدر بولا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔" کیپٹن جمال نے مسکرا کر کہا اور صفدر کمرے سے نکل گیا۔

"پراسرار شخص تیزی سے ایک جانب چھپ گیا۔ دوبارہ باتھ روم میں چھپنا مناسب خیال نہ کیا۔"

تھوڑی دیر بعد جب صفدر مسکراتا ہوا کافی کی ٹرے لے کر اندر داخل ہوا تو وہ دوبارہ کھڑکی کے نزدیک آگیا۔

"اچھا اب بتاؤ کیا بات ہے۔" فرہان اور جمال نے کافی کی پیالیاں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں سوئے بلز جانا ہے۔" صفدر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"کیوں ...؟" دونوں نے بیک وقت سوال کیا۔

"یہ تو ایکسٹو ہی جانتا ہے۔"

"آخر اس سے پوچھا تو ہوتا۔" فرہان نے کہا۔

"ارے نہیں اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ میں ایکسٹو سے جرح کرتا پھروں۔"

صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"کب جانا ہے اور کیسے جانا ہے؟" کیپٹن جمال نے یکدم دو سوال جڑ دیئے۔

"ابھی جانا ہے اور سفر غالباً بذریعہ ٹرین ہوگا۔"

"لیکن اب تو ان پہاڑیوں کی سمت کوئی ٹرین نہیں جاتی۔" فرہان بولا۔

"ہاں میں جانتا ہوں کہ شمال مشرقی پہاڑیوں سے ٹرین کی آمدورفت ختم کر دی گئی ہے۔ کیونکہ یہ پہاڑیاں بلغنداریہ کی سرحد سے جا ملتی ہیں۔"

«پچھلے دنوں ایک مسافر ٹرین کو لوٹ لیا گیا تھا۔ غالباً اسی وجہ سے اب ٹرین اس طرف سے نہیں جاتی۔» صفدر نے مسکرا کر کہا۔

«پھر۔ ۔ ۔؟» فرہان اُسے گھورنے لگا۔

«پھر یہی کہ ایکسٹو نے ہمارے لئے اسپیشل ٹرین کا انتظام کیا ہے تین بوگیوں والی یہ ٹرین دس بجے روانہ ہو جائے گی۔» صفدر نے انہیں اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

«کمال ہے آخر ایکسٹو یہ سب انتظامات کس طرح کرتا ہے۔» فرہان بڑبڑایا۔

«یہ مت سوچو کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا فرہان صاحب۔ ایکسٹو کے لئے کوئی بات بھی ناممکن نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ بہت دراز ہیں کم از کم میرا ڈیڑھ سالہ تجربہ تو یہ کہتا ہے۔» کیپٹن جمال نے ہنستے ہوئے کہا۔

«تو کیا ایکسٹو کوئی بھوت ہے۔» فرہان نے سادگی سے کہا۔ اس کی بات پر ایک زبردست قہقہہ پڑا۔

«ہاں واقعی ایکسٹو کسی بھوت سے کم نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ارے اس کے سامنے تو بڑے بڑے بھوت بھی پانی بھرتے ہیں۔» صفدر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

«اچھا اب چلیں ساڑھے نو بج گئے ہیں۔»

«سنا ہے سرے ہنر سے ایک عجیب و غریب دھات نکلی ہے۔»

زمان نے کہا۔

«ٹھیک ہی سنا ہے۔»

«یہاں پہاڑیاں کتنی دور ہیں۔» کیپٹن جمال نے پوچھا۔

«ایک اندازے کے مطابق سو میل کے لگ بھگ۔» صفدر نے جواب دیا۔

یہ گفتگو سننے کے فوراً بعد پُراسرار شخص نے کھڑکی چھوڑ دی دبے قدموں چلتا ہوا وہ برآمدے میں آیا اور پھر دیوار کو پھلانگتا ہوا تیزی سے سڑک پر چل پڑا۔ تھوڑی دور ایک کھمبے کے پاس اس کا موٹر سائیکل کھڑا تھا۔

موٹر سائیکل کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا ہیٹ قدرے ٹیڑھا کیا۔ جیب سے سگریٹ اور لائٹر نکال لیا۔ لائٹر کا بٹن دبتے ہی ایک جانب سے شعلہ پیدا ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی ہلکی سیٹی کی آواز بھی گونجنے لگی۔

«ہیلو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیلو باس نمبر سیون اسپیکنگ کم اون دی لائن کم اون دی لائن۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پلیز۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیلو ہیلو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اوور۔» دھیرے دھیرے بڑبڑانے لگا۔

«ہیلو نمبر سیون۔ باس اٹینڈنگ فرام ہیڈ کوارٹر اوور۔» لائٹر سے اس کے باس جو کہ ہیونگ فیلڈ ہی تھا۔ کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اوہ باس" ویری امپورٹینٹ رپورٹ اوور" نمبر سیون نے فوراً سے مغلوب لہجے میں کہا۔"

"بکتے چلو اوور" ہیوونگ فیلڈ غرایا۔

"ٹھیک دس بجے سیکرٹ سروس کے تمام ممبر بذریعہ اسپیشل ٹرین مرڈے ہلز کی جانب آ رہے ہیں" میں نے خود صفدر کو ایکسٹو سے فون پر بات کرتے ہوئے سنا ہے" اس کے بعد صفدر نے فون کر کے زبان اور کیپٹن جمال کو بلایا تھا۔ اب وہ لوگ تیار ہو کر روانہ ہونے والے ہیں۔ شاید تنویر وغیرہ کو راستے سے لیتے جائیں گے" یا کسی اور جگہ ملیں۔ بہر حال تمام ممبر روانہ ہونے والے ہیں۔ ویسے عمران انہیں اسٹیشن پر ملے گا۔ وہیں سے وہ سب اکٹھے ہوں گے اوور"

"اوہ گڈ رپورٹ نمبر سیون تم بہت اچھے جا رہے ہو اوور" باس کی آواز خوشی اور جوش سے لرز رہی تھی۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے اوور" نمبر سیون نے خوش ہو کر کہا"

ہیوونگ فیلڈ سے داد ملنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ شاذ ہی کسی کے کام سے مطمئن ہوتا تھا"

"سمبرو میں اپنے خاص آدمی تمہاری طرف روانہ کرتا ہوں پھر تم لوگ اکٹھے ہو کر فوراً ہی ہیلی کوپٹر کے ذریعے سمبرو ہلز سے دو میل دور ٹرین کی پٹڑی پر چلے جانا۔ میں دس ڈائنا میٹ روانہ کر رہا ہوں۔ تم

ٹرین کی لائن پر دس، دس گز کا فاصلہ دے کر ایڈجسٹ کر دینا۔۔۔ اگر پھر بھی کوئی گاڑی سے کود کر بچنے کی کوشش کرے تو اسٹین گنوں کی گولیوں پر رکھ لینا سمجھے، اوور" ہیوونگ فیلڈ نے خوفناک انداز میں کہا"

"بالکل سمجھ گیا باس یو آر گریٹ۔۔۔۔ ویری گریٹ" نمبر سیون" نے مکھن لگایا۔

"زیادہ مکھن لگانے کی کوشش نہ کرو" مجھے باتوں سے نہیں کام سے خوش کیا جا سکتا ہے سمجھے۔ اچھا اب تم مشن کے لئے تیار رہو۔ اور اسی وقت زیرو پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔۔۔" وہیں تمہاری ملاقات تمہارے ساتھیوں سے ہوگی۔ اس مشن کی کمان میں تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔۔۔۔۔ کسی قسم کی کوتاہی کا انجام تم خود سوچ لینا اوور اینڈ آل"

سلسلہ منقطع ہوتے ہی اس نے مسکرا کر لائیٹر کو جیب میں رکھا اور سگریٹ کا ایک طویل کش لے کر دھوئیں کا دبیز بادل منہ سے خارج کیا۔ اور اپنے اطراف کا جائزہ لیتا ہوا موٹر سائیکل کو اسٹارٹ کرنے لگا۔ اور پھر اس کی موٹر سائیکل ایک سمت روانہ ہوگئی۔۔۔"!

لیکن اس نے کراٹن کی باڑھ کے اس پار کھڑے ہوئے اس شخص کو نہ دیکھا جو نہ جانے کب سے اس کی گفتگو بغور سن رہا تھا"

"یہ کیپٹن سلیم تھا جو عمران کے حکم پر صفدر کے فلیٹ کی نگرانی پر لگایا گیا تھا سلیم اگر چاہتا تو بڑی آسانی سے نمبر سیون کو ٹریس کر سکتا تھا

لیکن نہ جانے کیوں اس نے ایسا نہیں کیا۔؟

نمبر سیون کے جاتے ہی سلیم کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ رقصاں ہوگئی۔ پیشانی پر فلیٹ ہیٹ بہت زیادہ جھکی ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ قدرے ہیٹ میں چھپ گیا تھا۔ سگریٹ سلگا کر وہ دھوئیں کے مرغولے چھوڑتا ہوا کرائے کی بارڈھ سے باہر آگیا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو تازہ ترین حالات سے آگاہ کر رہا تھا۔"

"عمران صاحب کہاں ہیں صفدر! تم تو کہہ رہے تھے، کہ وہ اسٹیشن پر مل جائیں گے۔ لیکن ابھی تک تو مجھے نظر نہیں آئے۔" فرمان نے اسٹیشن کے اردگرد نظر دوڑا کر کہا۔ اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبر سوائے جولیا کے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور اپنے مشن پر روانہ ہونے کے لئے مستعد۔ عمران کا نام فرمان کے لبوں پر آتے ہی تنویر نے ایسا منہ بنایا جیسے کوئی کڑوی گولی نگلنے کی کوشش میں مصروف ہو۔"

"یہیں کہیں ہوگا۔۔۔ اور وہ دیکھو پلیٹ فارم نمبر ۲ پر" صفدر نے چونک کر کہا۔"

"وہ عمران۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو شاید کسی لڑکی سے الجھنے میں مصروف ہیں" فرمان نے پلیٹ فارم نمبر ۲ کی طرف نظر دوڑا کر کہا۔ جہاں عمران کھڑا کسی لڑکی سے گفتگو کر رہا تھا۔ لڑکی کے

چہرے پر آثار چڑھاؤ دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران پر برس رہی ہے۔"

"اسے شریف لڑکیوں کو چھیڑنے کے علاوہ آتا ہی کیا ہے؟" تنویر نے ناک بھویں چڑھائیں۔

"چلو چل کر دیکھتے ہیں کہ کیا قصہ ہے؟" کیپٹن جمال نے تنویر کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

وہ سب پلیٹ فارم نمبر ۲ کی جانب جانے کے لئے سیڑھیوں کی جانب چل پڑے۔ دوسری طرف پہنچتے ہی انہیں عمران اور لڑکی کے درمیان ہونے والی تُو تُو، مَیں مَیں سنائی دینے لگی۔

"میں کہتی ہوں تم مجھے ڈارلنگ کہنے والے ہوتے کون ہو...... جاؤ اپنا راستہ لو...... ورنہ ابھی پولیس کو بلوا کر جوتے لگوا دوں گی" لڑکی ہاتھ اٹھا کر بگڑے ہوئے لہجے میں بولی۔

"بلاؤ پولیس کو..... پولیس والے تمہارے ڈیڈی لگتے ہیں جو میں اُن سے ڈروں گا......

کان کھول کر سُن لو مس گلہری مَیں صرف اور صرف تمہارے فادر سے ڈرتا ہوں اور کسی سے نہیں" عمران نے لڑاکا عورت کی طرح ہاتھوں کو نچاتے ہوئے انکشاف کیا۔"

"اوہ یو باسٹرڈ..... تم نے مجھے ڈارلنگ کیوں کہا تھا؟" لڑکی چیخی۔

"کہا ہے جاؤ کیا کر لوگی میرے ٹھینگے سے...... ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ کہوں گا" ڈارلنگ..... آخر میرا بھی تمہارے اوپر کچھ حق ہے مس گلہری خانم...... اس کا مطلب یہ تو ہرگز نہیں ہے کہ مسٹر چھٹو رام مگوندا کے ساتھ فرار ہونے کے بعد میں تم سے چند باتیں بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں تم......"

"اوہ یو نانسنس...... بلیڈی فول......! لڑکی کے منہ سے مغلظات کا طوفان امڈ پڑا۔ یہیں پر بات ختم نہیں ہوئی بلکہ اس نے اپنا سینڈل اتار کر عمران کے کھینچ مارا تھا۔ اب اسے اتفاق ہی سے کہا جا سکتا ہے کہ عین اسی وقت پلیٹ فارم پر گاڑی آگئی تھی۔ چنانچہ عمران تو پھرتی سے ایک سمت سرک گیا تھا اور سینڈل؟ وہ گاڑی میں بیٹھی ہوئی ایک موٹی سی عورت کے منہ پر لگا تھا۔ اس کے منہ سے لڑکی کی شان میں مغلظات صاف سنائی دیئے تھے۔"

"اب اپنی خیر مناؤ مس گلہری خانم۔ موٹی اماں جان تمہاری خبر لے گی"

ابھی آئے......! عمران نے کہا اور تیزی سے اپنے دوستوں کی طرف بڑھ گیا جو کہ حیرت سے اُسے تک رہے تھے۔ لڑکی قہر آلود نگاہوں سے عمران کو گھورتی رہی۔"

"چلو پیارے دوستو! جاؤ! ٹرین آگئی ہے" عمران نے انہیں ایسے انداز میں کہا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو"

"اس بے چاری کا کیا قصور تھا جو تم اس کے دشمن ہو گئے تھے۔"
تنویر نے عمران کو غصے بھری نظروں سے گھور کر کہا۔

"دیکھ لو بھائیو، عشق فرمانے کا ایک اور ڈھنگ نکالا ہے۔" مسٹر چنیر نے۔ عمران فرہان کی طرف متوجہ ہوا۔

"شٹ اپ میں لڑکی نہیں ہوں جو تم مجھے اُلّو بناؤ گے۔" تنویر نے غصے بھری آواز میں کہا۔

"کاش ایسا ہوتا۔" عمران نے ٹھنڈی سی سانس لی۔"

فرہان اور جمال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔"

ابھی تنویر اور کچھ کہنے کے لئے زبان کھول ہی رہا تھا، کہ دو عورتوں کے رلنے کی آواز سنائی دی۔ کچھ فاصلے پر وہی موٹی عورت لڑکی سے ہاتھا پائی کرنے کے لئے آستین چڑھا رہی تھی۔ فی الحال ان کے درمیان مغلظات کا تبادلہ ہو رہا تھا۔

"چلو پیارے کہیں اس حسین جھا بھارت میں اس قدر محو نہ ہو جانا کہ اصل مقصد کو ہی سرے سے فراموش کر بیٹھو۔" عمران نے صفدر کو ٹہوکا دیا۔"

پھر وہ موٹی عورت اور لڑکی کو تُو تُو، مَیں مَیں کرتے ہوئے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔"

"ارے ...... ارے اس گاڑی سے نہیں جانا وہ گاڑی پلیٹ فارم نمبر ۳ پہ کھڑی ہے" عمران نے جمال کو گاڑی کی جانب

بڑھتے دیکھ کر کہا۔

آخر وہ پلیٹ فارم نمبر ۲ پر پہنچ گئے۔ جہاں تین ڈبوں والی ٹرین کھڑی تھی۔ ایک ہائی کلاس کے ڈبے میں بیٹھتے ہی عمران نے سامنے رکھی ہوئی کئی اسٹین گنوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"

"ان اسٹین گنوں کو دیکھ کر ہی تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہمارا مشن کس حد تک خطرناک ہے؟"

"اوہ تو آپ نے پہلے سے ان گنوں کا بندوبست کر دیا تھا۔" صفدر نے حیرت سے کہا۔"

"ارے میں نے نہیں یہ سب کچھ تو تمہارے چوہے کے کہنے پر ہوا ہے نہ جانے ہیں کہاں کہاں جھونکتا ہے اور خود گھر میں بیٹھ کر چین کی بنسری بجاتا ہے۔" عمران بڑبڑاتا ہے۔"

پھر اس نے تمام گنیں ان لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ اور خود بھی ایک گن سنبھال لی۔"

"ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق ہمیں ہر وقت چوکس رہنا ہے نہ جانے کس وقت مصیبت آ پڑے۔" عمران نے انہیں ہدایت کی۔ اس ان باتوں سے نہ جانے فرہان کس گہری سوچ میں غرق ہو گیا تھا۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکرا دیا۔"

"ٹھیک دس بجے ٹرین ایک جھٹکے سے روانہ ہو گئی۔ منزل خونی

تھی ۔۔۔۔ سرسے ہلز ۔۔۔ جو کہ دونکوں کے درمیان تنازعہ کا باعث
بنی ہوئی تھیں۔ تمام ممبران آپس میں گفتگو کرنے میں مصروف ہو گئے۔
حسب عادت تنویر کونے والی سیٹ پر زمان کے ساتھ بیٹھا ہوا ڈینگیں
مار رہا تھا لیکن عمران نے اسے چھیڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ورنہ ایسے
موقع پر وہ تنویر کی کرکری کر دیتا تھا۔ خود وہ سیٹ سے ٹیک لگائے
اونگھنے میں مصروف رہا۔ صفدر اور کیپٹن جمال اپنی سیٹ پر بیٹھے
سگریٹ کے کش لگا رہے تھے۔ غرضیکہ ہر ممبر دو دو یا تین تین کے
گروپ میں بیٹھا ہوا گفتگو میں مصروف تھا۔ لیکن عمران بدستور خراٹے
نشر کر رہا تھا۔"

اچانک اُسے چونکنا پڑا۔ کیونکہ اس کے بازو پر بندھی ہوئی واچ
سے اُسے ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہو رہے تھے۔"

اس نے آنکھیں کھولیں اور کھڑے ہو کر پھاڑ سا منہ کھول کر زبردست
جمائی لی اور انگڑائیاں لیتا ہوا لیڈیز کی طرف بڑھا۔ جاتے جاتے
اس نے اپنی طرف متوجہ تنویر کو آنکھ ماری تھی۔ تنویر سوائے اپنی ہی
بوٹیاں نوچنے کے احکامات پر غور کرنے کے اور کر ہی کیا سکتا
تھا۔"

لیٹرین میں داخل ہو کر اس نے بولٹ چڑھایا، اور گھڑی کا ونڈ
بٹن باہر کھینچ لیا۔ برقی شاک لگنے بند ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہلکی سی
کی بھنبھناہٹ جیسی آواز خارج ہوئی۔

"ہیلو ۔۔۔۔ ہیلو باس، ہیلو سلیم اسپیکنگ کم ان دی لائن۔
کم اون دی لائن ۔۔۔"

"یس ایکسٹو اٹینڈنگ وس اینڈ اوور" عمران نے سرگوشی
کی"

"جناب ایک ضروری بلکہ بہت ضروری اطلاع ہے۔ سلیم کی آواز
سنائی دی"

"جزائر طیارہ اس وقت سرفرے ہلز سے دو میل دور ریلوے لائن
پر منڈلا رہا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ آدمی ریلوے لائن پر کچھ
گڑبڑ کر رہے ہیں" میرے خیال کے مطابق وہ ڈائنامیٹ سیٹ
کر رہے ہیں"

"اوہ ۔۔۔۔" عمران کے ہونٹ سکڑ گئے"

"اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب اوور"

"حالات دیکھتے ہوئے تم جو مناسب سمجھو کر گزرو مجھے تم پر مکمل
اعتماد ہے۔ اوور" عمران نے کہا۔

"رائیٹ سر۔ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے ویسے آپ بھی
ہوشیار رہیں اور دیکھیں، کہ میں کیا کرتا ہوں" اوور" سلیم کے لہجے میں اعتماد
کی جھلک تھی"

"مجھے تم سے یہی امید ہے سلیم اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور
سلسلہ منقطع کر دیا"

"اس کی پیشانی پر فکر و تردد کی شکنیں اُبھر آئیں ... "خطرناک نہایت خطرناک ....." اس نے سوچا اور گھڑی کو ٹھیک سے باندھ کر ہاتھ دھوتا ہوا باہر نکل آیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو دھیمی آواز سے کچھ سمجھانے لگا۔ جن کے چہروں پر جوش، فکر اور خوف کے ملے جلے تاثرات پھیل گئے۔"

کیپٹن سلیم نے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا، اور پھر اس کا طیارہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے اپنے طیارے کو پہلی حالت میں زمین کے متوازی کیا اور آگے کسی سمت میں بڑھتا چلا گیا۔"

ٹھیک آدھ گھنٹہ پہلے اس نے ایکسٹو کو نمبر سیون والی رپورٹ دی تھی، تو ایکسٹو نے اسے خاص احکامات دیئے تھے۔ ایکسٹو ہی کا ایسا، پر وہ طیارہ ملا تھا۔ جس میں مخصوص اور خطرناک ہتھیار فٹ کئے گئے تھے۔ اس لحاظ سے یہ طیارہ بہت ہی غیر معمولی خصوصیات کا حامل تھا۔ ایکسٹو نے اسے سرحدی علاقے کے اطراف کا فضائی جائزہ لینے کا حکم دیا تھا۔"

اس کے سر پر مخصوص قسم کا ہیلمٹ تھا، اور آنکھوں پر سبز شیشوں والا چشمہ تھا۔ اس میں مخصوص قسم کے شیشے لگے ہوئے تھے ان سے ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ دور دراز کی اشیاء بالکل صاف

نظر آتی تھیں۔" دوسری یہ کہ آنکھوں پر کسی قسم کی بھی خطرناک شعاعوں کا اثر نہیں ہوتا تھا۔"

طیارے کے سامنے کی سمت تین قسم کی سکرینیں فٹ تھیں۔ ایک سکرین تو وہ تھی جو کہ سامنے آنے والی ہر چیز یا رکاوٹ کا پتہ دیتی تھی۔ دوسری اسکرین طیارے سے نیچے ہونے والی نقل و حرکت کو ظاہر کرتی تھی اور تیسری سکرین سائیڈ کے لئے تھی۔ ویسے سکرینیں مخصوص حالات میں ہی استعمال کی جاتی تھیں۔ ورنہ اردگرد کے حالات دیکھنے کے لئے وہ عینک ہی کافی تھی، جو اس نے پہن رکھی تھی۔ جلدی وہ سروے ہلز کی پہاڑیوں کے اوپر چکر لگا رہا تھا، راڈار کی آنکھ سے بچنے کے لئے وہ بہت اونچی پرواز کر رہا تھا۔ ویسے بھی طیارے میں جہاں بہت سی خوبیاں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی، کہ اس کا انجن ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے کسی قسم کی گڑگڑاہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔"

پھر وہ عمران کی ہدایت کے مطابق سروے ہلز سے ہٹ آیا اور طیارے کا رُخ بائیں جانب موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زیریں مناظر پیش کرنے والی سکرین کو آن کیا۔"

چند منٹوں کے بعد اسے اسکرین پر ریلوے لائن دکھائی دینے لگی۔ اس نے متوازن پرواز جاری رکھی، جس کی وجہ سے ریلوے لائن سکرین سے اوجھل نہ ہونے پائی۔

اچانک .... وہ چونک پڑا۔ ریلوے لائن پر کئی افراد جھکے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ دفعتاً اس کے ذہن میں جھپاکا سا ہوا۔ ...... ڈائنامیٹ .... یہ خطرناک نام اس کے ذہن کے ہر گوشے میں شور مچانے لگا ..." یقیناً دشمن ٹرین کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔"

اسی لمحے اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔"

"ہیلو ...... ہیلو باس۔ ہیلو سیلم اسپیکنگ کم اون دی لائن کم اون دی لائن ..." وہ بولتا رہا۔

"یس ایکسٹو اٹینڈنگ وِس اینڈ اوور"۔ کچھ وقفے بعد ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔"

"ایک ضروری بلکہ بہت ضروری اطلاع ہے جناب۔ میرا طیارہ اس وقت سروے ہلز سے دو میل دور ریلوے لائن پر منڈلا رہا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی آدمی ریلوے لائن پر کچھ گڑبڑ کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ ڈائنامیٹ فٹ کر رہے ہیں اوور۔"

"اوہ .....!"

"میرے لئے کیا حکم ہے جناب اوور؟"

"حالات دیکھتے ہوئے تم جو مناسب سمجھو کر گزرو، مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اوور۔"

"رائیٹ سر...... میں دیکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ ویسے آپ بھی ہوشیار رہیں اور دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں اوور۔" سلیم نے سکرین کی طرف دیکھ کر پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید ہے۔ اوور اینڈ آل۔۔" ایکسٹو نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔" کیپٹن سلیم نے فیصلہ کن انداز میں سر ہلایا اور طیارے کو واپس موڑ دیا۔ وہ لائحہ عمل طے کر چکا تھا۔"

دور سے اسے گاڑی آتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے تینوں سکرینیں آن کر دیں۔ تو اسے نظر آیا کہ مخالف گروپ کے افراد تیزی سے پلٹتے ہوئے بہت دور جھاڑیوں میں جا چھپے۔ وہ ابھی تک اپنے اوپر طیارے کی موجودگی سے بے خبر تھے۔

سلیم کو ان سب کے ہاتھوں میں کوئی آلہ نظر آ رہا تھا جو کہ ڈائنامیٹ کو کنٹرول کرنے والے آلے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ گاڑی ابھی کافی دور تھی۔ لیکن فوری طور پہ ڈائنامیٹ کو نہیں ہٹایا جا سکتا تھا۔ اس لئے سلیم کو رسک لینا پڑ رہا تھا۔ وہ تیزی سے طیارے کو بڑھاتا ہوا ٹرین کے عین اوپر لے آیا۔ اسی اثنا میں وہ ایک کافی بڑا ہینڈل گیئر نما بکس قریب سے اوپر اٹھا چکا تھا۔ یہ ایک بڑی مشینری تھی۔ اس کا پاؤں سرخ رنگ کے تختے پر جم گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہینڈل کے اوپر لگی ہوئی ڈائل نما چیز کو گھما چکا تھا۔ فوراً ہی ایک چھوٹا سا خانہ روشن ہو گیا۔ ڈائل پر ایک

باریک سی سوئی کانپ رہی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ بدستور چرخی کو ادھر ادھر متحرک کرتا رہا، جس کی وجہ سے چھوٹے سے خانے پر ٹرین کے مختلف حصے آتے رہے۔ اچانک اس کا ہاتھ ڈائل سے ہٹ گیا لیکن اس نے وہ خلا دیکھ لیا تھا، جو ڈبے اور انجن کے درمیان واقع تھا۔

"اور پھر۔۔۔۔؟"

اس کا پیر سرخ تختے پر دباؤ ڈالتا چلا گیا۔ دباؤ ڈالتے ہی اسکو ایک زبردست جھٹکا لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے "زپ" کی آواز سنائی دی۔ اگر وہ بروقت طیارے کو نہ سنبھالتا، تو شاید طیارہ الٹ ہی جاتا۔ یہ سب کچھ ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں ہو گیا۔ اور پھر۔۔۔۔، اسے چھوٹے سے خانے میں دو راکٹ نما بم نکلتے نظر آئے۔ ان کا رخ صرف اور صرف دو ڈبوں کو ملانے والی فولادی پلیٹیں تھیں۔۔۔۔۔ دو راکٹ نکلنے کی وجہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتی تھی کہ اس کا پاؤں بیک وقت دو مرتبہ دباؤ ڈالتا چلا گیا تھا۔"

اچانک ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس نے دیکھا کہ دونوں راکٹ فولادی پلیٹوں سے ٹکرائے تھے۔ جس سے دونوں طرف کی فولادی پلیٹیں کیک کی مانند کٹتی چلی گئی تھیں۔"

فرطِ جوش و مسرت سے کیپٹن سلیم کے گال تمتما اٹھے۔ یہ کارنامہ

واقعی باعثِ فخر تھا۔ کیونکہ اس نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا، جو کہ حیرت انگیز طور پر ٹھیک بیٹھا تھا۔ اس کا دل بلیّوں اچھلنے لگا۔ حقیقتاً اس نے عظیم کارنامہ انجام دیا تھا۔

ایک جھٹکے سے پچھلے ڈبے الگ ہوئے اور اکیلا انجن آگے بھاگنے لگا۔ خطرناک علاقہ نہایت قریب آچکا تھا۔ پچھلے ڈبے ابھی تک لائن پر بھاگے جا رہے تھے۔

اچانک وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اسی لمحے اسٹین گنوں کی ریٹ ریٹ سنائی دی۔ تختۂ مشق اس کا ہی طیارہ تھا۔ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے افراد اُسے دیکھ چکے تھے۔ بمشکل اس نے اپنے طیارے کو گولیوں کی زد سے بچایا۔ اسی لمحے اس نے عمران وغیرہ کو ڈبوں سے کودتے دیکھا تھا۔ ابھی وہ حریفوں کے حملے کا جواب دینے کے لئے پر تول رہا تھا۔ کہ فضا پے درپے ہولناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اور اس نے انجن کے پرخچے فضا میں اُڑتے ہوئے دیکھے۔ انجن نے آگ پکڑ لی تھی۔ اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

دھماکے ہوتے رہے...... انجن کے پرخچے فضا میں بکھرتے رہے۔ زمین ہولناک دھماکوں سے لرزہ براندام تھی۔ اچانک ایک اور زبردست دھماکہ ہوا۔

ہر طرف قیامت کا سا سماں تھا۔ اس کے ساتھ ہی پچھلے ڈبے

بھی انجن سے ٹکرا گئے۔ ابھی یہ شور تھما بھی نہ تھا، کہ اس کی جگہ اسٹین گنوں کی ریٹ ریٹ نے لے لی..... تڑ..... تڑ، گولیاں برس رہی تھیں۔ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی جہنم کا دہانہ کھول دیا تھا۔ ہر طرف قیامت برپا تھی۔

کیپٹن سلیم نے طیارہ کو واپس موڑا۔ اچانک اسٹین گن کی ریٹ ریٹ دوبارہ گونجی اور کئی گولیاں طیارے کے پچھلے حصے میں لگیں۔ اس نے وحشیانہ انداز میں طیارے کو ایک سمت موڑا، اور وہاں پہنچ کر جہاں پر جھاڑیوں میں تین افراد شدید فائرنگ میں مصروف تھے، اس نے ایک بٹن پریس کیا۔ جھٹکے سے ایک بم نچلے حصے سے نکلا اور پھر ایک ہولناک دھماکے سے زمین ہل گئی۔ چٹانیں فضا میں بکھرنے لگیں...... اور اس کے ساتھ ہی کئی انسانی چیخیں بھی سنائی دیں۔ ابھی وہ دوبارہ حملہ آور ہونے ہی والا تھا، کہ اچانک ڈیش بورڈ کے ایک خانے سے آواز گونجی۔

"خبردار...... بم مت برسانا...... چپ چاپ واپس چلے جاؤ۔ ہم خود نمٹ لیں گے..... جاؤ واپس۔" یہ آواز عمران کی تھی۔

"لل...... لیکن عمران..... صاحب....." اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ، جو میں کہہ رہا ہوں، وہ کرو..... جاؤ واپس۔"

عمران نے کہا اور آواز آنی بند ہو گئی۔

طوعاً و کرہاً اس نے طیارے کا رخ پھیر دیا۔ اور دوسرے ہی لمحے اس کا طیارہ مشرق کی جانب پرواز کر رہا تھا۔"

ہولناک دھماکے اور اسٹین گنوں کا ریٹ ریٹ اب بھی جاری تھی۔۔۔۔"

ٹرین کے ڈبوں کے انجن سے علیحدہ ہونے کے تھوڑی دیر بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کو ڈبے سے باہر کود جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا، کہ ڈبوں کے علیحدہ ہونے کے باوجود بھی ڈبے اپنی سابقہ رفتار کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ ہو سکتا ہے قریب ہی کہیں ڈائنامیٹ وغیرہ فٹ کئے گئے ہوں۔

ایسی صورت میں ان کے لئے خطرناک سویشن پیدا ہو سکتے ہیں لہذا ایک ایک کر کے اس کے تمام ساتھی بڑی بے جگری۔۔۔۔۔۔ سے کرنے لگے۔ اس سلسلے میں فرحان نے بھی نہایت دلیری کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی اس کا تعاقب کیا آگ لگادی۔"

اسی لمحے کئی گولیاں شور مچاتی ہوئی گزر گئیں۔ ایک گولی تو عین اس کے کان کے برابر سے گزری تھی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے عمران

نے جمپ لیا اور خود کو گھنی جھاڑیوں میں گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی
قریب ہی جھاڑیوں میں پوزیشن لے لی تھی۔ اس نے فضا میں طیارے
کو اوپر پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔ اسی لمحے پے در پے کئی دھماکے ہوئے
اور انجن نے آگ پکڑ لی تھی۔ اور چند لمحوں بعد ڈبے بھی جل رہے
تھے۔ کیپٹن سلیم بم گرا کر واپس جا چکا تھا۔ عمران نے اُسے سختی سے
روکا تھا کہ مزید بم نہ برسائے۔

طیارے کے واپس جاتے ہی عمران نے دوبارہ جارحانہ انداز
میں سامنے کی سمت ایک زبردست برسٹ مارا۔ . . . خاصا ردعمل
ہوا۔ کیونکہ ایک ساتھ کئی چیخیں گونجی تھیں۔"

"وہ فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہو۔" عمران نے قریب
کی جھاڑیوں میں پوزیشن لیے ہوئے فرہان، جمال اور صفدر کو حکم
دیا۔"

ایک دفعہ پھر دونوں طرف سے گولیوں کا تبادلہ شروع ہو گیا۔
دشمن اندھا دھند فائرنگ سے معروف تھا۔ کبھی کبھار اسٹین گنوں
کی ریٹ ریٹ کی آواز کا انسانی چیخیں ساتھ دیتی تھیں۔

"وہ لوگ مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔"

دوسری طرف فرہان نے جھاڑیوں میں ایک ہلکا سا برسٹ
مارا۔ فوراً ہی زبردست ری ایکشن ہوا اور کسی نے اندھا دھند فائر
کھول دیا تھا۔ لیکن فرہان تو برسٹ مارتے ہی ایک لمبی سی چھلانگ لگا

چکا تھا۔ چنانچہ اس جگہ جہاں وہ پہلے موجود تھا، کئی گولیاں جھاڑیوں
میں دھنس گئیں۔"

دوسری جگہ پہنچتے ہی فرہان نے پوزیشن کی اور فائرنگ کی سمت
کا اندازہ کر کے اسٹین گن کا برسٹ کھینچ لیا۔ ریٹ ریٹ کی آواز سے
اس کی گن نے لاتعداد گولیاں اگلیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک کربیہہ
چیخ ابھری۔ جواباً اسی جانب سے ایک زبردست برسٹ مارا گیا۔
اور کئی گولیاں فرہان کی سمت سے گزریں . . . . . فرہان نے فوراً ہی اپنا
تحفظ کیا تھا . . . . . اور ایک جانب بڑی تیزی سے خطرناک حد
تک چھلانگ لگا دی تھی۔" لیکن . . . . . . آہ . . . . . " اس کے
حلق سے ایک تکلیف میں ڈوبی ہوئی چیخ نکل گئی۔"

کوئی ساتھی بھی اس کے قریب نہ تھا، بلکہ ہر کوئی فائرنگ میں
مصروف تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بدستور وہیں جھاڑیوں میں اوندھا
پڑا رہا۔ دفعتاً سامنے والی جھاڑیاں آہستہ آہستہ سے ہلیں اور تھوڑی
ہی دیر بعد ایک آدمی اسٹین گن کا رخ فرہان کی طرف کیے ہوئے
آگے بڑھنے لگا۔ وہ نہایت محتاط انداز میں قدم بڑھا رہا تھا۔ اطمینان
کر لینے کے بعد کہ فرہان بے ہوش ہے یا مر چکا ہے۔ وہ اسٹین گن
کو نیچا کیے ہوئے اس کے قریب پہنچ گیا۔ ابھی وہ اس کے نزدیک
پہنچا ہی تھا کہ . . . . . .

اوندھا پڑا ہوا فرہان اسی پوزیشن میں فضا میں اچھلا اور اپنے

اوپر جھکتے ہوئے آدمی پر جا پڑا۔ ایک زبردست دھکے کے ساتھ وہ آدمی بھی جھاڑیوں میں آ رہا۔ اسٹین گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دور جا گری۔"

فرہان بجلی کی مانند تڑپا اور ایک مرتبہ پھر فضا میں اچھلتا ہوا اُس آدمی کے سینے پر جا پڑا۔ لیکن اب کے وہ سیدھی حالت میں گرا تھا اس کے ساتھ اس کا ایک توبہ شکن مکہ اس آدمی کی ناک پر پڑا اور وہ "اوغ" کی آواز نکال کر بے ہوش ہو گیا۔ ۔ ۔ ۔ فرہان نے ہاتھ جھاڑے اور بے ہوش آدمی کے جسم کو ہلانے لگا۔ اس کی بے ہوشی کی طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد جلدی سے اس کے کپڑے اتار کر خود پہن لئے۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے اپنی اسٹین گن سنبھالی لیکن جانے سے پہلے اس نے اس آدمی کو اوندھا کیا اور اپنی کھڑی ہتھیلی کا وار اس کی گردن پر کیا۔ ۔ ۔ ۔ "کھٹاک" کی آواز سے گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ آدمی موت کی آغوش میں جا گرا۔

فرہان تیزی سے اگلی جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ فاصلے پر اسے ایک آدمی کی لاش دکھائی دی۔ قریب ہی ایک آدمی پوزیشن لئے ہوئے فائرنگ میں مصروف تھا۔ فرہان نے سر کو ہلایا اور اس آدمی کی جانب بڑھا۔ قدموں کی آہٹ سن کر وہ آدمی چونکتے ہوئے پلٹا تھا۔ لیکن فرہان کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھ آیا۔"

"بڑے سخت جان ہیں یہ لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں جیری؟" اس نے

بے تکلفی سے کہا۔"

"آں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں ۔ ۔ ۔ ۔ ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ارے لیکن وہ دیکھو۔" فرہان نے اپنی آواز کو بھاری بنا کر کہا ۔ ۔ ۔ اس آدمی نے پلٹ کر فرہان کی بتلائی ہوئی سمت دیکھا۔ اسی لمحے فرہان نے وحشیانہ انداز میں اسٹین گن کا بولٹ کھینچ دیا۔ اور وہ آدمی گولیوں کی باڑھ پر رقص کرتا ہوا زمین پر آ رہا۔ مرنے کے بعد بھی اس چہرے پر استعجاب کی دبیز تہیں چڑھی ہوئی تھیں ۔ ۔ ۔ دوسری طرف سے فائرنگ کی شدت میں کمی واقع ہو چکی تھی۔ ۔ ۔ ۔ فرہان نے لاپرواہی سے شانے اچکائے اور حقارت سے لاش پر تھوک دیا۔ اچانک وہ ٹھٹک گیا۔ ۔ ۔ سامنے والی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ وہ فوراً چوکنا ہو گیا اور پوزیشن لئے ہوئے آنے والے کا انتظار کرنے لگا۔ آنے والا قریب آتا گیا اور قریب ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر آنے والا سامنے آ گیا۔ پھرتی سے فرہان نے اسٹین گن اس کی جانب پھیر دی لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

دوسری طرف عمران اور کیپٹن جمال تیزی سے فائرنگ کرتے ہوئے ایک جانب رینگ رہے تھے۔ فائرنگ بدستور جاری تھی۔ انہوں نے آگے بڑھنے کے لئے جھاڑیوں کے اوپر والا راستہ اپنایا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ اچانک انہیں دو شخص ایک جھاڑی میں نظر

مسکراتے ہوئے اس کی سگریٹ کو لائٹر دکھا رہا تھا۔"

"عمران صاحب میں آپ کو ایک دلچسپ تماشہ دکھاتا ہوں۔

جمال نے کہا۔" اس کے ساتھ ہی اس نے گن کو نیچے رکھا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔ عمران بڑی دلچسپی سے اس کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔

کیپٹن جمال نے ریوالور کو سیدھا کیا اور ٹریگر دبا دیا . . . ایک دھماکے سے اس آدمی کے منہ میں دبا ہوا سگریٹ اڑ گیا۔ وہ دونوں پھرتی سے پلٹے۔ لیکن . . . .؟

عمران نے انہیں اپنی اسٹین گن کی گولیوں پر رکھ لیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ رقص ابلیس کرتے ہوئے دھڑام سے جھاڑیوں میں جا گرے اور عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس سے پہلے کہ فرہان اسٹین گن کا بولٹ کھینچتا۔ جھاڑیوں کی سمت سے ریٹ ریٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ آدمی تڑپتا ہوا زمین پر آ رہا۔ ابھی فرہان حیرت ہی میں مبتلا تھا کہ۔"

"ارے میں ہوں فرہان صاحب!" صفدر کی آواز سنائی دی اور وہ سامنے آ گیا۔"

"اوہ تم . . . !" فرہان حیرت سے اچھل پڑا۔

"میں نے کہا خواہ مخواہ تمہیں تکلیف کرنی پڑے گی۔ میں ہی تمہارا ہاتھ
بڑے سخت جان ہیں یہ لوگ . . . . کیوں جیری؟" اس

قہقہہ ابل پڑا۔

"چلو چھٹی ہوئی۔ صفدر بولا۔

"کیا مطلب ہے؟" فرہان حیرت سے صفدر کو دیکھنے لگا۔"

"سب جہنم واصل ہو گئے . . !" صفدر نے حقارت سے جواب دیا۔"

"لیکن اکا دکا فائرنگ تو ہو رہی ہے۔ فرہان بولا۔"

"کوئی رہ گیا ہوگا بے چارہ . . . . !" صفدر نے منہ بنایا اور فرہان ہنس پڑا۔"

تھوڑی دیر بعد گولیاں چلنا بند ہو گئیں . . . . اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبر اپنے حلق سے الو کی آوازیں خارج کرنے لگے۔"

"ارے یہ تنویر، صدیقی، نعمانی وغیرہ کہاں ہیں؟" فرہان نے پوچھا۔"

"ابھی تو میرے ساتھ ہی تھے۔ یہیں کہیں ہوں گے۔" صفدر بولا۔

"ایک ایک کر کے تمام ممبر ایک دوسرے سے آ ملے۔"

"تمہارے چوہے نے ایک نیا حکم صادر کیا ہے۔" عمران نے کہا۔"

"کیا . . . . . .؟" فرہان نے دلچسپی سے پوچھا وہ سمجھتا تھا کہ عمران چوہا کسے کہتا ہے۔ اسے عمران کی احمقانہ حرکات بھی پسند

"پہلے تو کہا تھا کہ ساری ٹیم سرفے بلز کی طرف روانہ ہو جائے اور وہاں جا کر سب مل کر رہنا چاہیں۔ اور اب کہتا ہے سوائے میرے فرمان، صفدر اور کیپٹن جمال کے تمام لوگ واپس چلے جائیں اور رہائش کا پروگرام اپنے فلیٹ میں کریں ضروری تاکید ہے۔"

"اور پھر۔۔۔۔" نعمانی نے پوچھا۔

"پھر یہ کہ ابھی تمہاری چوہان اپنا وہی طیارہ جو ابھی منڈلا رہا تھا۔ بھیج رہا ہے۔" عمران نے کہا اور واپس کھڑے ہوئے تنویر کو دیکھ کر بائیں آنکھ دبا دی۔ تنویر جل ہی تو گیا۔ لیکن خاموشی سے عمران کی بوٹیاں اڑانے کے امکانات پر غور کرنے لگا۔"

تھوڑی دیر پہلے عمران نے اپنا پروگرام بدل دیا تھا۔ اس نے سوچا کہ سرفے بلز میں بھیڑ بھاڑ نقصان دہ ہوگی۔ دوسرے جب ریسوونگ فیلڈ کو اپنے آدمیوں کی موت اور اپنی شکست کی خبر ملے گی تو وہ اس پر چڑھ دوڑے گا۔ لہٰذا اس نے ایک جانب جا کر سلیم کو کال کر کے طیارہ واپس لانے کا حکم دیا۔ تاکہ باقی ممبران کو واپس بھیجا جا سکے۔"

"ایکسٹو کی کوئی کل بھی سیدھی ہے۔" تنویر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔"

"تمہارے جیسے برخورداروں کی صحبت کا اثر ہو گیا ہوگا اس پر۔" عمران نے جلدی سے کہا بس رہا یہ دت ۔ ۔ ۔ ۔ یوں جیری نہ وس

"شٹ اپ۔۔۔۔" تنویر نے زور سے دھاڑ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔"

"پیارے بغیر کھانسی کے لئے نسوڑال استعمال کیا کرو۔" عمران نے مشورہ دیا۔"

ابھی تنویر کوئی سخت سا جواب دینے کے لئے اپنی زبان کو تیار ہی کر رہا تھا۔ کہ اس کی نگاہ آسمان پر اٹھ گئی۔ جہاں ایک طیارہ تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا ان کی جانب آرہا تھا۔

میدانی علاقہ میں طیارہ نیچے جھکتا ہوا زمین پر آگیا۔ تھوڑے ہی وقفے کے بعد وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔"

تمام ممبران سوائے عمران، فرمان، صفدر اور کیپٹن جمال کے طیارے میں داخل ہو گئے۔"

دوسرے ہی لمحے طیارہ فضا میں پرواز کر رہا تھا۔"

"چلو دوستو! ہم بھی اپنے سفر کو سدھاریں۔۔۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کو تکنے لگا۔۔۔۔ اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔"

البتہ فرمان نے عمران سے پوچھا۔"

"عمران صاحب اب کیا پروگرام ہے؟"

"دیکھو اب ہمیں ایک خطرناک مہم کے لئے سرفے بلز جانا ہے۔ جیرے

ذہن میں ایک خطرناک سکیم ہے .... اس لئے ہمارے راستے میں قدم قدم پر مصائب کا پہرہ ہوگا۔ اور وہ سکیم یہ ہے کہ ......" عمران نہایت سنجیدگی سے انہیں اپنی سکیم سے آگاہ کرنے لگا .... اور نہایت رازداری کے انداز میں سرگوشی کی۔۔"

"ہیلو ...."

ہیلو باس ... ہیلو ......

جیکال اسپیکنگ فرام سردے ہلز ... پلیز کم آن دی لائن۔

کم آن دی لائن .....

ہیلو ...... ہیلو ... نقاب میں پوشیدہ شخص جو کہ ہیرونگ فیلڈ کا ماتحت تھا مسلسل ٹرانسیٹر پر بولنے لگا۔ اس کی آواز سے بے انتہا گھبراہٹ، بوکھلاہٹ اور خوف مترشح تھا ....."

"یس باس اٹینڈنگ فرام ہیڈ کوارٹر ......

کیا بات ہے جیکال میں تمہاری کال کا کافی دیر سے منتظر تھا۔ تم کہاں مر گئے تھے ؟"

دوسری جانب سے ہیرونگ فیلڈ کی درندگی سے بھرپور آواز سنائی دی"

"سب ... باس نہایت ہی بڑی خبر ...

"بہت بری خبر۔۔۔ بہت بری باس۔۔۔ گھبراہٹ کے عالم میں جیکال کی آواز بھرا گئی۔"

"اوہ یو باسٹرڈ۔۔۔۔ بھونکو بھی چکو اب" باس بُری طرح دھاڑا۔

"باس وہ خبر اتنی بُری ہے کہ۔۔۔ جیکال ہچکچایا۔"

"اوہ کتے کی نسل، گدھے، حرامی سؤر۔۔۔ تم تم۔۔۔ بکو جلد" ہیوونگ فیلڈ اتنی زور سے دھاڑا کہ ٹرانسمیٹر جھنجھلا اٹھا۔"

"میں سرنگ سے پل کی کھدائی مکمل ہوتے ہی میں۔۔۔ میں بلوٹینم دھات دیکھنے سرنگ کے اندر گیا تو۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ باس۔۔۔ کہ" جیکال کی آواز مزید بھرا گئی۔"

"وہاٹ۔۔۔!" ہیوونگ فیلڈ ایک مرتبہ پھر دھاڑا۔"

"وہاں سے بلوٹینم دھات پہلے سے ہی نکالی جا چکی ہے۔ کیونکہ۔۔۔ جیکال کی غمزدہ سی آواز سنائی دی۔"

"اوہ یو ڈرٹی فراڈ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ٹرانسمیٹر پر ہیوونگ فیلڈ کی شیر کی سی دھاڑ سنائی دی۔

غالباً فرطِ غضب سے ہیوونگ فیلڈ نے اپنے مکے سے ٹرانسمیٹر یا میز کو اپنے عتاب کا نشانہ بنایا تھا۔ مارے خوف کے جیکال کا جسم کانپ اٹھا۔"

"میں آ رہا ہوں جیکال۔۔۔ کتے کے پلے اوور اینڈ آل" ہیوونگ فیلڈ کی غضبناک آواز سنائی دی۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ اسے آواز نہیں کہا جا سکتا بلکہ

وہ خوفناک چیخ جو کہ ایک درندہ زخموں سے چُور ہو کر حلق سے خارج کرتا ہے۔۔۔ بالکل ایسی ہی چیخ سنی تھی۔ ہیوونگ فیلڈ کے حلق سے خارج ہوئی تھی۔"

جیکال کا جسم اب بھی مارے خوف کے کانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بلیک برڈ کا عبرت ناک انجام گھومنے لگا۔ اسی عالم میں وہ آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کیبن نما کمرے سے باہر نکل گیا۔

"فومی۔۔۔" سامنے ایک آدمی کو دیکھ کر وہ دھاڑا۔

"یس ماسٹر" وہ آدمی فوراً مؤدبانہ انداز میں بولا۔"

"دیکھو باس آ رہے ہیں۔ لہٰذا انٹری پوائنٹ پر متعین گارڈز کو استقبال کے لئے ہوشیار کر دو" یہ کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ مختلف کیبنوں میں سے ہوتا ہوا وہ ایک سرنگ میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک تاریک سی سرنگ تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے ٹارچ روشن کر دی۔ جلدی وہ اس تنگ سی سرنگ کو عبور کر کے ایک کشادہ جگہ میں پہنچ گیا۔ یہ تمام راستہ کچھ عرصہ قبل چٹانیں تراش کر بنایا گیا تھا۔ یہی راستہ آخر میں سرنگ سے جا ملتا تھا۔ سرنگ کی کھدائی کے لئے بہت سے مزدور لگائے گئے تھے۔ سخت محنت و مشقت کے بعد اب جبکہ سرنگ مکمل طور پر کھد چکی تھی تو جیکال کو ایک بڑی بُری خبر سننی پڑی۔ اور وہ "بلوٹینم دھات کی گمشدگی" وہ بار بار یہ سوچ رہا تھا کہ سرنگ سے بلوٹینم کس طرح غائب ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے پاکیشیا ان سے پہلے ہی دھات پر ہاتھ صاف کر گیا ہو۔۔۔ لیکن کیسے۔۔۔؟ یہ ناممکن تھا کہ ایک دن کے اندر اندر پاکیشیا کے انجینئر سرنگ سے پل سے تمام بلوٹینم

نکال کر لے جائیں جبکہ انہیں دوسری پہاڑیوں سے سرنگ لگانے میں خاصہ وقت کی ضرورت تھی۔ ایسی صورت میں ان کا بلوٹینم نکال کر لیجانا ناممکنات میں سے تھا۔

پھر۔۔۔؟ بلوٹینم کہاں گئی کیا اُسے زمین نگل گئی۔۔۔؟ ہو سکتا ہے کہ بلوٹینم دھات سرے سے اس پہاڑی میں موجود ہی نہ رہی ہو۔۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے! بلوٹینم اس پہاڑی میں نہیں تھی۔۔۔ ضرور ہم لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے۔۔ لیکن باس۔۔۔ باس تو میری بوٹیاں اڑا دیگا۔۔۔ پھر اب۔۔۔؟ مجھے کیا کرنا چاہئے۔۔۔؟ کیا میں خود کو موت کے منہ میں دھکیل دوں"؟

نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہرگز نہیں میں اپنا بچاؤ کروں گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے باس سے ہی کیوں نہ ٹکرانا پڑے۔۔۔ ہاں باس سے ٹکرا جاؤں گا۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔" یہ تمام باتیں سرنگ سے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن کے ہر گوشے میں چکرا رہی تھیں۔"

اور وسیع جگہ تک پہنچتے ہی اسے مزدور اور انجینئر نظر آئے جن میں سے چیف انجینئر اس کو دیکھتے ہی اس کی جانب لپکا تھا۔"

"کیا بات ہے انجینئر، تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔۔۔" اس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ بات دراصل یہ ہے جناب کہ مشرقی دراڑوں میں ایک دراڑ بری طرح ہل رہی ہے میرا خیال ہے کہ۔۔۔" انجینئر نے بلا تمہید ایک انکشاف کیا۔

"مجھے دکھاؤ وہ کون سی دراڑ ہے۔۔۔" جیکال نے اس کی بات کاٹ دی اور دونوں مشرقی دراڑوں کی طرف دوڑے۔۔۔ واقعی وہاں ایک دراڑ ہل رہی

تھی۔ اسی لئے وہاں کی مٹی بھر بھرا کر نیچے گر رہی تھی۔ جیسے دوسری جانب سے اسے کھودا جا رہا ہو۔۔۔ جیکال کی آنکھوں میں غور و فکر کی لہریں پیدا ہونے لگیں۔۔۔ چہرے کی کیا حالت تھی۔۔۔۔ اس کے متعلق اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نقاب پہنے ہوئے تھا۔"

اچانک وہ سب کچھ سمجھ گیا۔۔۔ اس نے دیکھا، کہ ہلنے والی جگہ دراصل دراڑ نہیں بلکہ ایک سرنگ کا راستہ ہے۔ یہ اس لئے کہ اس عقابی نگاہوں نے ہلنے والی جگہ کے ارد گرد پلاسٹر کے نشانات دیکھے تھے جیسے کسی نے آٹومیٹک مشین سے اسے بند کر دیا ہو۔۔۔" ہوں تو گویا دوسری سمت سے خفیہ طور پر سرنگ کھودی گئی ہے لیکن اتنی جلدی سرنگ۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔؟" وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔؟"

"دھڑ۔۔۔ ڑڑ۔۔۔ دھڑ ڑڑ۔۔۔ ڑڑڑڑ۔۔۔ پلاسٹر کی ہوئی جگہ بری طرح گرنے لگی۔"

"ایک طرف ہو جاؤ تم سب لوگ۔" اس نے انجینئروں سے کہا اور پھر مسلح گارڈز کی طرف متوجہ ہوا۔"

"تم لوگ اس جانب کھڑے ہو جاؤ اور آنے والوں کا انتظار کرو۔" میں اس کھوکھلی جگہ کے قریب چھپ جاؤں گا۔ جیسے ہی کوئی اندر داخل ہوگا میرا اشارہ پاتے ہی اسے اسٹین گنوں کی گولیوں پر رکھ لینا۔" اس نے کہا اور تیزی سے ادھڑتی ہوئی جگہ کے قریب چھپ گیا۔ مسلح گارڈز بھی ایک جانب تیزی سے ہٹ گئے۔ اب وہ لوگ اسٹین گنوں کو ادھڑتی ہوئی جگہ کی طرف کئے پوزیشن لئے

کھڑے تھے۔ خود جیکال بھی حد سے زیادہ چوکنا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بے چین ریوالور تھا۔ اور وہ آنے والوں کا منتظر تھا۔ آنے والے کتنی تعداد میں تھے اس کے متعلق فی الحال کچھ کہنا بعید از قیاس ہی تھا۔

"اچانک۔ ۔ ۔ ۔؟"

"دھڑ۔ ۔ ۔ آ۔ ۔ ۔ آ۔ ۔ ۔ م۔ ۔ ۔" اُدھڑنے والی چٹان کا آخری حصہ بھی نیچے آ گئے۔ اب وہاں کشادہ سرنگ دکھائی دینے لگی۔ دفعتہً ایک سرسراہٹ ہوئی۔ اور۔ ۔ ۔ ؟ جیکال نے اپنا سانس روک لیا۔ ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔ سب کے چہروں پر تجسس، خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ اور بے چین نگاہیں پراسرار دہانے کی طرف گڑی ہوئی تھیں۔ سرسراہٹ ایک مرتبہ پھر سنائی دی۔ لیکن اس مرتبہ پہلے کی نسبت تیز اور نمایاں آواز کے ساتھ۔

"بھر۔ ۔ ۔ بھر۔ ۔ ۔ بھررر۔ ۔ ۔" دفعتاً مٹی بھربھرائی۔ ۔ ۔ اور۔ ۔ ۔ ؟

"ٹک۔ ۔ ۔ ک۔ ۔ ۔ ک" یہ تھی ایک مدہم سی آواز جیسے کسی نے ریوالور کو لوڈ کیا ہو۔

جیکال چوکنے انداز میں تھوڑا سا سکڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دیر سے روکا ہوا طویل سانس بھی خارج کر دیا۔ اچانک سرسراہٹ دوبارہ سنائی دی۔ لیکن اس مرتبہ جیکال کو یہ سرسراہٹ اپنے بالکل قریب ہی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنے ریوالور کو مزید اٹھا دیا۔ ۔ ۔ اس کی انگلی ٹریگر پر جمی ہوئی تھی اور لبلبی دبانے کے لئے بے چین تھی۔ ۔ ۔ ؟

"دھررڑڑ۔ ۔ ۔ ؟" اس دفعہ یوں محسوس ہوا جیسے بالکل اس کے قریب کسی نے دوڑ لگائی ہو۔ آنے والا قریب ہی کہیں موجود تھا۔

اچانک۔ ۔ ۔ ۔؟

"برق کی مانند ایک سیاہ لوہے کی لمبی سی نال اس کی گردن سے آ لگی۔"

"چپ چاپ کھڑے رہو۔ ۔ ۔ اور یاد رکھو تمہارے ریوالور کی گولی چلنے سے پہلے ہی میرا ریوالور چل پڑے گا۔ جس کی خصوصیات سے تم واقف نہیں ہو۔" چیتے جیسی غراہٹ رکھتی ہوئی آواز سنائی دی۔

غیر ارادی طور پر جیکال کا ریوالور والا ہاتھ نیچے جھکتا چلا گیا۔

"عقل مند ہو!" غراہٹ دوبارہ سنائی دی۔ نال بدستور اس کی گردن پر دباؤ ڈالے ہوئے تھی۔

"اپنے ساتھیوں سے کہو کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے گا۔" غراہٹ ایک مرتبہ پھر اُبھری جس میں تحکم نمایاں تھا۔

جیکال نے اپنے بے چین ساتھیوں کو ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

"میری توقع سے کچھ زیادہ ہی عقل مند ثابت ہوئے۔" غراہٹ زدہ آواز میں طنز بھی اُبھر آیا۔ جیکال خاموش رہا۔ تھوڑی دیر دوسری جانب خاموشی رہی لیکن سیاہ نال بدستور اسے کور کئے ہوئے تھی۔ دفعتاً۔ ۔ ۔ ؟ سرسراہٹ ہوئی اور پھر۔ ۔ ۔ ؟ "دھڑڑ۔ ۔ ۔ ؟" اس کے ساتھ ہی تین اسٹین گنیں اُبھریں اور دوسرے ہی لمحے تین آدمی پھرتی سے اندر داخل ہو گئے ایک

برق سی کوندی اور ۔۔۔ "ٹڑ ۔۔۔ ٹڑ ۔۔۔ ٹرررر ۔۔۔" تینوں بیک وقت جہنم کا دہانہ کھول چکے تھے۔" چاروں جانب سے کئی چیخیں ابھریں۔ اور ہاتھ میں اسٹین گنیں پکڑے ہوئے گارڈز دل میں فائرنگ کرنے کی حسرت لئے خون میں لت پت زمین پر آرہے۔" ہر طرف خون کے فوارے اچھل پڑے۔ سینکڑوں گولیاں ان لوگوں کے جسموں میں پیوست ہوگئی تھیں۔ ان میں مزدور اور انجینئرز بھی شامل تھے۔ انتہائی منظر تھا۔ زخموں کی درد و کرب سے بھرپور چیخ و پکار قیامتِ صغریٰ کا سماں پیش کر رہی تھی۔"

خوف سے جیکال تھر تھر کانپنے لگا۔"

فرہاد، جمال اور صفدر کے چہرے بالکل سپاٹ تھے۔۔ ہر قسم کے جذبات سے یکسر عاری ۔۔۔!

اچانک جیکال کو زبردست جھٹکا لگا اور وہ اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا اس کے ساتھ ہی سیاہ نال والے کا چہرہ بھی سامنے آگیا۔"

یہ عمران تھا۔!

اپنے ساتھیوں کا خوفناک انجام تمہارے سامنے ہے چپ چاپ سرنگ سے دوسری طرف باہر نکل چلو۔ اور مجھ کو اپنے باس کے پاس لے چلو۔ عمران نے غراتے ہوئے حکم دیا۔"

"تم ہو کون ۔۔۔؟" جیکال نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔"

"یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ تم آگے بڑھو! عمران نے اسے دھکا دیا۔

طوعاً کرہاً جیکال واپسی کے لئے پلٹا۔"

"کوئی بھی غلط حرکت تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے سمجھے! عمران نے سرنگ میں داخل ہوتے ہوئے کہا ۔۔۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے پیچھے اسٹین گنیں سنبھالے آرہے تھے۔"

جلد ہی وہ سرنگ کو عبور کر گئے۔ ایک جگہ پہنچ کر جیکال رک گیا۔"

"کیا بات ہے؟" عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔"

"خدا کے لئے مجھے آگے نہ لے جائیے۔" وہ گڑگڑایا۔

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"باس میری جان کا دشمن ہے، وہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔" جیکال نے خوفزدہ آواز میں کہا۔"

"تو کیا تمہیں امید ہے کہ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ سکو گے۔" عمران غرایا۔

"بے شک تم مجھے یہیں گولی مار دو مگر جو سزا ہمارا باس ہمیں دیتا ہے وہ ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔ اتنی بھیانک اور عبرت ناک کہ بیان سے باہر ہے۔" جیکال بڑبڑایا۔"

"ہوں ۔۔۔ فرہاد، صفدر اور جمال تم سب تمام کیبنوں کے ارد گرد پھیل جاؤ اور جسے دیکھو اسے مار دو اور جو کوئی مدافعت کرے اسے بلا دریغ بھون کر رکھ دو۔" عمران نے بھیانک لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بھی بھیانک ہوگیا تھا۔ صفدر وغیرہ سر ہلاتے ہوئے کیبنوں کی طرف بڑھ گئے۔

"تمہارا باس کہاں ہے؟" عمران جیکال کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیبن نمبر سیون . . . ." جیکال نے جواب دیا۔

"اچھا اب تم مرنے کے لیئے تیار ہو جاؤ" عمران نے کہا۔

"نہ . . . . خدا کے لیئے میری جان بخش دو" جیکال گڑگڑایا۔

"مگر تم تو کہتے تھے کہ بے شک مجھے گولی مار دو مگر ہاس کے پاس مت لے جانا۔ لہٰذا میں نے بھی تمہارے لیئے صرف ایک گولی تجویز کی ہے۔" عمران نے کہا۔

وہ گڑگڑاتا رہا۔ لیکن . . . . "

"ملغزاریہ کے کتوں کو بھی نہیں بخشوں گا تم لوگ ظالم ہو . . . . تم قاتل ہو جب تمہیں انسانی مخلوق کو بے دریغ قتل کرتے ہوئے ذرہ بھی رحم نہ آیا تو پھر میں ایسے ظالم اور ننگ انسانیت درندوں کو ہرگز نہیں بخشوں گا۔ ہرگز نہیں تم لوگوں نے پہلے بھی پاکیشیا میں کہرام مچایا تھا" اور پھر اس کے ریوالور نے ایک شعلہ اگلا اور جیکال سینے کو مسلتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے حقارت سے اُسے دیکھا اور کیبنوں کی طرف بڑھ گیا۔

"ھینڈز اپ!" صفدر نے غرا کر کہا اور بے دھڑک وہ تینوں اندر گھستے چلے گئے۔"

ہال میں موجود پانچوں نقاب پوش یکدم چونک پڑے اور ان کی نظریں صفدر اور اس کے ساتھیوں کی جانب اٹھ گئیں۔"

"کون ہو تم لوگ" ؟ ایک نقاب پوش نے غرا کر پوچھا۔

"تمہاری موت خبردار تم میں سے کسی نے کوئی حرکت کی تو گولی مار دی جائیگی ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنوں کی بجائے عجیب ساخت کے ریوالور تھے۔"

"کیا چاہتے ہو" ؟ اسی نقاب پوش نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یہی کہ تم سب لوگ خود کو چپ چاپ گرفتاری کے لیئے پیش کر دو" صفدر نے کہا۔" ابھی وہ نقاب پوش جواب دینے ہی والا تھا کہ . . . ؟

"ڈز" کیپٹن جال کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور اس کے ساتھ ہی ایک نقاب پوش کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ وہ شعلوں میں بری طرح گھر گیا۔"

دراصل اس ریوالور سے نکلنے والی گولی کی خصوصیت ہی کچھ ایسی ہی تھی۔ کہ انسانی جسم سے ٹکراتے ہی آگ لگا دیتی تھی۔

وہ نقاب پوش چیخیں مارتا ہوا کمرے میں دوڑنے لگا۔ لیکن آگ اور تیز ہوتی گئی۔ آخر کار وہ دھڑام سے فرش پر آ رہا۔"

"دیکھ لیا حشر اپنے ساتھی کا..... یہ جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش میں مصروف تھا اور اسی کوشش میں موت سے جا ملا۔" کیپٹن جمال غرایا۔"

"دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔" فرہان نے کہا۔" اور وہ تینوں ان کی جانب بڑھنے لگے۔"

"خبردار اگر تم لوگ ہماری طرف بڑھے۔" اچانک ایک نقاب پوش چیخا۔" لیکن وہ تینوں آگے بڑھتے رہے۔"

"میں کہتا ہوں وہیں رک جاؤ ورنہ انجام کے تم ذمہ دار ہو گے۔" وہی نقاب پوش پھر دھاڑا۔" لیکن وہ آگے بڑھتے رہے۔ اور آگے.....آگے.... آگے.....اور پھر....."

ابھی وہ ان سے تین گز کی دوری پر ہی تھے کہ اسی نقاب پوش نے فرش پر زور سے پاؤں مارا۔" رد عمل انتہائی حیرت انگیز تھا۔ تینوں اچانک ہی چیخیں مارتے ہوئے ایک جھٹکے سے فضا میں اچھلے اور نقاب پوش کے قدموں میں جا پڑے۔ اس کے ساتھ ہی نقاب پوشوں کے قہقہے ہال کمرے میں گونجنے لگے۔ دراصل جونہی نقاب پوش نے اپنا پاؤں فرش پر مارا تھا، اسی وقت جہاں وہ تینوں موجود تھے کافی مقدار میں کرنٹ دوڑ گیا۔ جس کے باعث وہ چیخیں مارتے

ہوئے جھٹکے سے آگے کی جانب جا پڑے تھے۔ انہوں نے موجودہ سچویشن کا اندازہ لگا کر خود ہی اپنے جسم کو اچھال کر بروقت اپنا بچاؤ کیا تھا۔ ورنہ برقی کرنٹ تو انہیں چاٹ ہی جاتا بجلی کے یہ شدید جھٹکے ان کے اعصاب پر بہت بری طرح اثر انداز ہوئے تھے۔

فرہان سیدھا اس نقاب پوش کے پاس جا کر گرا تھا جس نے پاؤں فرش پر مارا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے اعصاب پر مکمل طور پر قابو پا چکا تھا۔ وہ واقعی مضبوط اعصاب کا مالک تھا جو اتنی جلدی اپنے اعصاب پر کنٹرول کر گیا۔ اعصاب پر قابو پانے کے بعد وہ تیزی سے لڑھکتا ہوا نقاب پوش کے نزدیک پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ نقاب پوش کچھ سمجھ پاتا۔ فرہان نے پھرتی سے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی اور خود ایک لڑھکنی کھا کر میز کے نیچے سرک گیا۔ دوسری طرف نقاب پوش اپنے وزن کو نہ سہار سکا۔ نتیجتاً لڑکھڑاتا ہوا فرش پر آ رہا۔ یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہوا تھا۔"

اسے گرتے دیکھ کر گویا دوسرے نقاب پوش ہوش میں آ گئے لیکن یہ الگ بات ہے کہ انہیں کوئی ایکشن لینے کی مہلت نہیں مل سکی۔ میز کے نیچے چھپے ہوئے فرہان نے ان کو زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

ہوا یوں کہ میز کے نیچے لڑھکنے کے بعد فرہان نے دونوں ٹانگوں اور ہاتھوں کے سہارے میز کو نقاب پوشوں پر اچھال دیا۔ نتیجتاً کسی کا منہ ٹوٹا اور کوئی اپنے ناک کو سہلانے میں مصروف ہو گیا۔"

رہی سہی کسر صفدر اور کیپٹن جمال نے پوری کر دی۔ صفدر اچھلتا ہوا دو نقاب پوشوں پر گرا۔ اور انہیں لیتا ہوا زمین پر آ رہا۔ کیپٹن جمال نے بھی ہاتھ جیب

لیا تھا اور اس کا توڑ بشکن گھونسہ ایک نقاب پوش کی ٹھوڑی پر اور دوسرے کی کنپٹی پر پڑا۔ لیکن یہ تو محض ابتدا ہی تھی انجام اس کا یہ تھا کہ کیپٹن جمال کے تابڑ توڑ گھونسوں نے ان کی ہمت پست کر دی اور وہ بلبلاتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ فرش پر گرتے ہی صفدر نے دونوں سیاہ پوشوں کی تواضع کر لینے کے مخصوص وار سے کی تھی لیکن ایک نقاب پوش اس پر الٹ پڑا اور سینے پر چڑھ کر اس کے گلے پر زور آزمائی کرنے لگا۔ غضبناک ہو کر صفدر نے اپنے جسم کو زبردست جنبش دی۔ یہاں اس کا ایک وار کارگر ہو گیا۔ وہ نقاب پوش اس پر سے اڑتا ہوا۔ ایک اور نقاب پوش جو کہ فرہان پر گولی چلانے کے لئے پر تول رہا تھا، پر جا پڑا۔ نتیجتہً دونوں ہی گڈمڈ ہو گئے جو تشنگی رہ گئی تھی وہ فرہان کے لفٹ ہکوں نے پوری کر دی۔ ابھی وہ ان لوگوں کی مرمت کر کے واپس بھی نہ پلٹے تھے کہ۔۔۔؟

کونے میں کھڑے ہوئے فرہان کے پشت سے ریوالور کی نال لگی۔

"تم لوگ اپنے ریوالور پھینک کر ہاتھ بلند کر لو" ورنہ میں تمہارے ساتھی کو گولی مار دوں گا۔" پیچھے کھڑا ہوا نقاب پوش وہی تھا جس نے فرش پر پاؤں بڑا تھا۔ مار کھانے کے بعد نقاب پوشوں میں یہ واحد شخص تھا جو شدید پٹائی کے بعد اٹھا تھا اور نہ جانے کس طرح فرہان کی پشت پر پہنچ گیا تھا۔"

"سنا نہیں تم لوگوں نے" اس نے صفدر کو گھور کر کہا۔"

ابھی صفدر کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ۔۔۔؟

"ٹھز۔۔۔!" ایک جانب سے فائر ہوا اور نقاب پوش کے ریوالور کا اگلا حصہ بڑی خوبصورتی سے کٹ گیا۔ وہ بڑی حیرت سے اپنے ہاتھ میں موجود باقی

ماندہ ریوالور کو گھور رہا تھا۔ اسی قسم کا ریوالور پچھلے کیس میں عمران نے استعمال کیا تھا۔"

"بیکار ہے لہذا تم اپنے ہاتھ بلند کر دو" ایک بھرائی ہوئی آواز گونجی جو کہ ان لوگوں کی جانی پہچانی تھی۔ یہ ان کا پراسرار چیف ایکسٹو تھا۔" مارے خوشی کے ان کے چہرے کھل گئے۔"

"آتشی ریوالور سے ان لوگوں کو دوسرے جہان پہنچا دو۔" ایکسٹو کے لہجے میں درندگی نمایاں تھی۔

اور دوسرے ہی لمحے ان کے ہاتھ میں دبے ہوئے آتشی ریوالور کے ٹرائیگر دبا دیئے گئے۔ ان کا ایک ہاتھ بڑی تیزی سے ریوالور کے اگلے حصے پر متحرک تھا زمین پر پڑے ہوئے نقاب پوش آگ کے شعلوں میں لپٹ گئے۔" کمرہ بھیانک چیخوں سے گونج اٹھا۔"

"تم ظالم لوگوں کا انجام یہی تھا۔" ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔"

"ٹھیک ہے اب تم لوگوں کو مکمل اجازت ہے کہ جو کوئی بھی راستے میں آئے اسے بھون کر رکھ دو۔" ایکسٹو نے حکم دیا۔"

"سر آپ یہاں کس طرح پہنچے؟" فرہان نے پوچھا۔"

"میں کبھی اپنے ماتحتوں سے غافل نہیں رہتا۔" ایکسٹو نے کہا اور تیزی سے ایک جانب بڑھ گیا۔"

کچھ دیر تک وہ اسے دیکھتے رہے اور پھر ایک جانب چل پڑے۔"

اچانک ہال کمرے میں چاروں طرف افراتفری پھیل گئی۔ جیسے بہت سے لوگ بھاگ رہے ہوں۔" وہ تینوں پھرتی سے ہال کمرے کی کھڑکیوں کے قریب

رُک گئے کئی لوگ اسٹین گنیں سنبھالے ہال میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے"

"ڈرر..... ڈرر..... ڈرز..." کھڑکیوں کے شیشے توڑتی ہوئی کئی گولیاں ہال کمرے کے اندر بڑھیں۔ اور کئی لوگ آگ کے شعلے کی مانند نظر آنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ مکمل طور پر شعلوں میں گم ہو گئے"

کئی گولیاں کھڑکیوں کے شیشوں سے باہر نکل گئیں۔ انہوں نے فوری طور پر اپنا تحفظ کیا تھا گولیوں کی ایک باڑھ ان کے سروں پر سے گزر گئی"

وقفے وقفے بعد دونوں اطراف سے گولیوں کا تبادلہ ہوتا رہا رہا اور شعلے اُگلتے رہے۔ اسٹین گنیں ریٹ ٹیٹ کا شور مچاتی رہیں۔ شیشے چھن چھناتے رہے اور بعض دفعہ ان لوگوں میں سے کوئی غریب آگ کے شعلوں میں تبدیل ہوتا رہا"

"جیکال کو بلاؤ" بیووِنگ فیلڈ نے دھاڑتے ہوئے اس آدمی کو کہا"

"وہ..... وہ تو" وہ آدمی ہکلایا"

"وہ کیا کتے کے پلّے!" بیووِنگ فیلڈ نے غصے سے اپنا ہاتھ لہرایا اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلی اس آدمی کی گدی پر پڑی" چٹاخ" ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی جس سے وہ غریب آواز نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا"

"فومی! وہ ایک ٹھوکر لاش کو مارتے ہوئے غرایا"

"یس باس!" فوراً ہی ایک شخص اندر داخل ہوا"

"جیکال کہاں ہے" بیووِنگ فیلڈ نے غرا کر پوچھا"

"سر گڑبڑ ہو گئی ہے" کچھ نامعلوم آدمیوں نے سر کے ہیلز پر دھاوا بول دیا ہے۔ تمام انجینئروں اور گارڈز کو ان لوگوں نے اسٹین گن سے ختم کر دیا ہے" جیکال کو بھی مار دیا گیا ہے" فومی کہتا چلا گیا"

"اور عمران -!" بیووِنگ فیلڈ آپ ہی آپ بڑبڑایا"

"مجھ سے کچھ فرمایا" فومی نے پوچھا۔

"نہیں تم دفعان ہوجاؤ" وہ دھاڑا اور نومی تیزی سے باہر چلا گیا۔"

"آخر تم آ ہی گئے۔ عمران اب میں تم کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ اور مارنے کے بعد تمہارے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھاؤں گا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے چراغ سے روشن ہوگئے تھے۔"

اس نے اپنے ہولسٹر سے ریوالور کو نکال کر چیمبر چیک کیا اور باہر نکل آیا۔ اُسے عمران کی تلاش تھی۔۔۔ اپنے جانی دشمن کی تلاش۔۔۔ جس کے نام سے ہی وہ بھڑک اٹھتا تھا۔ اس کے سینے میں انتقام کے شعلے اور تیز ہوتے جا رہے تھے۔ جوں جوں وہ گذشتہ شکست کے واقعات کو یاد کرتا گیا توں توں یہ آگ بھڑکتی گئی۔۔۔ بھڑکتی رہی۔۔۔ اور بھڑکتی ہی رہی! وہ ایک گول کمرے تک پہنچ گیا۔ اندر جانے کے لئے محض ایک دروازہ تھا۔ اس وقت یہ گول کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ معمولی سی روشنی تھی، جو کہ اس کے بعض حصوں کو تھوڑا بہت روشن کر رہی تھی۔"

اسے ہر جگہ عمران کی موجودگی متوقع تھی، کم از کم پچھلے کیسوں سے اس نے یہی بات سیکھی تھی۔ وہ دبے قدموں گول کمرے کی جانب قدم اٹھاتا رہا۔ اچانک اس نے دیوار کے اوپر ایک سایہ سا لہراتا دیکھا، جو کہ ایک جھلک دکھانے کے بعد غائب ہوگیا۔"

"وہ نہایت چوکنے انداز میں کچھ سوچتا ہوا اسی جانب بڑھ گیا جس طرف سایہ غائب ہوا تھا۔"

مختلف کیبنوں میں تاک جھانک کرنے کے بعد عمران آگے بڑھتا رہا۔ اُسے ہیوونگ فیلڈ کی تلاش تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ہیوونگ فیلڈ کا قصہ پاک کر کے ہی سانس لے گا۔"

یہ کتنی عجیب بات تھی، کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور ایک دوسرے کی تلاش میں دیوانوں کی طرح مارے مارے پھر رہے تھے۔"

اس طرح گھومتے پھرتے آخر کار عمران گول کمرے کی طرف آ نکلا وہ ایک تاریک سے گوشے میں چھپا ہوا تھا، کہ اچانک۔۔۔؟

سامنے کی سمت ایک سایہ لہرایا۔"

وہ چوکنا ہو کر تیزی سے گول کمرے کی دیواروں کی جانب بڑھا۔ اُسے یقین ہوگیا تھا کہ یہ سایہ ہیوونگ فیلڈ کا ہی ہوگا۔ "وہ اسے پکڑ کر مارنا چاہتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ ہیوونگ فیلڈ بھی اس کی تلاش میں سرگرداں مخالف سمت سے گول کمرے کے اردگرد دیواروں کی ٹکر پر اس سے ٹکرائیگا اور وہ اسے چھاپ لیگا۔"

اتفاق کی بات یہ کہ دوسری طرف ہیوونگ فیلڈ کے خیالات بھی اس سے مختلف نہ تھے۔ چنانچہ دونوں ہی گھپ اندھیرے والے حصے میں ایک دوسرے کی جانب

دیوار سے چپکے ہوئے سرک رہے تھے۔ دونوں کا رُخ ایک دوسرے کے مخالف تھا وہ دونوں نہایت خاموشی سے ایکدوسرے کے قریب ہوتے چلے گئے۔" اچانک سیورنگ فیلڈ کو ایک پتھر سے ٹھوکر لگی۔ وہ اپنے جسم کو سنبھالے گا۔ دوسری طرف چونک کر واپس پلٹا۔ دونوں نے ایکدوسرے کو دیکھا اور غیر ارادی طور پر دونوں کی انگلیاں ٹریگر پر دباؤ ڈالتی چلی گئیں" دونوں طرف سے شعلے لپکتے اور حیرت انگیز طور پر ایکدوسرے سے ٹکرا کر رہ گئے" دونوں نے ریوالور پھینک دیئے اور ایکدوسرے پر چھلانگ لگا دی۔"

سیورنگ فیلڈ نے عمران کو پرے دھکنا چاہا۔ لیکن ایسا نہ کر سکا۔

دونوں کو ہی دانتوں پسینہ آگیا۔"

نہ جانے ایسے کتنے مواقع آئے تھے جب عمران مدِمقابل سے چوٹ کھا کر اپنے آپ کو زخمی پاتا تھا تو اس کی حالت ایک زخمی بھیڑیئے سے بھی بدتر ہو جاتی تھی" اس وقت بھی وہ انسان معلوم نہ ہوتا تھا بلکہ بھیڑیا۔۔ درندہ۔۔ زخمی درندہ۔۔۔" اس کی حالت دیکھ کر سیورنگ فیلڈ بھی جھرجھری لئے بغیر نہ رہ سکا" عمران کے منہ سے ایک غیر انسانی غراہٹ نکلی اور توبہ شکن گھونسہ اس کی پسلیوں پر پڑا۔ اور دوسرا ناک پر۔ سیورنگ فیلڈ ایک دلدوز چیخ کے ساتھ نیچے گرتا چلا گیا" تھوڑی دیر بعد ملٹری پہنچ گئی اور تقریباً ستر آدمی گرفتار کر لیئے گئے۔۔۔" اور اس طرح ایک خونریز جنگ کے بعد سیسے ہلز پر پاکیشیا کا مکمل قبضہ ہو گیا۔

کاتب [illegible] ختم شد